www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری

Part 291-310

مصنف

شیخ غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل حدیث کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ .

”رحمٰن انہی پر رحم کرتا ہے، جو (مخلوق پر) رحم کرتے ہیں۔ آپ اہل زمین پر رحم کریں، وہ آپ پر رحم کرے گا، جو آسمان میں ہے۔“

(مسند الحميدي : 591، مسند الإمام أحمد : 160/2، سنن أبي داود : 4941، سنن التّرمذي : 1924)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۵۹/۴) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

فائدہ:

حدیث میں فِي (میں) عَلٰی (اوپر) کے معنی میں ہے، یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے۔ یا اَلسَّمَاءُ (آسمان) کا معنی اَلْعُلُوُّ (بلندی) ہے، یعنی اللہ تعالیٰ بلندی میں ہے۔

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے پر بین دلیل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ روایت ہے:

تَحِيَّةُ الْبَيْتِ الطَّوَافُ .

”بیت اللہ کا تحیہ طواف ہے۔“

جواب: بے اصل روایت ہے۔ کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں۔ بیت اللہ کا تحیہ بھی دو رکعت نفل ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَبَضَ قَبْضَةً فَقَالَ : إِلَى الْجَنَّةِ بِرَحْمَتِي، وَقَبَضَ قَبْضَةً فَقَالَ : إِلَى النَّارِ وَلَا أُبَالِي .

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے (اولاد آدم سے) ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ میری رحمت سے جنت میں جائیں گے۔ پھر ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ جہنم میں جائیں گے، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔“

(السّنّة لابن أبي عاصم : 248، مسند أبي يعلى : 3422، 3453، التّوحيد لابن خزيمة : 186/1)

جواب: سند ضعیف ہے۔ حکم بن سنان عبدی ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

”جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مَجمع الزّوائد : 186/7)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 488/2)

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''حکم بن سنان کی اس حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔''

(الضّعفاء الكبير : 257/1)

سوال: کیا انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور ہے؟

جواب: تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم سابق ہے، وہ ہر شے کو اس کے وقوع سے پہلے ہی جانتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ابتدا سے انتہا تک جو ہونا تھا، سب کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے، لہٰذا کائنات میں جو بھی ہوتا ہے، وہ اللہ کی مشیئت سے ہوتا ہے، یعنی ایسا نہیں کہ اللہ کو کوئی مجبور کر دے اور اللہ کے علم اور منشا کے خلاف کچھ کر دے۔

البتہ ایسا بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مجبور محض کیا ہو، باری تعالیٰ نے ہر ایک کو نیکی اور برائی دونوں کا راستہ دکھا دیا ہے، دونوں کا انجام بھی بتا دیا ہے، اب انسان اس رستے کو اختیار کرنے پر آزاد ہے، اسے مجبور نہیں کیا گیا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُرْتَفَقًا، إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا، أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ، نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا﴾(الکھف : ۲۹۔۳۱)

’’(اے نبی!) کہہ دیجیے کہ یہ حق تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے، لہٰذا اب جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہیے کفر کردے، (البتہ) بے شک ہم نے ظالموں (کافروں) کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے، جس کی قناتوں نے انہیں گھیر رکھا ہوگا اور اگر وہ پانی کی فریاد کریں گے، تو انہیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا، جو ان کے چہروں کو بھون دے گا، یہ بہت برا مشروب ہوگا اور (جہنم) بہت برا ٹھکانہ ہوگا۔ (البتہ) جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور صالح اعمال کرتے رہے، تو بلاشبہ ہم عمدہ اعمال کرنے والوں کے اجروثواب کو ضائع نہیں کریں گے، انہی لوگوں کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے باغات ہیں، جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں باریک اور موٹے ریشم کے سبز لباس پہنائے جائیں گے، وہ تختوں پر ٹیک لگائے ہوئے جلوہ افروز ہوں گے، یہ کتنا ہی اچھا بدلہ ہے اور نہایت عمدہ ٹھکانہ ہے۔‘‘

لہٰذا جنت اور جہنم میں جانے والے اپنے اعمال سے مجبور نہیں، بلکہ وہ آزاد ہیں، البتہ جو انہوں نے اعمال کرنے ہیں، ان کا اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا، اس لیے اس نے تخلیق

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

کائنات سے پہلے ہی لوح محفوظ میں لکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا کہ فلاں جنت میں جائے گا، کیونکہ اسے علم تھا کہ دنیا میں جا کر یہ بندہ فلاں فلاں اعمال کرنے والا ہے، اسی طرح جس کے لیے جہنم لکھ دی، اس کے متعلق بھی علم تھا کہ یہ بندہ فلاں فلاں گناہ کرنے والا ہے، جس کی بنا پر جہنم واصل ہوگا۔

جنت اور جہنم اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اچھے اعمال کرنے والوں اور برے اعمال کرنے والوں کو عدل کے ساتھ بدلہ دے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ، مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ﴾

(القلم: ٣٥-٣٦)

''کیا ہم (روز قیامت) مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں، تمھیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟''

بعض لوگ اپنے گناہوں کے ارتکاب پر تقدیر کو دلیل بناتے ہیں، مشرکین اور بدعتی ہمیشہ سے اسے وراثت میں منتقل کرتے رہے ہیں۔ سب سے پہلے ابلیس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی پر تقدیر کو دلیل بنایا۔

❁ قرآن میں ہے:

﴿رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي﴾ (الحجر: ٣٩)

''(ابلیس نے کہا) رب! چوں کہ تو نے مجھے گم راہ کیا۔''

❁ مشرکین مکہ نے بھی یہی بات دہرائی:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهٖ مِنْ شَيْءٍ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾(النّحل : ٣٥)

”مشرک کہتے ہیں کہ اگر اللہ چاہتا، تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہی اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام قرار دیتے، یہی فعل ان سے قبل لوگوں کا رہا۔“

ایسے لوگ منکرین تقدیر سے بھی بدتر ہیں۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰؤُلَاءِ يَئُولُ أَمْرُهُمْ إِلٰى تَعْطِيلِ الشَّرَائِعِ وَالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مَعَ الِاعْتِرَافِ بِالرُّبُوبِيَّةِ الْعَامَّةِ لِكُلِّ مَخْلُوقٍ وَّأَنَّهٗ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا رَبِّي آخِذٌ بِّنَاصِيَتِهَا، وَهُوَ الَّذِي يَبْتَلِي بِهٖ كَثِيرًا إِمَّا اعْتِقَادًا وَّإِمَّا حَالًا طَوَائِفُ مِنَ الصُّوفِيَّةِ وَالْفُقَرَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ مَنْ يَّخْرُجُ مِنْهُمْ إِلَى الْإِبَاحَةِ لِلْمُحَرَّمَاتِ وَإِسْقَاطِ الْوَاجِبَاتِ وَرَفْعِ الْعُقُوبَاتِ.

”ایسے لوگ آخر کار شریعت اور احکام الٰہی کو معطل کر دیتے ہیں، حالاں کہ ہر مخلوق پر اس کی کامل ربوبیت کو بھی مانتے ہوتے ہیں۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہر جاندار کی پیشانی میرے رب کے ہاتھ میں ہے۔ اعتقادی یا عملی طور پر صوفیا اور فقرا کا بڑا حصہ اسی خرابی میں مبتلا ہے، حتی کہ بعض تو محرمات کے جواز، واجبات کے اسقاط اور سزاؤں کے خاتمے تک پہنچ جاتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مجموع الفتاوٰی: 256/8)

❁ نیز فرماتے ہیں:

سَلَفُ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتُها مُتَّفِقُونَ أَيْضًا عَلٰى أَنَّ الْعِبادَ مَأْمُورُونَ بِمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ بِهٖ مَنْهِيُّونَ عَمَّا نَهاهُمُ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُتَّفِقُونَ عَلَى الْإِيمَانِ بِوَعْدِهٖ وَوَعِيدِهِ الَّذِي نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَمُتَّفِقُونَ أَنَّهٗ لَا حُجَّةَ لِأَحَدٍ عَلَى اللّٰهِ فِي وَاجِبٍ تَرَكَهٗ وَلَا مُحَرَّمٍ فَعَلَهٗ بَلْ لِّلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَنِ احْتَجَّ بِالْقَدَرِ عَلٰى تَرْكِ مَأْمُورٍ أَوْ فِعْلِ مَحْظُورٍ أَوْ دَفْعِ مَا جَاءَتْ بِهِ النُّصُوصُ فِي الْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ فَهُوَ أَعْظَمُ ضَلَالًا وَّافْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ وَمُخَالَفَةً لِّدِينِ اللّٰهِ مِنْ أُولٰئِكَ الْقَدَرِيَّةِ فَإِنَّ أُولٰئِكَ مُشَبَّهُونَ بِالْمَجُوسِ وَقَدْ جَاءَتِ الْآثَارُ فِيهِمْ أَنَّهُمْ مَّجُوسُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ .... فَهٰؤُلَاءِ الْمُحْتَجُّونَ بِالْقَدَرِ عَلٰى سُقُوطِ الْأَمْرِ وَالنَّهْيِ مِنْ جِنْسِ الْمُشْرِكِينَ الْمُكَذِّبِينَ لِلرُّسُلِ وَهُمْ أَسْوَأُ حَالًا مِّنَ الْمَجُوسِ وَهٰؤُلَاءِ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ .

''اسلاف امت اور ائمہ دین متفق ہیں کہ بندے اللہ کے احکام ونواہی کے پابند ہیں۔ کتاب وسنت میں موجود اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور وعیدوں پر ایمان بھی اتفاقی ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ کسی واجب کو ترک کرنے اور حرام کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارتکاب کرنے کے بارے میں اللہ کے خلاف کوئی دلیل نہیں قائم کی جا سکتی، بل کہ اللہ ہی زبردست دلیل ہے، جس نے کسی ممنوع وحرام کام پر دلیل لی یا وعدہ وعید پر مشتمل نصوص کا انکار کیا، وہ منکرین تقدیر سے بڑھ کر گم راہ، اللہ پر جھوٹ باندھنے والا اور دین کا مخالف ہے۔ یہ لوگ مجوسیوں کے مشابہ ہیں۔ بعض آثار میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ منکرین تقدیر اس امت کے مجوسی ہیں.... اللہ کے اوامر ونواہی کی پامالی پر تقدیر کو دلیل بنانے والے لوگ رسولوں کو جھٹلانے والے مشرکین کی قبیل سے ہیں، بل کہ مجوسیوں سے برے ہیں۔ ان کی دلیل ان کے رب کے ہاں نکمی ہے، ان پر اللہ کے غضب کا کوڑا برسے گا اور دردناک عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 452/8)

❁ مزید فرماتے ہیں:

اَلْقَدَرُ يُؤْمِنُ بِهٖ وَلَا يُحْتَجُّ بِهٖ فَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِّالْقَدَرِ ضَارَعَ الْمَجُوسَ وَمَنِ احْتَجَّ بِهٖ ضَارَعَ الْمُشْرِكِينَ وَمَنْ أَقَرَّ بِالْأَمْرِ وَالْقَدَرِ وَطَعَنَ فِي عَدْلِ اللّٰهِ وَحِكْمَتِهٖ كَانَ شَبِيهًا بِّإِبْلِيسَ .

''تقدیر پر ایمان لایا جائے گا، اسے دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ جو تقدیر کو نہیں مانتا، وہ مجوسیوں کے مشابہ ہے، جو اس سے دلیل پکڑتا ہے، وہ مشرکین کے مشابہ ہے اور جو تقدیر کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کے عدل وحکمت میں طعن کرتا ہے، وہ ابلیس کے مشابہ ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی: 114/8)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّصْعَدَ فَيُلْقِي نَفْسَهُ مِنْ فَوْقِ الْبِئْرِ وَيَقُولُ: قُدِّرَ لِي وَلٰكِنْ يَّحْذَرُ وَيَجْتَهِدُ وَيَتَّقِي فَإِنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ عَلِمَ أَنَّهُ لَمْ يُصِبْهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ.

’’کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کنویں کی منڈیر پر چڑھ کر خود کو اندر پھینک دے اور کہے: یہ میری تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا، بلکہ اپنا پورا بچاؤ کرے اور کوشش کرے۔ اگر کوئی مصیبت پہنچ ہی جائے، تو سمجھے کہ وہی پہنچی ہے، جو تقدیر میں لکھی تھی۔‘‘

(حِلْيَة الأولياء لأبي نعيم: 202/2، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا اسْتَقَرَّتِ النُّطْفَةُ فِي الرَّحِمِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا ـ أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ـ بَعَثَ إِلَيْهَا مَلَكًا، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا رِزْقُهُ؟ فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا أَجَلُهُ؟ فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ ذَكَرٌ أَوْ أُنْثٰى؟ فَيُعْلَمُ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ شَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ؟ فَيُعْلَمُ.

’’جب رحم مادر میں نطفہ چالیس دن تک قرار پکڑتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے، تو وہ فرشتہ پوچھتا تھا: میرے رب! اس کا رزق کیا (لکھنا) ہے؟ تو فرشتے کو رزق بتایا جاتا ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے: رب! اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی عمر کتنی ہے؟ تو فرشتے کو عمر بتا دی جاتی ہے۔ پھر پوچھتا ہے: رب! یہ نطفہ مذکر ہو گا یا مؤنث؟ تو فرشتے کو بتا دیا جاتا ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے: رب! یہ خوش بخت ہو گا یا بد بخت؟ تو فرشتے کو خبر دے دی جاتی ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 15269، القدر للفِريابي: 143)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① خصیف بن عبد الرحمٰن سیء الحفظ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ حافظ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(شرح الزّرقاني على الموطأ: 365/2)

② ابو زبیر محمد بن مسلم مکی کا عنعنہ ہے۔

تنبیہ:

اس روایت کو جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی مسند بنانا خطا ہے، درست یہ ہے کہ اس روایت کو ابو الزبیر مکی نے ابو طفیل عامر بن واثلہ عن حذیفہ بن اُسید کے طریق سے نقل کیا ہے، جیسا کہ امام علل دار قطنی رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے۔

(علل الدّارقطني: 3237)

حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ والی حدیث صحیح مسلم (۲۶۴۵) میں ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا وَلَدْتِ فَأْتِينِي بِهٖ، قَالَتْ: فَلَمَّا وَلَدْتُهٗ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنٰى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرٰى وَأَلْبَأَهٗ مِنْ رِيقِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ: اذْهَبِي بِأَبِي الْخُلَفَاءِ، فَأَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا لَبَّاسًا فَلَبِسَ ثِيَابَهٗ ثُمَّ أَتٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَصُرَ بِهٖ قَامَ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا شَيْءٌ أَخْبَرَتْنِي بِهٖ أُمُّ الْفَضْلِ؟ قَالَ: هُوَ مَا أَخْبَرَتْكَ، هٰذَا أَبُو الْخُلَفَاءِ، حَتّٰى يَكُونَ مِنْهُمُ السَّفَّاحُ، حَتّٰى يَكُونَ مِنْهُمُ الْمَهْدِيُّ، حَتّٰى يَكُونَ مِنْهُمْ مَنْ يُصَلِّي بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

'میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری، آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کو اللہ بیٹے سے نوازیں گے، جب اس کی ولادت ہو جائے، تو میرے پاس لے آنا۔ فرماتی ہیں: جب میں نے اسے جنم دیا، تو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی۔ آپ ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ اس کے منہ میں لعاب دھن ڈالا اور عبداللہ نام رکھا، نیز فرمایا: ''ابوالخلفا'' کو لے جائیے، میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو مکمل تفصیل بتائی، آپ خوش پوشاک تھے۔ مخصوص لباس زیب تن کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لیے چل دیے، آپ ﷺ نے انہیں آتا دیکھا، تو کھڑے ہو گئے اور پیشانی پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بوسہ دیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول! ام فضل اس بچے کے بارے میں کیا کہہ رہی ہیں؟ فرمایا: جی ہاں، بات ایسے ہی ہے، اس بچے کی نسل سے خلفا پیدا ہوں گے، بعض خون ریز ہوں گے، بعض رحم دل، عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کروانے والا بھی اسی کی لڑی سے ہوگا۔''

(دلائل النّبوة لأبي نعيم :550/1)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔ احمد بن رشد (راشد) ہلالی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِي اخْتَلَقَهٗ بِجَهْلٍ .

''اس حدیث کو احمد بن رشد نے ہی اپنی جہالت کی بنا پر وضع کیا ہے۔''

(میزان الاعتدال :97/1)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اتُّهِمَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ .

''اس حدیث کو گھڑنے کا الزام اسی پر ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 187/5)

❀ حافظ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْآفَةُ فِيهِ مِنْ أَحْمَدَ ابْنِ رَاشِدٍ .

''اس روایت میں مصیبت احمد بن راشد کی طرف سے ہے۔''

(تنزيه الشّريعة : 25/2)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا الْحَدِيثُ لَا يَصِحُّ .

”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(العِلَل المتناهية :291/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”باطل“ کہا ہے۔

(میزان الاعتدال :97/1)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا : يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِي جِبَالُ الذَّهَبِ، أَتَانِي مَلَكٌ، وَّإِنَّ حُجْزَتَهُ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ، فَقَالَ : إِنَّ رَبَّكَ يُقْرِءُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ إِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَّلِكًا وَّإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا، فَأَشَارَ إِلَيَّ جِبْرِيلُ ضَعْ نَفْسَكَ فَقُلْتُ نَبِيًّا عَبْدًا، قَالَتْ : وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِكَ لَا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا وَّيَقُولُ : آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! اگر میں چاہتا، تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چل پڑتے۔ میرے پاس ایک فرشتہ آیا، جس کی کمر کعبہ کے برابر چوڑی تھی، کہنے لگا: آپ کا رب سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ چاہیں تو بادشاہ نبی بن جائیں یا عام نبی۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ متواضع بنیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں نے کہہ دیا کہ میں عام نبی بننا چاہتا ہوں۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں عام آدمی کی طرح کھاتا ہوں اور بیٹھتا ہوں۔"

(طبقات ابن سعد :1/288، مسند أبي يعلٰى : 4920، أخلاق النّبي و آدابه صلى اللّٰه عليه وسلم لأبي الشّيخ : 617)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ابو معشر نجیح بن عبد الرحمٰن مدنی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❀ علامہ عبد الحق اشبیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ النَّاسِ ضَعَّفَهُ .

"اکثر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔"

(الأحكام الوسطى : 2/206، 327)

❀ علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ النَّاسِ يُضَعِّفُهُ .

"اکثر محققین اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔"

(المُفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 3/444)

❀ حافظ ابن قطان فاسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُ .

"اسے جمہور نے ضعیف کہا ہے۔"

(فيض القدير للمَناوي : 2/300)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ ابن مفلح مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِیفٌ عِنْدَ الْأَکْثَرِ .

''اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(الآداب الشّرعیّۃ : 213/3)

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِیفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(طرح التّثریب : 4/3)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهٗ قَوْمٌ کَثِیرُونَ .

''کئی محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 89/2)

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(اتّحاف الخِیَرۃ المَہَرۃ : 511/6)

❀ علامہ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْأَکْثَرُونَ .

''اسے اکثر اہل علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تنزيه الشّريعة : 195/2)

② سعید بن ابی سعید مقبری رحمہ اللہ کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ''مرسل'' ہوتی ہے۔

✿ امام عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

سَأَلْتُ أَبِي عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ هَلْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ فَقَالَ : لَا .

''میں نے اپنے والد (امام ابوحاتم رحمہ اللہ) سے پوچھا: کیا سعید مقبری نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کیا ہے، فرمایا: نہیں۔''

(المَراسيل : 263)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

✿ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعٰى سَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ، فَقَدِمَ رَسُولٌ مِّنَ الْجَيْشِ فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَائِحٌ يَصِيحُ يَا سَارِيَ الْجَبَلَ فَأَسْنَدْنَا ظُهُورَنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ فَقُلْنَا لِعُمَرَ : كُنْتَ تَصِيحُ بِذٰلِكَ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا، ان پر ساریہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، جنگ کے دوران یوں لگا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دیتے ہیں اور آواز دے رہے ہیں کہ ساریہ! پہاڑ کی اوٹ میں ہو جائیں، تو لشکر کا ایک پیامبر آیا، کہنے لگا کہ امیرالمومنین! دشمن ہم پر غالب آیا ہی چاہتا تھا کہ ایک شخص کی چیخ سنائی دی کہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پہاڑ کی اوٹ میں ہو جائیں، ہم ہو گئے، پھر اللہ نے دشمن کو شکست دے دی، ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ امیر المومنین! یہ تو آپ پکار رہے تھے۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي : 370/6)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(الإصابة : 53/3)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ جَيِّدٌ حَسَنٌ .

''یہ جید حسن سند ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 129/7)

اس روایت سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کشف ہوا اور انہوں نے بے اختیار پہاڑ کے پیچھے ہونے کے لیے پکارا۔ یہ علم غیب نہیں، بلکہ کرامت ہے، جس کے اہل سنت والجماعت قائل ہیں۔ اس بنا پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عالم الغیب قرار دینا یا ہر جگہ حاضر وناظر قرار دینا نادانی ہے۔

اہل سنت والجماعت کا اصولی اور اساسی عقیدہ ہے کہ کرامات اولیاء حق ہیں، خرق عادت کام جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو، یہ درحقیقت ولی کے لیے بشارت ہوتی ہے، جو اس کے ایمان کو بڑھاتی ہے، کرامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کی تکریم اور اپنے دین کی نصرتِ عزیزہ ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت واضح ہوتی ہے۔

کرامت کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

① علوم ومکاشفات ② قدرت وتاثیر

علوم ومکاشفات میں ولی کو وہ علم حاصل ہوجاتا ہے، جو دوسروں کو نہیں ہوتا، بعض غیبی امور ولی پر منکشف ہوجاتے ہیں، جو دوسروں پر نہیں ہوتے، اسی طرح اسے وہ قدرت و تاثیر حاصل ہوجاتی ہے، جو کسی دوسرے کو نہیں ہوتی۔

کرامات ہر زمانے میں مومنوں کے ہاتھوں ظاہر ہوتی رہی ہیں، قرآن مجید میں اصحاب کہف اور سیدہ مریم کی کرامات کا ذکر ہے، کتب حدیث ان سے لبریز ہیں، فرقہ جہمیہ، فلاسفہ اور معتزلہ ان کا منکر ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس سے ولی اور نبی، جادوگر اور ولی میں مشابہت ہوجاتی ہے، مشابہت والی بات تو نرا شبہہ ہے کیونکہ نبی کریم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، کوئی ولی خود کو نبی نہیں کہتا، جادو شیطانی عمل ہے، جادو کا توڑ ہوجاتا ہے، جب کہ کرامت میں ایسا نہیں ہوتا۔

کرامت کے حوالہ سے چند باتیں سمجھ لینی چاہئیں:

① قبل از نبوت نبی کے ہاتھوں خارق عادت کام کا صدور ''ارھاص'' کہلاتا ہے، یہ نبوت کا مقدمہ ہوتا ہے، اصحاب فیل والا واقعہ اس کی دلیل ہے۔

② صالحین اور کمزور لوگوں کی وجہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے، اسے ''مونت'' کہتے ہیں۔

③ اہل ضلال میں سے جو جھوٹا مدعی نبوت ہو، اس کے ہاتھوں خرق عادت امور کا ظاہر ہونا ''اہانت'' کہلاتا ہے، جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں کئی خارق عادت کام ہوئے۔

④ اگر کسی گمراہ اور فاسق و فاجر سے کوئی خارق عادت کام ظاہر ہو، اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''استدراج'' کہتے ہیں، یہ جادو کی ایک قسم ہے، اسے ''شعوذت'' بھی کہتے ہیں۔

کرامات کی اساس و بنیاد ایمان اور تقوی ہوتا ہے اور جو اہل ضلال کے ہاتھوں خارق عادت کام ظاہر ہو اس کا سبب فسوق وعصیان ہوتا ہے۔

سوال: کیا حائضہ اور نفاس والی عورت سجدہ تلاوت کرے گی؟

جواب: حائضہ اور نفاس والی عورت قرآن کی تلاوت نہیں کر سکتی، البتہ قرآن کی تلاوت سن سکتی ہے اور سجدہ والی آیت پر سجدہ تلاوت کر سکتی ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ سُجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ الْمُشْرِكِينَ، وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ؛ لَيْسَ لَهْ وُضُوءٌ .

''مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ سجدہ کرنے کا بیان؛ حالانکہ مشرک نجس ہوتا ہے۔ اس کا کوئی وضو نہیں ہوتا۔''

(صحيح البخاري :146/1)

معلوم ہوا کہ سجدۂ شکر اور سجدۂ تلاوت کے لیے طہارت ضروری نہیں۔ لہٰذا عورت دورانِ ماہواری سجدۂ شکر اور سجدہ تلاوت ادا کر سکتی ہے۔

سوال: کیا سری نمازوں میں سجدہ والی آیت پر سجدہ تلاوت کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اگر اکیلا نماز پڑھ رہا ہے، تو کوئی حرج نہیں، البتہ امام ایسا نہ کرے، کیونکہ اس سے مقتدیوں پر نماز مشتبہ ہو سکتی ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

سُئِلَ عَنِ الْإِمَامِ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ السَّجْدَةَ؟ قَالَ : لَا .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آپ رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ کیا امام نمازِ ظہر میں سجدہ والی آیت پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔“

(مسائل أبي داود : 267)

تنبیہ:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، فَرَأَى أَصْحَابُهُ أَنَّهُ قَدْ قَرَأَ تَنْزِيلَ السَّجْدَةِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ ظہر کی پہلی رکعت میں سجدہ تلاوت کیا، صحابہ کا یہ خیال تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت سجدہ کی قرأت کی تھی۔“

(مسند الإمام أحمد : 5556)

سند ضعیف و منقطع ہے۔ سلیمان بن طرخان تیمی کی تدلیس ہے۔

❀ سلیمان تیمی رحمہ اللہ خود کہتے ہیں:

لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي مِجْلَزٍ .

”یہ روایت میں نے ابو مجلز رحمہ اللہ سے نہیں سنی۔“

(مسند الإمام أحمد، تحت الحديث : 5556)

یہی بات امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔

(مسائل أبي داود : 267)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: لوح محفوظ والے قلم کو کس نے پیدا کیا؟

جواب: لوح محفوظ والے قلم کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا۔

❁ وردان بن خالد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام، جبریل علیہ السلام، اپنے عرش اور قلم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، نیز تورات اپنے ہاتھ سے لکھی، وہ کتاب بھی اپنے ہاتھ سے لکھی، جو اسی کے پاس ہے، کسی دوسرے کو اس پر اطلاع نہیں۔“

(الرّد على من يقول : القرآن مخلوق لأبي بكر النّجاد : 105، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خَلَقَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ بِيَدِهٖ، وَخَلَقَ الْقَلَمَ بِيَدِهٖ، وَخَلَقَ جَنَّةَ عَدْنٍ بِيَدِهٖ .

”اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیں، نیز قلم اور جنت عدن کو بھی اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔“

(الزُّهد لهنّاد بن السّري : 45، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: جس خاتون کو لیکوریا کا مرض ہے، وہ نمازوں کا کیا کرے؟

جواب: لیکوریا ایک مرض ہے، اس میں عورت پاک رہتی ہے، وہ نمازیں جاری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رکھے، البتہ ہر نماز کے لیے الگ وضو کر لے۔ نیز زیر جامہ استعمال کرے۔

سوال: کیا سخت سردی یا سخت گرمی کی مشقت میں وضو کرنے کی فضیلت ہے؟

جواب: جس وقت وضو کرنا مشکل ہو، اس وقت وضو کرنا باعث فضیلت ہے، مثلاً سردی میں ٹھنڈے پانی سے اور گرمی میں گرم پانی سے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ قَالُوا : بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ : إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ .

”کیا میں آپ کو ایسے عمل کی راہنمائی نہ کروں، جس سے اللہ گناہ مٹا دے گا اور درجات بلند کر دے گا؟ عرض کیا : کیوں نہیں، اللہ کے رسول! فرمایا: سختی (سردی یا بیماری) میں وضو کرنا، مساجد کی طرف (دور سے) زیادہ قدم چل کر آنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط (سرحدوں کی حفاظت کرنا) ہے۔“

(صحیح مسلم :251)

اس کا یہ مطلب نہیں سردی میں گرم پانی یا گرمی میں ٹھنڈے پانی کی سہولت نہیں لی جا سکتی۔ سہولت لی جا سکتی ہے، مگر یہاں ایسے شخص کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جس کے لیے وضو کرنا مشکل ہو، مگر پھر بھی وہ مشقت برداشت کرے۔

سوال: کیا غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کے برابر ماننا ہی شرک ہے یا اللہ تعالیٰ کی کسی صفت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں غیر اللہ کو شریک کرنا بھی شرک ہے؟

جواب: جو رب تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے، اگرچہ وہ اُسے اللہ تعالیٰ کے برابر نہیں سمجھتا، مگر معاملہ برابری والا ہی کرتا ہے۔ اگر مخلوق کو مختار کل، مشکل کشا، فریاد رس اور کارساز سمجھے، تو یہ برابری کی بنیاد پر ہی ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اسلاف امت نے جسے شرک قرار دیا ہے، وہ کوئی بھی صورت مخلوق کے لیے جائز سمجھنا شرک ہے۔ جو غیر اللہ کی پکار کرتے ہیں، ان سے اولادیں مانگتے ہیں، شفا مانگتے ہیں، نقصان کو نفع میں بدلنے کی درخواست کرتے ہیں، مقدمات میں فتح چاہتے ہیں، رزق کی فراخی کا سوال کرتے ہیں، یہ سب شرک ہے۔ اگر برابری کا نظریہ نہ ہو، ان میں سے کوئی بھی چیز غیر اللہ سے مانگے، کیا یہ شرک نہیں؟ یقیناً شرک ہے۔ قرآن کریم کے مطابق اس نے اُسے اپنا الہ ومعبود بنالیا ہے۔ اس سے برابری لازم آتی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾(الرّوم : ٤٠)

”اللہ وہ ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر رزق دیا، پھر تمہیں مارے گا، پھر زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی یہ کام کرسکتا ہے؟ اللہ پاک ہے اور تمام تر شریکوں سے بلند ہے۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ﴾

(الزّمر : 8)

''جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، تو اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسے پکارتا ہے، پھر جب رب اس کو اپنی جناب سے کوئی نعمت عطا کر دیتا ہے، تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی جانب وہ پہلے پکارا کرتا تھا، وہ اللہ کے شریک کھڑے کر لیتا ہے جو اسے راہ راست سے بھٹکا دیتے ہیں، کہہ دیجیے کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا فائدہ اٹھا لے، یقیناً تو جہنمی ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا﴾(البقرة : ٢٢)

''تم (مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا کر) اس کے برابر مت بناؤ۔''

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ﴾ (الأنعام : ١)

''کافر (معبودان باطلہ کو) اپنے رب کے برابر سمجھتے ہیں۔''

❁ مشرکین اپنے معبودوں کے بارے میں روز قیامت کہیں گے:

﴿إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشّعراء : ٩٨)

''ہم تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے۔''

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

اللّٰہِ﴾(البقرة : ١٦٥)

”بعض لوگ وہ ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں، جیسے اللہ سے کی جانی چاہیے۔“

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَخْبَرَ أَنَّ مَنْ أَحَبَّ مَنْ دُونِ اللّٰهِ شَيْئًا، كَمَا يُحِبُّ اللّٰهُ تَعَالَى، فَهُوَ مِمَّنِ اتَّخَذَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا، فِي الْحُبِّ وَالتَّعْظِيمِ.

”اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ جس نے غیر اللہ سے ایسی محبت کی، جیسی اللہ کا حق ہے، تو اس نے اسے محبت و تعظیم میں اللہ کا شریک ٹھہرا۔“

(مَدارج السّالکین : 20/3)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں مشرکین کا حال بیان کر رہا ہے کہ انہوں نے اللہ کے شریک وہم سر بنا رکھے ہیں، جن کی اللہ کے ساتھ ساتھ وہ عبادت کرتے ہیں اور اللہ کی طرح ان سے محبت کرتے ہیں، حالانکہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے، نہ کوئی ہم سر۔“

(تفسیر ابن کثیر :291/1)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) شرک کی دو اقسام ”شرک فی الالوھیة“ اور ”شرک فی الربوبیة“ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”الوہیت میں شرک یہ ہے کہ اللہ کا شریک ٹھہرایا جائے، یعنی عبادت، محبت خوف، رجا یا رجوع وغیرہ میں کسی کو اس کا حصہ دار بنا لیا جائے، یہ وہ شرک ہے

www.KitaboSunnat.com

جسے اللہ توبہ کے بغیر معاف نہیں فرمائے گا...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کسی سے اللہ کی شایان شان محبت کرتا ہے، مشرک ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ٭ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ٭ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الشُّعَراء : ٩٦_٩٨)

''روز قیامت مشرکین اپنے شریکوں کے ساتھ جھگڑتے ہوئے کہیں گے: اللہ کی قسم! ہماری یہ کھلی گمراہی تھی کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 91/1)

❀ نیز فرماتے ہیں:

''یہ بات معلوم ہے کہ عملی شرک کی اصل محبت میں شرک ہے، اللہ کا فرمان ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ﴾ (البقرة : ١٦٥) ''لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں، جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں، ان سے ایسے محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے کرنی چاہیے، حالانکہ اہل ایمان اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں۔''

(قاعدة في المَحبة ص 69)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَشِئْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَجَعَلْتَنِي وَاللَّهَ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ.

''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا: جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔ تو نبی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے اسے فرمایا: آپ نے مجھے اور اللہ تعالیٰ کو برابر کر دیا، بلکہ وہی ہوگا، جو اکیلا اللہ چاہے گا۔“

(مسند الإمام أحمد : 1839، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ:

أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا کے الفاظ ثابت نہیں۔ جس روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں، اس میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔ دیگر ثقات یہ الفاظ بیان نہیں کرتے۔

سوال: حدیث: خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُورَتِهٖ، طُولُهٗ سِتُّونَ ذِرَاعًا میں صُورَتِهٖ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

جواب: یہ حدیث صحیح بخاری (۶۲۲۷) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آتی ہے۔ اس میں ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ قریب ترین مرجع لفظ ”آدم“ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں آدم علیہ السلام کی جو صورت متعین تھی، اسی پر تخلیق کر دی گئی، آپ علیہ السلام کو دیگر مخلوقات کی طرح مختلف مراحل سے گزار کر تخلیق نہیں کیا گیا۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَعْنَى الْخَبَرِ عِنْدَنَا بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُورَتِهٖ، إِبَانَةُ فَضْلِ آدَمَ عَلٰی سَائِرِ الْخَلْقِ، وَالْهَاءُ رَاجِعَةٌ إِلٰی آدَمَ، وَالْفَائِدَةُ مِنْ رُجُوعِ الْهَاءِ إِلٰی آدَمَ دُونَ إِضَافَتِهَا إِلَى الْبَارِءِ جَلَّ وَعَلَا ـ جَلَّ رَبُّنَا وَتَعَالٰی عَنْ أَنْ يُشَبَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الْمَخْلُوقِينَ أَنَّهٗ جَلَّ وَعَلَا جَعَلَ سَبَبَ الْخَلْقِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي هُوَ الْمُتَحَرِّكُ النَّامِي بِذَاتِهِ اجْتِمَاعَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى، ثُمَّ زَوَالَ الْمَاءِ عَنْ قَرَارِ الذَّكَرِ إِلٰى رَحِمِ الْأُنْثٰى، ثُمَّ تَغَيُّرَ ذٰلِكَ إِلَى الْعَلَقَةِ بَعْدَ مُدَّةٍ، ثُمَّ إِلَى الْمُضْغَةِ، ثُمَّ إِلَى الصُّورَةِ، ثُمَّ إِلَى الْوَقْتِ الْمَمْدُودِ فِيهِ، ثُمَّ الْخُرُوجِ مِنْ قَرَارِهٖ، ثُمَّ الرَّضَاعِ، ثُمَّ الْفِطَامِ، ثُمَّ الْمَرَاتِبِ الْأُخَرِ عَلٰى حَسَبِ مَا ذَكَرْنَا إِلٰى حُلُولِ الْمَنِيَّةِ بِهٖ، هٰذَا وَصْفُ الْمُتَحَرِّكِ النَّامِي بِذَاتِهٖ مِنْ خَلْقِهٖ وَخَلَقَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا آدَمَ عَلٰى صُورَتِهِ الَّتِي خَلَقَهٗ عَلَيْهَا، وَطُولُهٗ سِتُّونَ ذِرَاعًا مِّنْ غَيْرِ أَنْ تَكُونَ تَقَدُّمُهٗ اجْتِمَاعُ الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى، أَوْ زَوَالُ الْمَاءِ، أَوْ قَرَارُهٗ، أَوْ تَغْيِيرُ الْمَاءِ عَلَقَةً أَوْ مُضْغَةً، أَوْ تَجْسِيمُهٗ بَعْدَهٗ، فَأَبَانَ اللّٰهُ بِهٰذَا فَضْلَهٗ عَلٰى سَائِرِ مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ خَلْقِهٖ، بِأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نُطْفَةً فَعَلَقَةً، وَلَا عَلَقَةً فَمُضْغَةً، وَلَا مُضْغَةً فَرَضِيعًا، وَلَا رَضِيعًا فَفَطِيمًا، وَلَا فَطِيمًا فَشَابًّا كَمَا كَانَتْ هٰذِهٖ حَالَةُ غَيْرِهٖ.

”ہمارے مطابق اس حدیث میں فرمان نبوی: ”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر تخلیق کیا۔“ کا مقصد سیدنا آدم علیہ السلام کی تمام مخلوق پر فضیلت کو بیان کرنا ہے۔ اس میں ”ہ“ ضمیر کا مرجع ”آدم“ ہیں۔ اس ضمیر کو باری تعالیٰ، جو اس سے بہت بلند ہے کہ اسے کسی چیز میں مخلوق سے تشبیہ دی جائے، کے بجائے سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف لوٹانے کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حرکت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرنے والی اورنشو ونما پانے والے مخلوق کی تخلیق کے اسباب بنائے ہیں، (مثلاً؛) نراور مادہ کا ملنا، پھر مادہ منویہ کا نر سے مادہ کی رحم میں منتقل ہونا، پھر اس نطفہ کا ایک مدت بعد خون کا لوتھڑا بننا، پھر (ایک مدت بعد) گوشت کا ٹکڑا بننا، پھر (ایک مدت بعد) صورت بننا، پھر لمبی مدت تک بطن میں پرورش پانا، پھر شکم مادر سے باہر (دنیا میں) آنا، پھر ماں کا دودھ پینا، پھر دودھ چھوڑنا، پھر دوسرے تمام مراحل، یہاں تک کہ (زندگی کے اختتام کے وقت) موت کا آنا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیے ہیں۔ یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کے ہیں، جو حرکت کرتی ہے اور جس کا وجود بڑھتا ہے۔ اللہ جل وعلا نے آدم علیہ السلام کو اسی صورت پر تخلیق کیا، جس پر ان کی تخلیق ہے، ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا، اس تخلیق سے پہلے آپ کو مختلف مراحل مرد اور عورت کا ملاپ یا مادہ منویہ کا رحم مادر میں انتقال، یا رحم مادر میں قرار پکڑنا، یا مادہ منویہ کا خون کے لوتھڑے یا گوشت کے ٹکڑے میں تبدیل ہونا، یا بعد میں جسم بننا، سے نہیں گزارا گیا۔ اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی باقی تمام مخلوق پر فضیلت بیان کی ہے کہ آپ علیہ السلام نہ نطفہ تھے کہ خون کا لوتھڑا بنتے، نہ لوتھڑا تھے کہ گوشت کا ٹکڑا بنتے، نہ گوشت کا ٹکڑا تھے کہ (شکم مادر میں جسمانی نشو ونما پاتے، نہ آپ کی پیدائش ہوئی کہ) آپ مدت رضاعت سے گزرتے، نہ مدت رضاعت سے گزرے کہ دودھ چھوڑتے، نہ دودھ چھوڑایا گیا کہ نوجوانی کی طرف بڑھتے، جیسا کہ ان مراحل سے دوسروں کو گزارا گیا ہے۔"

(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث: 6162)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الرِّوَايَةُ تُؤَيِّدُ قَوْلَ مَنْ قَالَ: إِنَّ الضَّمِيرَ لِآدَمَ وَالْمَعْنٰى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَوْجَدَهُ عَلَى الْهَيْئَةِ الَّتِي خَلَقَهُ عَلَيْهَا لَمْ يَنْتَقِلْ فِي النَّشْأَةِ أَحْوَالًا وَلَا تَرَدَّدَ فِي الْأَرْحَامِ أَطْوَارًا كَذُرِّيَّتِهٖ بَلْ خَلَقَهُ اللّٰهُ رَجُلًا كَامِلًا سَوِيًّا مِنْ أَوَّلِ مَا نَفَخَ فِيهِ الرُّوحَ ثُمَّ عَقَّبَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهٖ: وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، فَعَادَ الضَّمِيرُ أَيْضًا عَلٰى آدَمَ.

''یہ روایت ان کی تائید کرتی ہے، جو کہتے ہیں کہ یہ ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو اُسی ہیئت کے مطابق وجود دے دیا، جس ہیئت پر ان کی تخلیق کی تھی، مختلف احوال سے گزار کر ان کی نشو و نما نہیں کی، نہ ہی رحم مادر میں مختلف حالتوں سے گزارا، جیسا کہ ذرّیت آدم کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شروع سے ہی جب ان میں روح پھونکی، ایک مکمل اور صحیح سلامت آدمی کی صورت میں تخلیق کیا۔ حدیث کے اگلے الفاظ کہ ان کا قد ساٹھ (۶۰) ہاتھ لمبا تھا۔ اس میں بھی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف ہی لوٹتی ہے۔''

(فتح الباري: 6/366)

❁ صحیح مسلم (۲۶۱۲) کی روایت کا بھی یہی مفہوم ہے:

إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ، فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُورَتِهٖ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”جب کوئی اپنے بھائی سے لڑ پڑے، تو چہرے پر مارنے سے پرہیز کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی (پہلی اور اصلی) صورت کے مطابق تخلیق کیا ہے۔“

فائدہ:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

إِنَّ ابْنَ آدَمَ خُلِقَ عَلٰى صُورَةِ الرَّحْمٰنِ .

”ابن آدم کو رحمٰن کی صورت کے مطابق تخلیق کیا گیا ہے۔“

(السّنّة لابن أبي عاصم : 517، التّوحيد لابن خزيمة :85/1)

روایت ضعیف ومنکر ہے۔

① اعمش مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② حبیب بن ابی ثابت بھی مدلس ہیں اور عن سے بیان کر رہے ہیں۔

③ حبیب بن ابی ثابت کی عطاء سے روایت میں کلام ہے۔

❀ امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ عَطَاءٍ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ .

”حبیب بن ابی ثابت کی عطاء سے (کئی) روایات غیر محفوظ ہیں۔“

(الضّعفاء الكبير للعُقَيلي :263/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: سب سے پہلے کس چیز کو تخلیق کیا گیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو تخلیق کیا؟ اس بارے میں اہل علم کے کئی اقوال ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالَى الْقَلَمَ وَأَمَرَهُ فَكَتَبَ كُلَّ شَيْءٍ يَكُونُ.

''سب سے پہلی چیز، جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا، وہ قلم ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا (کہ لکھ)، تو اس نے ہر وہ کچھ لکھ دیا، جو ہونے والا تھا۔''

(مسند أبي يعلى : 2329، الأسماء والصّفات للبيهقي : 803، وسندهٗ صحيحٌ)

نص کی دلالت اس پر ہے کہ سب سے پہلے قلم کو تخلیق کیا گیا۔

سوال: ایک شخص امریکہ میں رہتا ہے، اس نے اپنی چھوٹی بہن کے ہاں ۳۰۰۰ ڈالر رکھوائے ہوئے تھے۔ بھائی نے چھوٹی بہن سے کہا کہ یہ رقم بڑی بہن کو دے دے۔ اسی دوران چھوٹی بہن کا بھانجہ آ گیا۔ بھانجہ بڑی بہن یعنی اپنی بڑی خالہ کے گھر کے قریب رہتا تھا، اس لیے چھوٹی بہن نے مناسب سمجھا کہ یہ رقم بھانجے کے ہاتھ بڑی بہن کو بھجوا دیتی ہوں۔ تو اس نے ۳۰۰۰ ڈالر بھانجے کو دیے کہ وہ اپنی بڑی خالہ کو دے دے۔

رقم دیتے وقت نہ بھانجے نے گنی اور نہ چھوٹی خالہ نے گن کر دی۔ یہ تقریباً ڈیڑھ بجے دوپہر کا وقت تھا، بھانجے کا کہنا ہے کہ رقم ایک لفافے میں لپٹی ہوئی تھی، جس پر نیلی سیاہی میں ۳۰۰۰ ڈالر لکھا ہوا تھا اور اس کے اوپر ایک ربر بینڈ چڑھا ہوا تھا۔

بھانجا جب بڑی خالہ کے گھر رقم دینے گیا، تو خالہ اس وقت نماز عشاء پڑھ رہی تھی، پیسے خالو نے دروازے پر وصول کر لیے، وہ لفافہ اسی طرح بند تھا، خالو نے بھی رقم نہ گنی، یہ تقریباً رات ساڑھے نو بجے کا وقت تھا۔

بڑی بہن نے جب رقم گنی، تو ان میں سے ۱۲۰۰ ڈالر کم تھے۔

اب چھوٹی خالہ کہتی ہے کہ اس نے پیسے گن کر لفافے میں رکھے تھے، بھانجا کہتا ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ اس نے تمام پیسے اسی طرح پہنچائے ہیں، کسی کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ تمام افراد صرف شک کی بنا پر بھانجے پر الزام لگا رہے ہیں۔

اس بارے میں کیا راہنمائی فرماتے ہیں؟

جواب: مسؤلہ صورت حال کے مطابق ۱۲۰۰ ڈالر کی ادائیگی چھوٹی بہن پر ہے، جسے یہ امانت سونپی گئی تھی۔ اس کی غفلت کی وجہ سے نقصان ہوا ہے، اسے چاہیے تھا کہ وہ رقم گن کر بھانجے کے سپرد کرتی، تاکہ وہ ضامن بن جاتا۔ اب جبکہ اس نے بھانجے کو رقم گن کر نہیں دی، تو بھانجا قصوروار نہیں اور اس سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، واللہ اعلم!

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصُّورَةُ الرَّأْسُ فَإِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَا صُورَةَ.

”تصویر سر کے ساتھ ہوتی ہے، اگر تصویر میں سر کو کاٹ دیا جائے، تو اسے تصویر نہیں کہا جاتا۔“

(مُعجم أسامي شيوخ أبي بكر الإسماعيلي :291)

جواب: یہ روایت مرفوعاً باطل ہے۔ عدی بن فضل تیمی ”ضعیف ومتروک“ ہے۔ اس روایت کو بیان کرنے میں عدی بن فضل منفرد ہے۔

البتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف ثابت ہے، جس کے الفاظ ہیں:

الصُّورَةُ الرَّأْسُ فَإِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَيْسَ بِصُورَةٍ.

”تصویر سر کے ساتھ ہوتی ہے، اگر (تصویر میں) سر کو کاٹ دیا جائے، تو وہ تصویر نہیں رہتی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(السّنن الکبرىٰ للبيهقي : 14580، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عکرمہ مولی ابن عباس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا الصُّورَةُ الرَّأْسُ، فَإِذَا قُطِعَ فَلَا بَأْسَ .

”تصویر تو سر کے ساتھ ہوتی ہے، جب اسے کاٹ دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 25299، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کلاتھ ہاؤسز اور گارمنٹس سٹورز میں مجسمے (Dummies) رکھے ہوتے ہیں، ان کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: دوکانوں پر عورتوں یا مردوں کے مجسمے (Dummies)، تماثیل وتصاویر کو نا قابل اعتنا لباس پہنا کر سر بازار رکھنا حرام اور ناجائز ہے۔ یہ غیرت ایمانی کے بھی منافی ہے۔

اسی طرح کی تصاویر وتماثیل اور مجسموں سے عورتوں کو بے حیائی اور عریانی وفحاشی کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ یہ بے ہودگی، انتہا درجہ کی بداخلاقی اور بے حیائی وفحاشی والی روش ہے، جو دین اسلام کے پاکیزہ مزاج کے سراسر خلاف ہے۔ یہ قبیح فعل حرام وناجائز ہے۔ کسی سنجیدہ اور شریف الطبع انسان کو زیبا نہیں کہ وہ اس طرح کی بے ہودہ کاروائی سے اپنا مالِ تجارت فروخت کرے۔ یہ دولت کمانے کا باطل حیلہ ہے۔

اگر ان مجسموں کا سر نہ بھی ہو، تب بھی ان سے بے ہودگی اور غیر سنجیدگی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ اس سے کسی انسان کی بری ذہنیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ ان مجسموں کی حرمت وممانعت پر درج ذیل دلائل وارد ہوئے ہیں:

حرمتِ تصویر اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت:

تصویر امتِ مسلمہ میں سب سے بڑا فتنہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مٹانے کا حکم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے، اس سے منع بھی فرمایا اور اس فعل قبیح کے مرتکب کو سخت وعید بھی فرمائی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً .

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان لوگوں سے بڑھ کر ظالم کون ہوں گے، جو میری تخلیق کی طرح تخلیق کی کوشش کرنے لگیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر دکھائیں۔“

(صحيح البخاري : 7559، صحيح مسلم : 2111)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ .

”جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، روزِ قیامت اُسے اس میں روح پھونکنے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن وہ پھونک نہ سکے گا۔“

(صحيح البخاري : 5963، صحيح مسلم : 2110)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا، وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ، وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِينَ .

”قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں وہ آدمی ہوگا، جس نے کسی نبی کو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے اسے قتل کیا ہوگا اور گمراہ امام اور تصویر ساز۔''

(مسند الإمام أحمد : 407/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عکرمہ مولیٰ ابن عباس رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ﴾(الأحزاب : ٥٧) قَالَ : أَصْحَابُ التَّصَاوِيرِ .

''فرمان باری تعالیٰ:﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ﴾''وہ لوگ، جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں۔''میں مصور (بھی) شامل ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 484/8، وسندهٗ صحيحٌ)

تصویر ایسا فتنہ ہے، جو شرک جیسے فتنے تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کی تخلیق کی مشابہت ہے۔ یہ بے حیائی و فحاشی کا باعث ہے۔ یہ کفار کی مشابہت بھی ہے۔

رحمت کے فرشتوں کے لیے رکاوٹ:

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ أَوْ تَصَاوِيرُ .

''اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے، جس میں مورتیاں یا تصاویر ہوں۔''

(صحيح مسلم : 2112)

جس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہ ہوں، اس میں رحمت و برکت کیسے آ سکتی ہے؟

تصویر فحاشی ہے:

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ الَّذِيْنِ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾(النّور : ۱۹)

”بلاشبہ جو لوگ مؤمنوں میں بے حیائی پھیلانا چاہتے ہیں، ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

حیا سوز سائن بورڈ، مختلف کمپنیوں کی تصاویر پر مبنی اشیاء کی ایڈورٹائزمنٹ سب حرام وممنوع ہیں۔

کفار سے مشابہت:

❁ امام مسلم بن صبیح رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كُنَّا مَعَ مَسْرُوقٍ فِي دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ، فَرَأَى فِي صُفَّتِهٖ تَمَاثِيلَ، فَقَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ .

”میں مسروق رحمہ اللہ کے ساتھ ایک مکان میں تھا، جس میں سیدہ مریم علیہا السلام کی مورتیاں تھیں، مسروق رحمہ اللہ فرمانے لگے، یہ کسریٰ کی مورتیاں ہیں، میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔“

(صحيح البخاري : 5950، صحيح مسلم : 2109)

معلوم ہوا کہ مورتیاں اور مجسمہ جات (Dummies) بنانا کفار کا شیوہ ہے، لہٰذا یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

حرام وناجائز اور گناہ ہے۔ گناہ رزق سے محرومی کا باعث ہے۔

سوال: قراءات سبعہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قراءات سبعہ متواتر ہیں۔

❀ علامہ ابوالعباس احمد بن ابراہیم سروجی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقِرَاءَ اتُ السَّبْعُ مُتَوَاتِرَةٌ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ وَجَمِيعِ أَهْلِ السُّنَّةِ، خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ، فَإِنَّهَا آحَادٌ عِنْدَهُمْ.

''قراءات سبعہ ائمہ اربعہ اور تمام اہل سنت کے ہاں متواتر ہیں، معتزلہ اس میں مخالفت کرتے ہیں، وہ انہیں آحاد خیال کرتے ہیں۔''

(الغاية في شرح الهداية : 442/7)

سوال: بوڑھے آدمی کے روزے کے متعلق کیا خیال ہے؟

جواب: اجماع ہے کہ بوڑھا آدمی، جو روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو، روزہ نہ رکھے، بلکہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ، وَالْعُجُوزِ الْعَاجِزَيْنِ عَنِ الصَّوْمِ أَنْ يُفْطِرَا.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت روزہ کی استطاعت نہ رکھتے ہوں، تو وہ روزہ چھوڑ دیں۔''

(الإجماع : 129، الإشراف : 152/3)

❀ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ، وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا، فَيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا.

''سورت بقرہ (۱۸۴) منسوخ نہیں ہے، اس سے مراد وہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے، جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، وہ ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔''

(صحیح البخاري: 4505)

❀ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ نے اس پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے۔

(بدائع الصّنائع: 97/2)

سوال: کیا محض نبی کریم ﷺ کے خاندان سے ہونا روز قیامت فائدہ دے گا؟

جواب: روزہ قیامت نجات کا انحصار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہوگا۔ نبی کریم ﷺ کا قریبی ہونا کسی غیر مسلم یا فاسد العقیدہ کو بالکل فائدہ نہ پہنچائے گا اور نہ اس کے حق میں یہ باعث فضیلت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے نسب سے ہونا اسی کے لیے باعث فضیلت ہے، جو صحیح العقیدہ ہے اور اعمال صالحہ کرتا ہے۔

❀ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بآواز بلند فرمایا:

أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي، يَعْنِي فُلَانًا، لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ.

''سن لیں کہ فلاں قبیلے والے میرے دوست نہیں ہیں، میرے دوست اللہ تعالیٰ اور نیک مومن ہیں۔''

(صحیح البخاري: 5990، صحیح مسلم: 215، واللّفظ لہٗ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ إِنَّمَا وَلِيِّيَ مَنْ كَانَ صَالِحًا وَإِنْ بَعُدَ نَسَبُهُ مِنِّي وَلَيْسَ وَلِيِّي مَنْ كَانَ غَيْرُ صَالِحٍ وَإِنْ كَانَ نَسَبُهُ قَرِيبًا .

''اس کا معنی یہ ہے کہ میری دوستی اس کے ساتھ ہے، جو نیک ہے، اگر چہ وہ نسب کے لحاظ سے میرا قریبی نہ ہو۔ نیز میری دوستی ایسے شخص کے ساتھ نہیں، جو نیک نہ ہو، اگر چہ وہ نسب کے اعتبار سے میرا قریبی ہو۔''

(شرح النّووي : 88/3)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا، فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ وَخَصَّ، فَقَالَ : يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي مُرَّةَ بنِ كَعْبٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي هَاشِمٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ، أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو پیغام بھیجا، تو ہر عام و خاص جمع ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنی کعب بن لوی! (ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ) خود کو جہنم

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سے بچالیں، اے بنومرہ بن کعب! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے بنوعبد شمس! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے بنوعبد مناف! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے بنو ہاشم! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے بنوعبدالمطلب! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچالیں، اے فاطمہ! (ایمان وعمل صالح کے ذریعے) خود کو آگ سے بچا لیں، میں تمہیں اللہ (کے عذاب) سے بچانے کا ذرہ برابر مالک نہیں ہوں۔ البتہ (دنیا میں) میری آپ سے جو رشتہ داری ہے، اسے نبھاتا ہوں گا۔''

(صحيح مسلم : 204)

❁ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ، سَلِينِي بِمَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا .

''اے فاطمہ بنت رسول! جو مانگنا ہے، اب (دنیا میں) مانگ لیجیے، میں اللہ کے عذاب سے آپ کو نہیں بچا سکتا۔''

(صحيح البخاري :4771، صحيح مسلم : 206)

نبی کریم ﷺ اپنے چچا ابو طالب کو کلمہ کی دعوت دیتے رہے، مگر انہوں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور نبی کریم ﷺ کا قریبی ہونا ان کے لیے نجات کا باعث نہ بن سکا، بلکہ وہ جہنم میں ہوں گے۔ ایسی کئی مثالیں ہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راویوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: ثقہ یا ضعیف ہونے کے اعتبار سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی تین طرح کے ہیں؛

① بالاتفاق ثقہ ہوں گے۔

② جمہور کے نزدیک ثقہ ہوں گے۔

③ جمہور کے نزدیک ضعیف ہوں گے، اس کی مزید دو صورتیں ہیں؛

① ان کی روایات متابعات و شواہد میں ہیں۔

② روایات اصول میں ہیں، مگر چونکہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نقاد حدیث میں سے ہیں، لہٰذا انہوں نے روایات کی تنقیح کر کے بعض ضعیف راویوں کی وہ روایات نقل کر دی ہیں، جن میں ان کا ضعف اثر انداز نہیں ہوا، کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر ضعیف راوی کا ضعف ہر روایت میں اثر انداز ہو، کبھی ضعیف راوی بھی بغیر غلطی کیے روایت بیان کر دیتا ہے، تو امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے ہر ضعیف کی روایت رد نہیں کی اور ہر ثقہ کی روایت درج نہیں کی، بلکہ ذخیرہ احادیث میں روایات کی تنقیح کر کے بعض ضعیف عند الجمہور راویوں کی روایات ذکر کر دی ہیں۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ أَخْرَجَ لَهُ الشَّيْخَانِ عَلٰى قِسْمَيْنِ، أَحَدُهُمَا : مَا احْتَجَّا بِهٖ فِي الْأُصُولِ، وَثَانِيهِمَا : مَنْ خَرَّجَا لَهٗ مُتَابَعَةً وَّشَهَادَةً وَّاعْتِبَارًا، فَمَنِ احْتَجَّا بِهٖ أَوْ أَحَدُهُمَا، وَلَمْ يُوَثَّقْ، وَلَا غُمِزَ، فَهُوَ ثِقَةٌ، حَدِيثُهٗ قَوِيٌّ، وَمَنِ احْتَجَّا بِهٖ أَوْ أَحَدُهُمَا، وَتُكُلِّمَ فِيهِ، فَتَارَةً يَكُونُ الْكَلَامُ فِيهِ تَعَنُّتًا، وَالْجُمْهُورُ عَلٰى تَوْثِيقِهٖ، فَهٰذَا حَدِيثُهٗ قَوِيٌّ أَيْضًا، وَتَارَةً يَكُونُ الْكَلَامُ فِي تَلْيِينِهٖ وَحِفْظِهٖ، لَهُ اعْتِبَارٌ، فَهٰذَا حَدِيثُهٗ لَا يَنْحَطُّ عَنْ مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ الَّتِي قَدْ نُسَمِّيهَا مِنْ أَدْنٰى دَرَجَاتِ الصَّحِيحِ، فَمَا فِي الْكِتَابَيْنِ بِحَمْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ احْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ أَوْ مُسْلِمٌ فِي الْأُصُولِ وَرِوَايَاتُهٗ ضَعِيفَةٌ، بَلْ حَسَنَةٌ أَوْ صَحِيحَةٌ، وَمَنْ خَرَّجَ لَهُ الْبُخَارِيُّ أَوْ مُسْلِمٌ فِي الشَّوَاهِدِ وَالْمُتَابَعَاتِ، فَفِيهِمْ مَنْ فِي حِفْظِهٖ شَيْءٌ، وَفِي تَوْثِيقِهٖ تَرَدُّدٌ، فَكُلُّ مَنْ خُرِّجَ لَهٗ فِي الصَّحِيحَيْنِ، فَقَدْ قَفَزَ الْقَنْطَرَةَ، فَلَا مَعْدِلَ عَنْهُ، إِلَّا بِبُرْهَانٍ بَيِّنٍ .

”جن روایوں سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ یا کسی ایک نے روایت لی ہے، ان کی دو قسمیں ہیں ؛ پہلی قسم وہ راوی ہیں، جن سے شیخین (امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ) نے اُصول میں حجت پکڑی ہے۔ دوسری قسم کے وہ راوی ہیں، جن سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے متابعت وشواہد اور اعتبار میں روایت لی ہے۔ جس راوی سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ یا ان میں سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ایک نے روایت لی ہے اور اس کی توثیق یا جرح نہیں ہوئی، تو وہ راوی ثقہ ہے اور اس کی حدیث قوی ہے۔ جس راوی سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ یا ان میں سے ایک نے روایت لی ہے، مگر اس راوی پر کلام ہے، لیکن جمہور نے اس کی توثیق کی ہے، تو اس کی حدیث بھی قوی ہوتی ہے، کیونکہ بسا اوقات وہ کلام تعنت (سختی اور تشدد) کے طور پر کیا جاتا ہے۔ بسا اوقات کلام راوی کی تلیین (عدالت میں ضعف) اور حفظ کے بارے میں ہوتا ہے، لیکن اس کا اعتبار (متابع یا شاہد) ہوتا ہے، تو اس کی حدیث بھی حسن درجہ سے کم نہیں ہوتی، اس کو ہم صحیح کے ادنی درجہ میں ذکر کرتے ہیں۔ بحمد اللہ ان دو کتابوں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) میں کوئی ایک راوی بھی ایسا نہیں، جس سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اصول میں حجت پکڑی ہو اور اس کی روایات (مطلقاً) ضعیف ہوں، بلکہ حسن یا صحیح ہوتی ہیں۔ جن راویوں سے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے شواہد ومتابعات میں روایات ذکر کی ہیں، ان میں بعض راوی ایسے ہیں، جن کے حفظ پر کلام ہے اور ان کی توثیق میں تردد ہے، لہٰذا ہر وہ راوی جس کی بخاری ومسلم میں (اصول میں) روایت ہے، وہ پل عبور کر گیا ہے، بغیر کسی واضح دلیل کے اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔“

(المُوقظة، ص 79-80)

صحیحین کے وہ راوی جو جمہور کے نزدیک ضعیف ہیں، ان کی روایات صحیحین میں صحیح ہوں گی، دیگر کتب حدیث میں ضعیف ہوں گی، کیونکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

يُؤْخَذُ مِنْ صَنِيعِهٖ أَيْضًا أَنَّهٗ وَإِنِ اشْتَرَطَ فِي الصَّحِيحِ أَنْ يَكُونَ رَاوِيهِ مِنْ أَهْلِ الضَّبْطِ وَالْإِتْقَانِ أَنَّهٗ إِنْ كَانَ فِي الرَّاوِي قُصُورٌ عَنْ ذٰلِكَ وَوَافَقَهٗ عَلٰى رِوَايَةِ ذٰلِكَ الْخَبَرِ مَنْ هُوَ مِثْلُهٗ انْجَبَرَ ذٰلِكَ الْقُصُورُ بِذٰلِكَ وَصَحَّ الْحَدِيثُ عَلٰى شَرْطِهٖ.

”امام بخاری رحمہ اللہ کے انداز سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں شرط لگائی ہے کہ اس کا راوی ضابط اور متقن ہوگا، اس حوالہ سے اگر کسی راوی میں کچھ کمی ہو، تو اس حدیث کی روایت میں اس جیسا ہی راوی اس کی موافقت کرتا ہے، جس سے یہ کمی دور ہو جاتی ہے اور حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح ہو جاتی ہے۔“

(فتح الباري: 635/9)

❀ نیز فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي لِكُلِّ مُنْصِفٍ أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ تَخْرِيجَ صَاحِبِ الصَّحِيحِ لِأَيِّ رَاوٍ كَانَ مُقْتَضٍ لِعَدَالَتِهٖ عِنْدَهٗ وَصِحَّةِ ضَبْطِهٖ وَعَدَمِ غَفْلَتِهٖ وَلَا سِيَّمَا مَا انْضَافَ إِلٰى ذٰلِكَ مِنْ إِطْبَاقِ جُمْهُورِ الْأَئِمَّةِ عَلٰى تَسْمِيَةِ الْكِتَابَيْنِ بِالصَّحِيحَيْنِ وَهٰذَا مَعْنًى لَمْ يَحْصُلْ لِغَيْرِ مَنْ خَرَّجَ عَنْهُ فِي الصَّحِيحِ فَهُوَ بِمَثَابَةِ إِطْبَاقِ الْجُمْهُورِ عَلٰى تَعْدِيلِ مَنْ ذُكِرَ فِيهِمَا هٰذَا إِذَا خَرَّجَ لَهٗ فِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْأُصُول، فَإِمَّا إِنْ خَرَّجَ لَهٗ فِي الْمُتَابَعَاتِ وَالشَّوَاهِدِ وَالتَّعَالِيقِ فَهٰذَا يَتَفَاوَتُ دَرَجَاتُ مَنْ أَخْرَجَ لَهٗ مِنْهُمْ فِي الضَّبْطِ وَغَيْرِهٖ مَعَ حُصُولِ اسْمِ الصِّدْقِ لَهُمْ وَحِينَئِذٍ إِذَا وَجَدْنَا لِغَيْرِهٖ فِي أَحَدٍ مِّنْهُمْ طَعْنًا فَذٰلِكَ الطَّعْنُ مُقَابِلٌ لِتَعْدِيلِ هٰذَا الْإِمَام فَلَا يُقْبَلُ إِلَّا مُبَيِّنَ السَّبَبِ مُفَسَّرًا بِقَادِحٍ يَقْدَحُ فِي عَدَالَةِ هٰذَا الرَّاوِي وَفِي ضَبْطِهٖ مُطْلَقًا أَوْ فِي ضَبْطِهٖ لِخَبَرٍ بِعَيْنِهٖ لِأَنَّ الْأَسْبَابَ الْحَامِلَةَ لِلْأَئِمَّةِ عَلَى الْجَرْحِ مُتَفَاوِتَةٌ عَنْهَا مَا يَقْدَحُ وَمِنْهَا مَا لَا يَقْدَحُ وَقَدْ كَانَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْمَقْدِسِيُّ يَقُولُ: فِي الرَّجُلِ الَّذِي يُخْرِجُ عَنهُ فِي الصَّحِيحِ هٰذَا جَازَ الْقَنْطَرَةَ يَعْنِي بِذٰلِكَ أَنَّهٗ لَا يُلْتَفَتُ إِلٰى مَا قِيلَ فِيهِ قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْفَتْحِ الْقُشَيْرِيُّ فِي مُخْتَصَرِهٖ: وَهٰكَذَا نَعْتَقِدُ وَبِهٖ نَقُولُ وَلَا نَخْرُجُ عَنْهُ إِلَّا بِحُجَّةٍ ظَاهِرَةٍ وَبَيَانٍ شَافٍ يَزِيدُ فِي غَلَبَةِ الظَّنِّ عَلَى الْمَعْنَى الَّذِي قَدِمْنَاهُ مِنِ اتِّفَاقِ النَّاسِ بَعْدَ الشَّيْخَيْنِ عَلٰى تَسْمِيَةِ كِتَابَيْهِمَا بِالصَّحِيحَيْنِ وَمِنْ لَوَازِمِ ذٰلِك تَعْدِيلُ رُوَاتِهِمَا، قُلْتُ: فَلَا يُقْبَلُ الطَّعْنُ فِي أَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا بِقَادِحٍ وَاضِحٍ.

”ہر منصف کو اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اگر کسی راوی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سے حدیث بیان کریں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ راوی عادل وضابط ہے، غافل نہیں ہے، خصوصا جب جمہور ائمہ کا بخاری ومسلم کو صحیحین کہنے پر اتفاق بھی موجود ہے۔ صحیح بخاری کے راویوں کے علاوہ کسی اور کو یہ خوبی حاصل نہیں، وہ ان راویوں کے زمرے میں آجاتے ہیں، جن کی عدالت پر جمہور کا اتفاق ہے۔ یہ خوبی صحیح بخاری کے اس راوی کو حاصل ہوگی، جس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اُصول میں روایت لی ہے، جن راویوں سے امام بخاری رحمہ اللہ نے متابعات، شواہد اور تعلیقات میں روایت لی ہے، ضبط وغیرہ میں ان کے درجات مختلف ہیں، البتہ (تقریباً) سب کو (امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک) صدوق سمجھا جائے گا، اگر ان میں سے کسی راوی پر امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ کسی امام نے طعن وجرح کی ہو، تو یہ طعن وجرح امام بخاری رحمہ اللہ کی تعدیل کے معارض ہوگی، چنانچہ یہ طعن وجرح صرف اسی صورت میں قبول ہوگی، جب اس کا سبب مفسر ہو، جو اس راوی کی عدالت، مطلق طور پر اس کے ضبط میں یا کسی خاص حدیث کے بارے میں جرح کا باعث ہو، کیونکہ ائمہ کے نزدیک اسباب جرح مختلف ہیں، جن میں سے بعض قادح ہیں اور بعض غیر قادح۔ شیخ ابوالحسن مقدسی رحمہ اللہ صحیح بخاری کے راویوں کے بارے میں فرماتے تھے کہ انہوں نے پل عبور کرلیا ہے۔ آپ رحمہ اللہ کی مراد یہ تھی کہ (صحیح بخاری میں) ان کے متعلق جرح کی کوئی حیثیت نہیں۔ شیخ ابوالفتح قشیری رحمہ اللہ نے اپنی مختصر میں فرمایا ہے کہ صحیح بخاری کے (اصول کے) راویوں کے بارے میں ہم بھی اسی بات کے قائل ہیں، واضح دلیل اور شفا بخش بیان کے بغیر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راویوں کو مذکورہ ضابطہ سے خارج نہیں کرتے، مذکورہ بیان پر ہمارا یقین اس لیے بڑھ جاتا ہے کہ شیخین کے علاوہ امت نے ان کی کتابوں کو صحیحین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ اس سے ان کے راویوں کا عادل ہونا لازم ہے۔ میں (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی راوی پر بھی واضح جرح کے بغیر طعن قبول نہیں۔"

(هدى السّاري، ص 384)

حافظ ذہبی، حافظ مزی اور حافظ ابن حجر وغیرہم رحمہم اللہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کے راویوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ پل عبور کر گئے۔ یہ بات علی الاطلاق درست نہیں۔

❁ اس مؤقف پر نقد کرتے ہوئے حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ أَنَّ هٰذَا الْقَوْلَ غَيْرُ مَقْبُولٍ عَلَى الْإِطْلَاقِ بَلِ الْكَلَامُ فِي الرَّجُلِ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيحِ تَارَةً لَا يَكُونُ مُؤَثِّرًا فِيهِ كَكَلَامِ النَّسَائِيِّ فِي أَحْمَدَ بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِيِّ وَتَارَةً يَكُونُ مُؤَثِّرًا كَيَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ الْمِصْرِيِّ وَنُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ وَسُوَيْدِ بْنِ سَعِيدٍ وَغَيْرِهِمْ فَإِذَا انْفَرَدَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ وَاشْتَهَرَ الْكَلَامُ فِيهِ أَوْ ضَعَّفَهُ أَكْثَرُ الْأَئِمَّةِ بِحَدِيثٍ فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُحْتَجَّ بِهٖ وَأَصْحَابُ الصَّحِيحِ إِذَا رَوَوْا لِمَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَضُعِّفَ فَإِنَّهُمْ يُثْبِتُونَ مِنْ حَدِيثِهٖ مَا لَمْ يَنْفَرِدْ بِهٖ بَلْ وَافَقَ فِيهِ الثِّقَاتِ وَقَامَتْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شَوَاهِدُ صِدْقِهِ، قَالَ : وَفِي هٰذَا الْمَوْضِعِ يَعْرِضُ الْغَلَطُ لِطَائِفَتَيْنِ مِنَ النَّاسِ إِحْدَاهُمَا : يَرَوْنَ الرَّجُلَ قَدْ أَخرَجَ لَهُ فِي الصَّحِيحِ فَيَحْكُمُونَ بِصِحَّةِ كُلِّ مَا رَوَاهُ حَيْثُ رَأَوْهُ فِي حَدِيثٍ قَالُوا : هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيحِ وَهُوَ غَلَطٌ فَإِنَّ ذٰلِكَ الْحَدِيثَ قَدْ يَكُونُ مِمَّا أُنْكِرَ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيثِهِ أَوْ يَكُونُ شَاذًا أَوْ مُعَلَّلًا فَلَا يَكُونُ مِنْ شَرْطِ أَصْحَابِ الصَّحِيحِ بَلْ وَلَا يَكُونُ حَسَنًا وَقَدْ أَخرَجَ الْبُخَارِيُّ حَدِيثَ جَمَاعَةٍ وَنُكِبَ عَلٰى بَعْضِهَا خَارِجَ الصَّحِيحِ.

وَالثَّانِيَةُ : يَرَوْنَ الرَّجُلَ قَدْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَقَدْ ضُعِّفَ فَيَجْعَلُونَ مَا قِيلَ فِيهِ مِنْ كَلَامِ الْحُفَّاظِ مُوجِبًا لِتَرْكِ جَمِيعِ مَا رَوَاهُ وَيُضَعِّفُونَ مَا صَحَّ مِنْ حَدِيثِهِ لِطَعْنِ مَنْ طَعَنَ فِيهِ كَمَا يَقُولُ ابْنُ حَزْمٍ ذٰلِكَ فِي إِسْرَائِيل وَغَيْرِهِ مِنَ الثِّقَاتِ وَكَذٰلِكَ ابْنُ الْقَطَّانِ يَتَكَلَّمُ فِي أَحَادِيثَ كَثِيرَةٍ قَدْ أُخْرِجَتْ فِي الصَّحِيحِ لِطَعْنِ مَنْ طَعَنَ فِي رُوَاتِهَا وَهٰذِهِ طَرِيقَةٌ ضَعِيفَةٌ وَسَالِكُهَا قَاصِرٌ فِي مَعْرِفَةِ الْحَدِيثِ وَذَوْقِهِ عَنْ مَعْرِفَةِ الْأَئِمَّةِ وَذَوْقِهِمْ.

”حق بات یہ ہے کہ مطلق طور پر یہ موقف نا قابل قبول ہے۔صحیح کے راویوں پر کبھی جرح غیر مؤثر ہوتی ہے،جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کی احمد بن صالح مصری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں جرح غیر مؤثر ہے۔ اور کبھی صحیح کے راویوں میں جرح مؤثر ہوتی ہے، جیسے یحییٰ بن ایوب مصری، نعیم بن حماد اور سوید بن سعید کے حق میں جرح مؤثر ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راویوں میں سے جب کوئی راوی روایت کے بیان میں منفرد ہو، اس کے بارے میں جرح مشہور ہو یا اکثر ائمہ نے اس کی حدیث کو حلال وحرام کے متعلق ضعیف قرار دیا ہو، تو ایسے راوی سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ متکلم فیہ راوی سے وہ روایت لیتے ہیں، جسے وہ بیان کرنے میں منفرد نہ ہو، بلکہ ثقہ راویوں نے اس کی موافقت کر رکھی ہو اور اس روایت کی سچائی پر شواہد قائم ہو چکے ہوں۔ اس موقع پر دو طرح کے لوگ غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں:

① جب وہ دیکھتے ہیں کہ اس راوی سے امام بخاری یا امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت لی ہے، وہ جھٹ سے (بخاری ومسلم کے علاوہ) اس کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح (بخاری یا مسلم) کی شرط پر صحیح ہے۔ یہ درست نہیں۔ یہ حدیث بسا اوقات اس راوی کی منکر احادیث میں سے ہوتی ہے، کبھی شاذ اور معلول ہوتی ہے۔ وہ بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح تو درکنار، درجہ حسن تک پہنچنے سے بھی قاصر ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسے راویوں کی ایک جماعت سے حدیث لی ہے، جن میں سے بعض پر صحیح بخاری کے علاوہ جرح کی گئی ہے۔

② بعض جب دیکھتے ہیں کہ راوی متکلم فیہ ہے اور اس کا ضعف بیان ہوا ہے، تو وہ اس بنا پر اس کی جمیع روایات کو موجب ترک سمجھتے ہیں، اس طعن کی بنا پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کی صحیح احادیث کو بھی ضعیف سمجھتے ہیں، جیسا کہ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اسرائیل بن یونس وغیرہ جیسے ثقہ راویوں پر جرح کی ہے، اسی طرح حافظ ابن قطان رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی کثیر احادیث پر ان کے راویوں کے مجروح ہونے کی وجہ سے کلام کیا ہے۔

یہ (دونوں) منہج کمزور ہیں، اسے اپنانے والا حدیث اور ائمہ حدیث کی معرفت اور ذوق سے ناواقف ہے۔"

(النكت على مقدمة الصّلاح للزّركشي : 3/349-352)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہما کی یہ بات کہ صحیحین کے اصول کے راوی پل عبور کر گئے ہیں کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان کی روایات پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں، اس طرح حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر اور حافظ ابن عبد الہادی رحمہم اللہ کے اقوال میں تطبیق ہو جائے گی۔

حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے جو بات کی ہے، وہ اُصولی ہے، البتہ ان کی بعض امثلہ سے اختلاف کیا جا سکتا ہے، جیسے انہوں نے یحییٰ بن ایوب مصری رحمہ اللہ وغیرہ پر جرح کو مؤثر قرار دیا ہے، جو کہ درست نہیں۔ باقی آپ رحمہ اللہ نے عمدہ بات کہی ہے، فجزاہ اللہ خیراً۔

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۲ھ) فرماتے ہیں:

مُجَرَّدُ الْكَلَامِ فِي الرَّجُلِ لَا يُسْقِطُ حَدِيثَهُ، وَلَوِ اعْتَبَرْنَا ذٰلِكَ لَذَهَبَ مُعْظَمُ السُّنَّةِ، إِذْ لَمْ يَسْلَمْ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ، بَلْ خُرِّجَ فِي الصَّحِيحِ لِخَلْقٍ مِّمَّنْ تُكُلِّمَ فِيهِمْ، وَمِنْهُمْ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، وَالْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

الْإِيَادِيُّ، وَأَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ الْحَبَشِيُّ، وَخَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَطَوَانِيُّ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْحَرْثَانِيُّ، وَيُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيُّ، وَغَيْرُهُمْ، وَلٰكِنْ صَاحِبَا الصَّحِيحِ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ إِذَا أَخْرَجَا لِمَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ، فَإِنَّهُمْ يَنْتَقُونَ مِنْ حَدِيثِهِ مَا تُوبِعَ عَلَيْهِ، وَظَهَرَتْ شَوَاهِدُهُ، وَعُلِمَ أَنَّ لَهُ أَصْلًا، وَلَا يَرْوُونَ مَا تَفَرَّدَ بِهِ، سِيَّمَا إِذَا خَالَفَهُ الثِّقَاتُ.

”کسی راوی پر محض جرح اس کی حدیث کو ساقط نہیں کرتی، اگر ہم اس کا اعتبار کر لیں، تو سنت کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا، جرح سے تو وہی بچ سکتا ہے، جسے اللہ بچائے۔ دیکھئے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بعض ایسے راویوں سے بھی روایات ذکر کی ہیں، جن پر جرح کی گئی ہے، مثلاً جعفر بن سلیمان ضبعی، حارث بن عبید ایادی، ایمن بن نابل حبشی، خالد بن مخلد قطوانی، سوید بن سعید حدثانی اور یونس بن ابی اسحاق سبیعی وغیرہم۔ لیکن امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ جب کسی متکلم فیہ راوی سے روایت لاتے ہیں، تو وہ اس کی روایات کی تنقیح کر کے وہی روایت لاتے ہیں، جس پر اس کی متابعت کی گئی ہے، اس کے شواہد موجود ہیں اور اس حدیث کی اصل معلوم ہے اور جس روایت میں وہ منفرد ہو، وہ روایت نہیں لاتے، بالخصوص جب ثقہ راوی اس کی مخالفت کریں۔“

(نصب الرّاية: 341/1)

علامہ زیلعی رحمہ اللہ کی بات درست ہے، البتہ ان کی بعض امثلہ محل نظر ہیں۔

❀ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’ہاں! یہ ضرور ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ جو روایات کسی سے لیتے ہیں، خواہ وہ راوی ضعیف ہی ہو، مگر وہ روایات اس لیے قوی ہوتی ہیں کہ باہر سے ان کے لیے شواہد، متابعات اور مؤید روایات قویہ مل جاتی ہیں۔ جاہلین امام بخاری کی کسی ضعیف راوی سے روایت کے سبب یہ نہ سمجھ لیں کہ بخاری شریف کی وہ حدیث بھی گر گئی، کیوں کہ بخاری کی ایسی احادیث بھی دوسرے شواہد و متابعات کے سبب قوی مان لی گئی ہیں، لہٰذا اس صورت سے بخاری شریف کی احادیث تمام تر قوی و قابل احتجاج ہیں۔‘‘

(انوار الباری از بجنوری:6/83-83)

❁ علامہ سلیم اللہ خان دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

’’جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر اعتماد نہ رہے اور ان کے راوی بھی معتبر اور قابل قبول نہ ہوں، تو حدیث پر بھی اعتماد نہیں ہوگا اور وہ بھی قابل قبول اور معتبر نہ رہے گی، لہٰذا نتیجہ حجیت حدیث کے انکار کی صورت میں ظاہر ہوگا اور حدیث کی کتابوں کے مصنفین میں اعلیٰ مقام بخاری و مسلم کا ہے۔ جب یہ معتبر نہ رہے، تو دوسرے بھی معتبر نہ رہیں گے اور چونکہ احادیث کے راوی جو بخاری و مسلم میں ہیں، اکثر وہی دوسری کتابوں کے راوی ہیں، تو ان کو بھی معتبر نہیں قرار دیا جائے گا، تو اس کا نتیجہ انکار حدیث کی صورت میں ظاہر ہوگا اور بات یہیں ختم نہیں ہوگی، بل کہ قرآن کے مضامین کے فہم اور تعین کا بڑا ذریعہ، چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے آثار ہیں۔ جب یہ پورا سلسلہ معتبر اور قابل قبول نہ رہا، تو قرآن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ کی مراد معلوم کرنے کا سلسلہ بھی باقی نہیں رہے گا اور اس طرح امت قرآن مقدس کے فیض سے محروم ہو جائے گی۔ فیالأسف!''

(تقریظ رواۃ بخاری اور امام بخاری کا عادلانہ دفاع از مفتی محمد ظفر اقبال، ص25-26)

تنبیہ:

❀ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

...... مَنْ لَمْ يَفْهَمْهُ جَعَلَ يَهْزَأُ بِأَحَادِيثِ الْبُخَارِيِّ، وَظَنَّ أَنَّ اعْتِرَاضَهُ عَلَى الْبُخَارِيِّ تَأْيِيدٌ لِلْحَنَفِيَّةِ، وَلَمْ يَدْرِ أَنَّ مِنْ سُوءِ فِعْلِهٖ هٰذَا يَنْهَدِمُ أَسَاسُ الدِّينِ، فَإِنَّا إِذَا لَمْ نَثِقْ بِأَحَادِيثِ الصَّحِيحَيْنِ، فَأَنّٰى نَقْتَفِي الدِّينَ؟ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنَ الزَّيْغِ.

''......جو یہ بات نہ سمجھ سکا، وہ صحیح بخاری کی احادیث کا مذاق اڑانے لگتا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ وہ بخاری پر اعتراض کر کے احناف کی تائید کر رہا ہے، اسے یہ معلوم نہیں کہ اس کے اس برے عمل سے دین کی بنیادیں منہدم ہوتی ہیں، کیونکہ جب ہم صحیحین کی احادیث پر بھروسا نہیں کریں گے، تو دین کی پیروی کیسے ممکن ہے؟ ایسی گمراہی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ!''

(فيض الباري : 4/145)

سوال: کیا صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مجہول راوی ہیں؟

جواب: جس راوی سے امام بخاری رحمہ اللہ یا امام مسلم رحمہ اللہ اُصول میں روایت بیان کریں اور ائمہ جرح وتعدیل کی طرف سے ان کی توثیق یا جرح نہ ہو، تو وہ راوی ثقہ صدوق

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہو گا، اسے مجہول نہیں کہا جائے گا۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

فِي رُوَاةِ الصَّحِيحَيْنِ عَدَدٌ كَثِيرٌ مَا عَلِمْنَا أَنَّ أَحَدًا نَصَّ عَلٰى تَوْثِيقِهِمْ، وَالْجُمْهُورُ عَلٰى أَنَّ مَنْ كَانَ مِنَ الْمَشَايِخِ قَدْ رَوٰى عَنْهُ جَمَاعَةٌ وَلَمْ يَأْتِ بِمَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ أَنَّ حَدِيثَهُ صَحِيحٌ.

”صحیحین میں بکثرت ایسے راوی بھی ہیں، جن کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ کسی نے ان کی توثیق کی ہو۔ ان کے بارے میں جمہور کا یہ مؤقف ہے کہ جو راوی مشائخ میں سے ہو، راویوں کی ایک جماعت نے اس سے روایت لی ہو اور اس نے کوئی منکر روایت بیان نہ کی ہو، تو اس کی حدیث صحیح ہوتی ہے۔“

(میزان الاعتدال: 426/3)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اَلثِّقَةُ مَنْ وَثَّقَهُ كَثِيرٌ، وَلَمْ يُضَعَّفْ، وَدُونَهُ مَنْ لَّمْ يُوَثَّقْ وَلَا ضُعِّفَ، فَإِنْ خُرِّجَ حَدِيثُ هٰذَا فِي الصَّحِيحَيْنِ، فَهُوَ مُوَثَّقٌ بِذٰلِكَ، وَإِنْ صَحَّحَ لَهُ مِثْلُ التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ خُزَيْمَةَ، فَجَيِّدٌ أَيْضًا، وَإِنْ صَحَّحَ لَهُ كَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ، فَأَقَلُّ أَحْوَالِهٖ حُسْنُ حَدِيثِهٖ.

”ثقہ راوی وہ ہے، جسے کئی محدثین نے ثقہ قرار دیا ہو اور اسے ضعیف نہ کہا گیا ہو۔ اس سے کم درجہ راوی وہ ہے، جس کی توثیق و تضعیف نہیں کی گئی، البتہ اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کی حدیث صحیحین میں ہے، تو وہ اس وجہ سے ثقہ ہو جائے گا۔ اگر اس کی حدیث کو امام ترمذی اور امام ابن خزیمہ رحمہما اللہ جیسے ائمہ صحیح قرار دیں، تو وہ بھی جید راوی ہے اور اگر اس کی حدیث کو امام دارقطنی اور امام حاکم رحمہما اللہ جیسے ائمہ صحیح قرار دیں، تو اس کی حدیث کم سے کم حسن درجہ کی ہوگی۔''

(المُوقظة، ص 78)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ جَهَالَةَ الْحَالِ فَمُنْدَفِعَةٌ عَنْ جَمِيعِ مَنْ أَخْرَجَ لَهُمْ فِي الصَّحِيحِ لِأَنَّ شَرْطَ الصَّحِيحِ أَنْ يَّكُونَ رَاوِيهِ مَعْرُوفًا بِالْعَدَالَةِ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ أَحَدًا مِنْهُمْ مَجْهُولٌ فَكَأَنَّهٗ نَازَعَ الْمُصَنِّفَ فِي دَعْوَاهُ أَنَّهٗ مَعْرُوفٌ وَلَا شَكَّ أَنَّ الْمُدَّعِيَ لِمَعْرِفَتِهٖ مُقَدَّمٌ عَلٰى مَنْ يَدَّعِي عَدَمَ مَعْرِفَتِهٖ لِمَا مَعَ الْمُثْبِّتِ مِنْ زِيَادَةِ الْعِلْمِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَا تَجِدُ فِي رِجَالِ الصَّحِيحِ أَحَدًا مِمَّنْ يُسَوَّغُ إِطْلَاقُ اسْمِ الْجَهَالَةِ عَلَيْهِ أَصْلًا .

''وہ تمام راوی، جن سے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں روایت لی ہے، ان سے جہالت حال زائل ہو جاتی ہے، اس لیے صحیح حدیث کی شرط یہ ہے کہ اس کا راوی عدالت میں معروف ہوتا ہے، لہٰذا جس نے یہ کہا کہ صحیح بخاری میں مجہول راوی بھی ہیں، اس نے گویا امام بخاری رحمہ اللہ کے اس دعویٰ کہ یہ راوی معروف ہے، میں معارضہ کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ راوی کی معرفت کا دعویٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا، عدم معرفت کا دعویٰ کرنے والے پر مقدم ہے، کیونکہ ثابت کرنے والے کا علم زیادہ ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی کہ آپ کو صحیح بخاری میں ایسا کوئی راوی نہیں ملے گا، جسے کلی طور پر ''مجہول'' کہا جا سکے۔''

(هدى السّاري، ص 384)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّهُ انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى صِحَّةِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ .

''جان لیجئے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے صحیح ہونے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔''

(مقدمة فيض الباري، ص 57)

سوال: مریض کے لیے فرض نماز بیٹھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: فرض نماز کے لیے قیام میں کھڑا ہونا ضروری ہے، البتہ عذر کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے، اگر بیٹھنا بھی ممکن نہیں، تو لیٹ کر اور پہلو کے بل بھی پڑھی جا سکتی ہے، مریض اپنے متعلق خود جانتا ہے کہ وہ کس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التّغابن: ١٦)

''جتنی استطاعت ہے، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔''

جو مریض قیام کی استطاعت رکھتا ہو، مگر سستی اور کاہلی کر کے قیام نہ کرے، تو وہ گناہ گار ہے، کیونکہ فرض نماز میں قیام واجب ہے۔

❁ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصَّلَاةِ، فَقَالَ : صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ .

”مجھے بواسیر کا مرض تھا، لہٰذا میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے متعلق پوچھا، فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھیے، اگر ممکن نہ ہو، تو بیٹھ کر پڑھ لیجیے، اگر اس کی بھی طاقت نہیں، تو پہلو کے بل پڑھ لیجیے۔“

(صحيح البخاري : 1117)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ، أَوْمَأَ بِرَأْسِهٖ إِيمَاءً، وَلَمْ يَرْفَعْ إِلٰى جَبْهَتِهٖ شَيْئًا .

”جب مریض سجدہ نہ کر سکتا ہو، تو وہ سجدہ کے وقت معمولی سر جھکا لے، اسے کوئی چیز اٹھا کر پیشانی کے ساتھ لگانے کی ضرورت نہیں۔“

(موطأ الإمام مالك :168/1)

❁ اس روایت کو حافظ نووی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :340/1)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ سَجَدَ عَلٰى مِرْفَقَةٍ .

”آپ رضی اللہ عنہ نے تکیہ پر سجدہ کیا۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :272/1، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ مریض مرض کی کیفیت کو سامنے رکھتے ہوئے تکیہ پر بھی سجدہ کر سکتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ **مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**

مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَوَلَدَكَ وَزَوْجَتَكَ وَخَادِمَكَ .

”آپ جو کچھ اپنی ذات، اولاد، بیوی اور خادم پر خرچ کرتے ہیں، وہ آپ کا صدقہ ہوتا ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 132/4)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

❀ حافظ بوصیری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

(مِصباح الزُّجاجة : 5/3)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”جید“ کہا ہے۔

(الدِّراية : 146/2)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ **سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:**

كَانَ لِبَاسُهُمَا الظُّفُرَ، فَلَمَّا أَصَابَا الْخَطِيئَةَ نُزِعَ عَنْهُمَا، وَتُرِكَتِ الْأَظْفَارُ تَذْكِرَةً وَزِينَةً .

”سیدنا آدم علیہ السلام اور حواء علیہا السلام کا لباس ناخنوں کا تھا، جب ان سے خطا سرزد ہوئی، تو وہ لباس اتار لیا گیا اور صرف ناخنوں والی جگہ باقی رہ گئی، تا کہ یہ نصیحت رہے اور زینت کا کام دے۔“

(تفسير الطّبري : 133/10)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: سند ضعیف ہے۔ عمرو بن مالک نکری کی روایت ابوالجوزاء سے غیر محفوظ ہوتی ہے۔

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ : حَدَّثَ عَنْهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ قَدْرَ عَشْرَةِ أَحَادِيثَ غَيْرِ مَحْفُوظَةٍ .

''امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوالجوزاء سے عمرو بن مالک نے تقریباً دس غیر محفوظ احادیث بیان کی ہیں۔''

(تهذيب التّهذيب :336/1)

یہ جرح مفسر ہے، مذکورہ روایت بھی عمرو بن مالک نکری نے اپنے استاذ ابوالجوزاء سے بیان کی ہے،لہٰذا غیر محفوظ ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

✿ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَانِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ اللَّيْلَةَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ .

''رات میرے خواب میں میرا رب بہت حسین صورت میں آیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 3484)

جواب: روایت ضعیف ہے۔

✿ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''مضطرب'' قرار دیا ہے۔

(بيان تلبيس الجهميّة لابن تيميّة : 215/7، 217)

✿ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ فِيهَا صَحِيحٌ، وَكُلُّهَا مُضْطَرِبَةٌ .

''اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں، ساری کی ساری مضطرب ہیں۔''

(العِلَل : 5/57)

✿ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (کتاب التوحید : ۱/۱۹۱) اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ (تلخیص المتشابہ : ۱/۳۰۲) نے غیر ثابت قرار دیا ہے۔

✿ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

لَيْسَ يَثْبُتُ إِسْنَادُهُ عِنْدَ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ .

''محدثین کرام کے نزدیک اس کی سند ثابت نہیں۔''

(قیام اللّیل، ص 43)

✿ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

فِي ثُبُوتِ هٰذَا الْحَدِيثِ نَظَرٌ .

''اس حدیث کا ثابت ہونا محل نظر ہے۔''

(کتاب الأسماء والصّفات، ص 380)

کسی صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ثابت نہیں۔

✿✿✿✿✿✿✿

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا کسی نبی کے لیے سورج غروب ہونے سے رکا؟

جواب: جی ہاں، ایک نبی کی دعا پر سورج غروب ہونے سے رک گیا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهٖ : لَا يَتْبَعْنِي رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ بِهَا، وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا أَحَدٌ بَنٰى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلَا أَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا أَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا، فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِّنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ : إِنَّكِ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ، فَجَاءَ تْ يَعْنِي النَّارَ لِتَأْكُلَهَا، فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ : إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا، فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ، فَقَالَ : فِيكُمُ الْغُلُولُ، فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيلَتُكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ، فَقَالَ : فِيكُمُ الْغُلُولُ، فَجَاؤُوا بِرَأْسٍ مِثْلِ رَأْسِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعُوهَا، فَجَاءَ تِ النَّارُ، فَأَكَلَتْهَا، ثُمَّ أَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا، وَعَجْزَنَا فَأَحَلَّهَا لَنَا .

”(پہلے) نبیوں میں سے ایک نبی نے غزوہ کیا اور اپنی اُمت سے کہا: وہ شخص ہمارے ساتھ نہ آئے، جس کا کسی عورت سے نکاح ہوا ہے اور وہ اس سے ازواج قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، نہ وہ شخص آئے، جو ازدواج قائم کر چکا ہے، نہ وہ جس نے گھر تعمیر کیا ہے اور ابھی گھر کی چھت بلند نہیں کی اور نہ وہ میرے ساتھ چلے، جس نے بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہیں اور وہ ان کی پیدائش کا انتظار کر رہا ہے۔تو اس نبی نے غزوہ کیا،بستی کے قریب پہنچتے تھے کہ نمازعصر کا وقت ہو گیا،تو نبی نے سورج سے فرمایا: بے شک تو بھی (رب کی طرف سے) مامور ہے اور میں بھی مامور ہوں، اے اللہ! اس سورج کو ہمارے لیے روک دے،تو سورج کو روک دیا گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو فتح عطا فرمادی۔ مال غنیمت جمع کیا،تو اسے کھانے کے لیے (آسمان سے) آگ آئی، مگر اسے نہیں کھایا،تو نبی نے فرمایا: بے شک آپ میں سے کسی نے مال غنیمت پر ڈاکہ ڈالا ہے، لہٰذا ہر قبیلہ میں سے ایک شخص میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھے گا،تو ایک شخص کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چمٹ گیا،فرمایا:تمہارے قبیلے میں کوئی مال غنیمت کا چور ہے،لہٰذا آپ کا قبیلہ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھے، پھر دو یا تین بندوں کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چمٹ گیا،فرمایا: آپ میں مال غنیمت کا چور ہے،تو وہ گائے کے سر کی طرح سونے کا سر لے آئے اور سامنے رکھ دیا، (آسمان سے) آگ آئی اور اسے کھا گئی۔ (محمد کریم ﷺ نے فرمایا:) پھر اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور درماندگی کو دیکھتے ہوئے ہمارے لیے مال غنیمت کو استعمال کرنا جائز کر دیا۔‘‘

(صحيح البخاري : 3124، صحيح مسلم : 1747)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَزَوَّجَ قَبْلَ أَنْ يَحُجَّ فَقَدْ بَدَأَ الْمَعْصِيَةَ .

’’جس نے حج سے پہلے شادی کی، تو اس نے گناہ سے ابتدا کی۔‘‘

(الكامل لابن عدي : 30/2)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① محمد بن ایوب بن سوید ’’متروک و متہم‘‘ ہے۔

② ایوب بن سوید ’’ضعیف و منکر الحدیث‘‘ ہے۔

③ احمد بن جمہور عسقلانی ’’متہم بالکذب‘‘ ہے۔

④ وہب بن منبہ رحمہ اللہ کی بیٹیاں کون ہیں؟ معلوم نہیں۔

⑤ رجاء بن روح (نوح) کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ’’غیر محفوظ‘‘ قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 30/2)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

’’یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الموضوعات : 213/2)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحَجُّ قَبْلَ التَّزْوِيجِ .

”شادی سے پہلے حج کرنا ضروری ہے۔“

(الغرائب المُلتَقَطة لابن حَجر : 219/4)

جھوٹی روایت ہے۔

① غیاث بن ابراہیم کوفی ”کذاب“ ہے۔

②، ③ میسرہ اور اس کے والد کا تعین نہیں، نیز اس کے والد کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع بھی معلوم نہیں۔

اگر میسرہ سے مراد جعفر بن ابی جعفر میسرہ ہے، تو باپ بیٹا دونوں ضعیف ہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَدْنُو الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى قَدْرِ مِيلٍ، وَيُزَادُ فِي حَرِّهَا كَذَا وَكَذَا يَغْلِي مِنْهَا الْهَامُّ كَمَا تَغْلِي الْقُدُورُ يَعْرَقُونَ فِيهَا عَلٰى قَدْرِ خَطَايَاهُمْ مِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلٰى سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَبْلُغُ إِلٰى وَسَطِهٖ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ .

”روز قیامت سورج ایک میل کے فاصلے پر آ جائے گا اور اس کی حرارت میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا جائے گا، جس سے لوگوں کی کھوپڑیاں ایسے آواز نکال رہی ہوں گی، جیسے ہنڈیاں اُبلتی ہے۔ اس دن لوگوں کو اپنے گناہوں کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مطابق پسینہ آئے گا، بعض کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، بعض کا پنڈلیوں تک، بعض کا کمر تک اور بعض کا پسینہ لگام کی طرح منہ تک ہوگا۔"

(مسند الإمام أحمد : 254/5)

(جواب): سند حسن ہے۔

❀ حافظ ابن القطان رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "حسن" کہا ہے۔

(بیان الوهم والإیهام : 644/4)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو "حسن" کہا ہے۔

(الرّد علی ابن القطان، ص 53)

(سوال): درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : یَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي أَنْ أَخْتَصِيَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : خِصَاءُ أُمَّتِي الصِّیَامُ وَالْقِیَامُ.

"ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دے دیں کہ میں خصی ہو جاؤں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اُمت کا خصی ہونا یہ ہے کہ وہ (نفلی) روزے رکھے اور (لمبا) قیام کرے۔"

(مسند الإمام أحمد : 173/2، المُعجم الکبیر للطّبراني : 108)

(جواب): روایت ضعیف و منکر ہے۔ حیی بن عبداللہ معافری کی منکر روایات ہیں۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَحَادِيثُهُ مَنَاكِيرُ .

”اس کی منکر روایات ہیں۔“

(العِلل : 4482)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ نَظَرٌ .

”اس کی احادیث میں منکر روایات ہیں۔“

(التّاریخ الکبیر : 269/3)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”منکر“ قرار دیا ہے۔

(الکامل في ضعفاء الرجال : 388/3)

شہوت توڑنے کے لیے نفل روزے رکھنا مشروع ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .

”جوانی کے دنوں میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمارے پاس کوئی مال نہیں تھا۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوجوانو! جو اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، اس سے نظر اور عزت محفوظ رہے گی اور جس کے پاس وسائل نہ ہوں، وہ (نفلی) روزے رکھے، اس سے شہوت ختم ہو جائے گی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحيح البخاري : 5066، صحيح مسلم : 1400)

بعض یہ کہتے ہیں کہ شہوت توڑنے کے لیے مشت زنی کی جا سکتی ہے، یہ سراسر غلط ہے، مشت زنی حرام ہے۔ شہوت توڑنے کے لیے نسخہ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام یہ ہے کہ بکثرت نفل روزے رکھیں جائیں، نہ کہ کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا جائے۔

بلکہ مشت زنی سے شہوت میں انتشار آتا ہے، بے رہ روی کا شکار کر دیتی ہے، صحت کے ساتھ ساتھ سوچ وفکر میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

لہٰذا جب تک اسباب نکاح کے وسائل مہیا نہ ہوں، تب تک نفل روزے بکثرت رکھنے چاہئیں، یہی باعزت اور پاکدامنی کا واحد راستہ ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْلَا النِّسَاءُ لَعُبِدَ اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا .

”اگر عورتیں نہ ہوتیں، تو اللہ تعالیٰ کی کما حقہ عبادت کی جاتی۔“

(الكامل لابن عدي : 495/6)

جواب: سند باطل ہے۔

① عبدالرحیم بن زید عمی ”متروک ومنکر الحدیث“ ہے۔

② زید بن حواری عمی ”ضعیف“ ہے۔

③ سعید بن مسیّب کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ عَنْ عُمَرَ مُرْسَلٌ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سعید بن مسیّب کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت مرسل ہوتی ہے۔“

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 248)

❀ یہی بات امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمائی ہے۔

(المَراسيل لابن أبي حاتم : 247)

❀ اس روایت کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

”یہ حدیث منکر ہے۔“

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 6/495)

سوال: کیا شادی یا خوشی کے موقع پر دف بجانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ دف کی اجازت ہے۔

❀ سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ : وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ : دَعِي هٰذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ .

”میری رخصتی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور میری چارپائی پر اسی طرح تشریف فرما ہوئے، جیسے آپ بیٹھے ہیں۔ اسی اثنا میں ہماری کچھ بچیاں دَف بجانے لگیں اور بدر میں شہید ہونے والے میرے باپ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دادا کی مدح وثنا کرنے لگیں، ان میں سے ایک نے کہا: ہمارے درمیان ایسے نبی موجود ہیں، جو کل کی خبر جانتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بات مت کہیے، جو پہلے پڑھ رہی تھیں، وہی پڑھیے۔''

(صحيح البخاري : 5147)

البتہ آلات موسیقی کا استعمال جائز نہیں۔ آلات موسیقی بالاجماع ممنوع وحرام ہیں، کسی دین میں جائز نہیں رہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

(لقمان : 6)

''بعض لوگ آلات موسیقی کے شوقین ہیں، تا کہ بغیر علم کے اللہ کے رستے سے بھٹکائیں اور اس کی آیات سے ٹھٹھا اور مذاق کریں، ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔''

❀ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَّ وَالْحَرِيرَ، وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ .

''میری امت کے کچھ لوگ زنا، (مردوں کے لیے) ریشم، شراب اور آلات موسیقی کو حلال سمجھیں گے۔''

(صحيح البخاري : 5590)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ غانم بن محمد حنفی رحمہ اللہ (۱۰۳۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهَا كَبِيرَةٌ فِي الْأَدْيَانِ كُلِّهَا .

”آلات موسیقی تمام ادیان میں کبیرہ گناہ ہیں۔“

(مَجمع الضّمانات، ص 132)

❁ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب میں ہے:

”سماع، قوالی اور رقص، جو ہمارے زمانے کے صوفیا کرتے ہیں، حرام ہیں، ان مجلسوں اور محفلوں میں جانا اور ان میں بیٹھنا جائز نہیں۔ قوالی، گانا اور موسیقی کا حکم ایک ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری:352/5، فتاویٰ شامی:349/6)

❁ علامہ حصکفی حنفی (۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْمَلَاهِيَ كُلَّهَا حَرَامٌ .

”گانے بجانے کے تمام آلات حرام ہیں۔“

(الدرّ المُختار، ص 652)

اگر آلات موسیقی کی آواز زبان سے نکالی جائے، تب بھی وہ حرام ہے، کیونکہ حرمت کی وجہ آلات نہیں، بلکہ ان آلات سے پیدا ہونے والی آواز ہے، لہٰذا آلات موسیقی کی آواز جس طرح بھی پیدا کی جائے، حرام اور ناجائز ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَرَجَتْ بِهٖ نَمْلَةٌ فَدُلَّ أَنَّ الشِّفَاءَ بِنْتَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَبْدِ اللّٰهِ تَرْقِي مِنَ النَّمْلَةِ، فَجاءَ هَا فَسَأَلَهَا أَنْ تَرْقِيَهُ، فَقَالَتْ : وَاللّٰهِ مَا رَقِيتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، فَذَهَبَ الْأَنْصَارِيُّ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي قَالَتِ الشِّفَاءُ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّفَاءَ فَقَالَ : اعْرِضِي عَلَيَّ فَأَعْرَضَتْهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ : أَرْقِيهِ وَعَلِّمِيهَا حَفْصَةَ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَ .

”ایک انصاری صحابی کو پھوڑا نکل آیا، اسے بتایا گیا کہ شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا اس پھوڑے کا دَم کرتی ہیں، تو وہ ان کے پاس آیا اور دم کرنے کی گزارش کی، تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مسلمان ہونے کے بعد میں نے کبھی دم نہیں کیا۔ وہ انصاری صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور شفاء رضی اللہ عنہا کی بات بتائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفاء رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا: اپنا دم پیش کیجئے، تو انہوں نے دم پیش کیا، فرمایا: انہیں دم کیجئے اور اس دم کے کلمات حفصہ کو بھی سکھا دیجئے، جیسے آپ نے انہیں لکھنا سکھایا ہے۔“

(المستدرك للحاكم : 6888)

جواب: سند مرسل ہے، اس روایت کا مرسل ہونا ہی درست ہے، جیسا کہ امام علل دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(العلل : 4057)

سوال: قرآن کریم کو قدیم کہنا کیسا ہے؟

جواب: بدعی کلمہ ہے۔ سلف امت اور ائمہ اسلام سے ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّهٗ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ مُنْفَصِلٍ وَمُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَائِمٌ بِذَاتِهٖ وَكَانَ أَئِمَّةُ السُّنَّةِ كَأَحْمَدَ وَأَمْثَالِهٖ وَالْبُخَارِيِّ وَأَمْثَالِهٖ وداوُدَ وَأَمْثَالِهٖ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَأَمْثَالِهٖ وَابْنِ خُزَيْمَة وَعُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الدَّارِمِيِّ وَابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَغَيْرِهِمْ؛ مُتَّفِقِينَ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ يَتَكَلَّمُ بِمَشِيئَتِهٖ وَقُدْرَتِهٖ؛ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدِيمٌ؛ وَأَوَّلُ مَنْ شُهِرَ عَنْهُ أَنَّهٗ قَالَ ذٰلِكَ هُوَ ابْنُ كُلَّابٍ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ قرآن کریم مخلوق نہیں ہے، باری تعالیٰ سے صادر ہونے والا کلام ہے، نیز سب متفق ہیں کہ اللہ کا کلام اس کی ذات سے قائم ہے۔ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام داود، امام عبد اللہ بن مبارک، امام ابن خزیمہ، امام عثمان بن سعید دارمی، امام ابن ابی شیبہ وغیرہم اور ان جیسے سب ائمہ رحمہم اللہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت اور قدرت سے کلام کرتا ہے، ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ قرآن قدیم ہے، سب سے پہلا شخص، جس سے یہ کہنا مشہور ہوا وہ ابن کلاب ہے۔''

(مجموع الفتاوی: 5/532-533)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ السَّلَفَ قَالُوا : اَلْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَقَالُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

: لَمْ يَزَلْ مُتَكَلِّمًا إِذَا شَاءَ، فَبَيَّنُوا أَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَدِيمٌ أَيْ جِنْسُهُ قَدِيمٌ لَمْ يَزَلْ وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِنَّ نَفْسَ الْكَلَامِ الْمُعَيَّنِ قَدِيمٌ وَلَا قَالَ أَحَدٌ مِنْهُمْ : اَلْقُرْآنُ قَدِيمٌ؛ بَلْ قَالُوا : إِنَّهُ كَلَامُ اللّٰهِ مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَإِذَا كَانَ اللّٰهُ قَدْ تَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ بِمَشِيئَتِهٖ كَانَ الْقُرْآنُ كَلَامَهُ وَكَانَ مُنَزَّلًا مِنْهُ غَيْرَ مَخْلُوقٍ وَلَمْ يَكُنْ مَعَ ذٰلِكَ أَزَلِيًّا قَدِيمًا بِقِدَمِ اللّٰهِ وَإِنْ كَانَ اللّٰهُ لَمْ يَزَلْ مُتَكَلِّمًا إِذَا شَاءَ فَجِنْسُ كَلَامِهٖ قَدِيمٌ .

”سلف صالحین کہتے ہیں : قرآن کریم اللہ کا نازل کردہ کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، نیز کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے متکلم ہے، لہٰذا اہل سنت نے واضح کر دیا کہ کلام اللہ کی جنس قدیم ہے، وہ ہمیشہ سے متکلم ہے، کسی نے یہ نہیں کہا کہ کوئی معین کلام قدیم ہے، نہ کسی نے یہ کہا کہ قرآن قدیم ہے، بلکہ یہ کہا ہے: قرآن اللہ کا کلام ہے، اس کی طرف سے نازل شدہ ہے، مخلوق نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیئت سے قرآن کی صورت میں کلام کیا، تو قرآن اللہ کا کلام ہوا، جو اس کی طرف سے نازل کردہ ہے، مخلوق نہیں ہے، لیکن یہ نہیں کہ قرآن ازلی اور قدیم ہے، جیسا اللہ کی ذات قدیم ہے۔ اللہ ہمیشہ سے متکلم ہے، جب چاہتا ہے، کلام کرتا ہے، لہٰذا اس کے کلام کی جنس قدیم ہے۔“

(مَجموع الفتاوٰی : 12/54)

✿ نیز فرماتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

إِذَا قَالَ قَائِلٌ : اَلْقُرْآنُ قَدِيمٌ وَأَرَادَ بِهٖ أَنَّهٗ نَزَلَ مِنْ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِمَائَةِ سَنَةٍ، وَهُوَ الْقَدِيمُ فِي اللُّغَةِ، أَوْ أَرَادَ أَنَّهٗ مَكْتُوبٌ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ قَبْلَ نُزُولِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّ هٰذَا مِمَّا لَا نِزَاعَ فِيهِ .

”جب کوئی کہے کہ قرآن قدیم ہے اور اس کی مراد یہ ہو کہ یہ سات سو سال پہلے نازل ہوا، تو یہ لغوی طور پر قدیم ہوا، یا مراد لے کہ یہ نزول سے پہلے لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا، تو اس کے صحیح ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔“

(دَرْءُ تعارُض العقل والنّقل :67/1)

✿ مزید فرماتے ہیں:

أَمَّا صَوْتُ الْعَبْدِ، فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَقَدْ صَرَّحَ أَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ بِأَنَّ الصَّوْتَ الْمَسْمُوعَ صَوْتُ الْعَبْدِ وَلَمْ يَقُلْ أَحْمَد قَطُّ : مَنْ قَالَ : إِنَّ صَوْتِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ فَهُوَ جَهْمِيٌّ وَإِنَّمَا قَالَ : مَنْ قَالَ لَفْظِي بِالْقُرْآنِ، وَالْفَرْقِ بَيْنَ لَفْظِ الْكَلَامِ وَصَوْتِ الْمُبَلِّغِ لَهٗ فَرْقٌ وَاضِحٌ، فَكُلُّ مَنْ بَلَّغَ كَلَامَ غَيْرِهٖ بِلَفْظِ ذٰلِكَ الرَّجُلِ فَإِنَّمَا بَلَّغَ لَفْظَ ذٰلِكَ الْغَيْرِ لَا لَفْظَ نَفْسِهٖ وَهُوَ إِنَّمَا بَلَّغَهٗ بِصَوْتِ نَفْسِهٖ لَا بِصَوْتِ ذٰلِكَ الْغَيْرِ وَنَفْسُ اللَّفْظِ وَالتِّلَاوَةِ وَالْقِرَاءَةِ وَالْكِتَابَةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ لَمَّا كَانَ يُرَادُ بِهِ الْمَصْدَرُ الَّذِي هُوَ حَرَكَاتُ الْعِبَادِ وَمَا يَحْدُثُ عَنْهَا مِنْ أَصْوَاتِهِمْ وَشَكْلِ الْمِدَادِ وَيُرَادُ بِهٖ نَفْسُ الْكَلَامِ الَّذِي يَقْرَؤُهُ التَّالِي وَيَتْلُوهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَيَلْفِظُ بِهٖ وَيَكْتُبُهٗ مَنَعَ أَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ مِنْ إِطْلَاقِ النَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ الَّذِي يَقْتَضِي جَعْلَ صِفَاتِ اللّٰهِ مَخْلُوقَةً أَوْ جَعْلَ صِفَاتِ الْعِبَادِ وَمِدَادَهُمْ غَيْرَ مَخْلُوقٍ، وَقَالَ أَحْمَدُ : نَقُولُ : الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ حَيْثُ تَصَرَّفَ، أَيْ حَيْثُ تُلِيَ وَكُتِبَ وَقُرِءَ مِمَّا هُوَ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ كَلَامُ اللّٰهِ فَهُوَ كَلَامُهٗ وَكَلَامُهٗ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَمَا كَانَ مِنْ صِفَاتِ الْعِبَادِ وَأَفْعَالِهِمُ الَّتِي يَقْرَؤُونَ وَيَكْتُبُونَ بِهَا كَلَامَهٗ كَأَصْوَاتِهِمْ وَمِدَادِهِمْ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَلِهٰذَا مَنْ لَمْ يَهْتَدِ إِلٰى هٰذَا الْفَرْقِ يَحَارُ فَإِنَّهٗ مَعْلُومٌ أَنَّ الْقُرْآنَ وَاحِدٌ وَيَقْرَؤُهُ خَلْقٌ كَثِيرٌ وَالْقُرْآنُ لَا يَكْثُرُ فِي نَفْسِهٖ بِكَثْرَةِ قِرَاءَةِ الْقُرَّاءِ وَإِنَّمَا يَكْثُرُ مَا يَقْرَءُونَ بِهِ الْقُرْآنَ فَمَا يَكْثُرُ وَيَحْدُثُ فِي الْعِبَادِ فَهُوَ مَخْلُوقٌ وَالْقُرْآنُ نَفْسُهٗ لَفْظُهٗ وَمَعْنَاهُ الَّذِي تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِهٖ وَسَمِعَهٗ جِبْرِيلُ مِنَ اللّٰهِ وَسَمِعَهٗ مُحَمَّدٌ مِنْ جِبْرِيلَ وَبَلَّغَهٗ مُحَمَّدٌ إِلَى النَّاسِ وَأَنْذَرَ بِهِ الْأُمَمَ؛ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ﴾ قُرْآنٌ وَاحِدٌ وَهُوَ كَلَامُ اللّٰهِ لَيْسَ بِمَخْلُوقٍ .

”انسان کی آواز تو مخلوق ہے، امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ جو آواز سنی جاتی ہے، وہ انسان کی اپنی آواز ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے ایسا کبھی نہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا: جس شخص نے کہا کہ میری تلاوتِ قرآن کی آواز مخلوق ہے، وہ جہمی ہے۔ بلکہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے کہا کہ میں جو الفاظ ادا کر رہا ہوں، وہ مخلوق ہیں، (وہ جہمی ہے۔) کلام اور اس کی تبلیغ کرنے والے کی آواز، دونوں میں واضح فرق ہے۔ لہٰذا جو کسی دوسرے کی بات اسی کے الفاظ میں آگے بیان کرتا ہے، تو وہ اسی کے الفاظ آگے بیان کر رہا ہے، اپنے الفاظ نہیں۔ ہاں اس نے اپنی آواز سے آگے بیان کیا، نہ کہ دوسرے شخص کی آواز سے۔ لہٰذا الفاظ، تلاوت، قرأت اور کتابت وغیرہ سے مراد اگر ان کی جائے صدور مثلاً بندوں کی حرکات، ان سے پیدا ہونے والی آواز اور سیاہی سے لکھے گئے الفاظ کی ساخت وغیرہ کو بھی لیا جائے اور اس کلام کو بھی مراد لیا جائے، جو تلاوت کرنے والا تلاوت کرتا ہے اور لکھتا ہے، تو اس بارے میں امام احمد اور دیگر اہل علم رحمہم اللہ نے نفی یا اثبات کرنے سے منع کیا ہے، کہ جو باری تعالیٰ کی صفات کو مخلوق بنا دے اور مخلوق کی صفات اور سیاہی کو غیر مخلوق قرار دے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرآن اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، جیسے بھی تصرف کرے، یعنی جہاں بھی تلاوت کیا جائے، لکھا جائے اور اس حقیقی کلام اللہ کی قرأت کی جائے، تو یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کا کلام مخلوق نہیں ہوتا، ہاں جو بندوں کی صفات اور افعال مثلاً اپنی آواز کے ساتھ کلام اللہ کی قرأت کرتے ہیں اور اپنی سیاہی سے اسے لکھتے ہیں، تو یہ مخلوق ہے۔ اس لیے جو اس فرق کو سمجھ نہیں پایا، وہ پریشان ہے، کیونکہ یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ قرآن ایک ہی ہے، لیکن اسے پڑھنے والے بہت سے لوگ ہیں، قارئین کی قرأت سے قرآن زیادہ نہیں ہو سکتے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں وہ (آوازیں) زیادہ ہو سکتی ہیں، جن سے لوگ قرآن کو پڑھتے ہیں، جو چیز زیادہ ہو جائے اور بندوں میں پیدا ہو، وہ مخلوق ہے، لیکن قرآن کے الفاظ اور معانی کہ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا، جبریل امین علیہ السلام سے اللہ سے سنا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے سنا اور لوگوں تک پہنچایا، اس سے امتوں کو خبردار کیا جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''تا کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس قرآن کے ذریعہ تمہیں اور جن تک قرآن پہنچے ان کو (اللہ کے عذاب) سے ڈراؤں۔'' وہ قرآن واحد ہے، جو کہ اللہ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔''

(مجموع الفتاوي: 12/74-75)

سوال: اللہ تعالیٰ کی جوہر و اعراض سے تنزیہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ بدعی الفاظ ہیں، شریعت میں ان پر کوئی دلیل نہیں۔ نہ ہی سلف امت ان کے قائل تھے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الشَّرْعُ فَلَيْسَ فِيهِ ذِكْرُ هٰذِهِ الْأَسْمَاءِ فِي حَقِّ اللّٰهِ، لَا بِنَفْيٍ وَّلَا إِثْبَاتٍ، وَلَمْ يَنْطِقْ أَحَدٌ مِّنْ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا فِي حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى بِذٰلِكَ، لَا نَفْيًا وَّلَا إِثْبَاتًا، بَلْ قَوْلُ الْقَائِلِ: إِنَّ اللّٰهَ جِسْمٌ أَوْ لَيْسَ بِجِسْمٍ، أَوْ جَوْهَرٌ أَوْ لَيْسَ بِجَوْهَرٍ، أَوْ مُتَحَيِّزٌ أَوْ لَيْسَ بِمُتَحَيِّزٍ، أَوْ فِي جِهَةٍ أَوْ لَيْسَ فِي جِهَةٍ، أَوْ تَقُومُ بِهِ الْأَعْرَاضُ وَالْحَوَادِثُ أَوْ لَا تَقُومُ بِهِ، وَنَحْوُ ذٰلِكَ،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

كُلُّ هٰذِهِ الْأَقْوَالِ مُحْدَثَةٌ بَيْنَ أَهْلِ الْكَلَامِ الْمُحْدَثِ، لَمْ يَتَكَلَّمِ السَّلَفُ وَالْأَئِمَّةُ فِيهَا، لَا بِإِطْلَاقِ النَّفْيِ وَلَا بِإِطْلَاقِ الْإِثْبَاتِ، بَلْ كَانُوا يُنْكِرُونَ عَلٰى أَهْلِ الْكَلَامِ الَّذِينَ يَتَكَلَّمُونَ بِمِثْلِ هٰذَا النَّوْعِ فِي حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا .

''شریعت میں یہ نام اللہ تعالیٰ کے حق میں مستعمل نہیں، نہ نفی میں اور نہ اثبات میں۔ ائمہ اسلاف اور عوام میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ الفاظ استعمال نہیں کیے، نفی میں، نہ اثبات میں، بلکہ یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے، یا جسم نہیں ہے، جوہر ہے یا جوہر نہیں ہے، جگہ گھیرتا ہے یا نہیں گھیرتا، سمت میں ہے، یا نہیں ہے، اس کے ذریعے تمام اعراض وحوادث قائم ہیں یا قائم نہیں ہیں، وغیرہ، یہ تمام باتیں اہل کلام کی گھڑنتل ہیں، اس کی نفی یا اثبات کے بارے سلف اور ائمہ میں سے کسی نے بات نہیں کی، بلکہ وہ تو اہل کلام پر رد کرتے تھے، جو اللہ کے لیے نفی یا اثبات میں ایسی باتیں کرتے تھے۔''

(دَرءُ تَعارُض العقل والنّقل :133/1)

سوال: شرعی حدود کا نفاذ کون کرے؟

جواب: شرعی حدود کا نفاذ خلیفہ یا مسلمان حکمران کا کام ہے، اس پر اہل علم کا اتفاق واجماع ہے۔ عوام کو حدود نافذ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر یہ کام عوام اپنے ہاتھ میں لے لے، تو فساد فی الارض ہے اور اس کے بہت بھیانک نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

❀ مشہور مفسر ابو عبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ الْمُخَاطَبَ بِهٰذَا الْأَمْرِ الْإِمَامُ، وَمَنْ نَابَ مَنَابَهٗ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس حکم (شرعی حدود کے نفاذ) کا مخاطب خلیفہ اوراس کے قائم مقام شخص (مسلمان حکمران) ہے۔“

(تفسير القرطبي : 161/12)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَئِمَّةُ الْفَتْوٰی عَلٰی أَنَّهٗ لَا یَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ یَّقْتَصَّ مِنْ أَحَدٍ حَقَّهٗ دُونَ السُّلْطَانِ، وَلَیْسَ لِلنَّاسِ أَنْ یَّقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ .

”تمام مفتیان ائمہ دین اس بات پر متفق ہیں کہ حکمران کو چھوڑ کر از خود کوئی کسی سے اپنا قصاص نہیں لے سکتا۔ اسی طرح لوگوں کا ایک دوسرے سے قصاص لینا بھی جائز نہیں۔“

(تفسير القُرطبي : 256/2)

❁ علامہ ابن رشد، قرطبی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا مَنْ یُّقِیمُ هٰذَا الْحَدَّ، فَاتَّفَقُوا عَلٰی أَنَّ الْإِمَامَ یُقِیمُهٗ، وَکَذٰلِكَ الْأَمْرُ فِي سَائِرِ الْحُدُودِ .

”رہا یہ مسئلہ کہ اس (شراب کی) حد کو کون قائم کرے؟ تو مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حکمران ہی اس حد کو نافذ کر سکتا ہے۔ باقی شرعی حدود کا بھی یہی معاملہ ہے۔“

(بِداية المُجتهد : 233/2)

مصلحت کا یہی تقاضا ہے اور انسانیت کا اسی میں دفاع اور حفاظت ہے کہ امام یا اس کا نائب ہی حدود اللہ کا نفاذ کرے۔ نبی کریم ﷺ حدود کو نافذ فرمایا کرتے تھے، آپ ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا یہی طریقہ رہا ہے۔اس دور میں کسی اور کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں تھی۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ شَهِدْتُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، وَصَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأَدَّيْتُ الزَّكَاةَ، وَصُمْتُ رَمَضَانَ، وَقُمْتُهُ، فَمِمَّنْ أَنَا؟، قَالَ : مِنَ الصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ .

”ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کلمہ توحید کی گواہی دوں، آپ کی رسالت کا اقرار کروں، پانچوں نمازیں پڑھوں، زکوۃ ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور تراویح ادا کروں، تو میرا شمار کن میں ہو گا؟ فرمایا: صدیقوں اور شہیدوں میں۔“

(مسند البزّار : 25، صحيح ابن خزيمة : 2212، صحيح ابن حبّان : 3438)

جواب: اس کی سند صحیح ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْجُوا أَنَّهُ اسْنَادٌ حَسَنٌ أَوْ صَحِيحٌ .

”امید ہے کہ سند حسن یا صحیح ہے۔“

(مَجمع الزّوائد :46/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: روزوں کا فدیہ کیا ہے؟

جواب: روزوں کا فدیہ یہ ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو درمیانے درجے کا ایک وقت کھانا کھلا دے۔ دو وقت کھانا کھلانے پر کوئی دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔ تمام روزوں کا فدیہ ایک ہی دن بھی دیا جا سکتا ہے، نیز ایک مسکین کو بھی تمام روزوں کا فدیہ دیا جا سکتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ فدیہ میں اناج دیا جائے، البتہ اگر کوئی برابر قیمت یا راشن وغیرہ دے دے، تو کوئی حرج نہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حاملہ کے بارے میں پوچھا گیا، جسے اپنے بچے کے نقصان کا خطرہ ہے، فرمایا:

"وہ روزہ چھوڑ دے، اس کے بدلے میں ایک مسکین کو ایک "مد" (تقریباً نصف کلوگرام) گندم دے دے۔"

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 230/4، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حاملہ نے روزے کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا:

أَفْطِرِي، وَأَطْعِمِي عَنْ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا وَّلَا تَقْضِي .

"روزہ چھوڑ دیں اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، قضا نہ دیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سنن الدّارقطني :207/1، ح : 2363، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹی ایک قریشی کے نکاح میں تھیں، وہ حاملہ تھیں، رمضان میں اس نے پیاس محسوس کی، تو آپ نے اسے حکم دیا کہ روزہ چھوڑ دیں، ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

(سنن الدّارقطني :207/1، ح : 2364، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانِ باری تعالیٰ:﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهٗ فِدْيَةٌ﴾(البقرة : ۱۸٤) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أُثْبِتَتْ لِلْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ .

”یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کے لیے ثابت (غیر منسوخ) رکھی گئی ہے۔“

(سنن أبي داود : 2317، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن جبیر رحمہ اللہ حاملہ اور دودھ پلانے والی جو اپنے بچے کے حوالے سے خائف ہو، کے بارے میں فرماتے ہیں کہ روزہ نہ رکھیں، ہر روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں، چھوڑے ہوئے روزے کی قضائی بھی ان دونوں پر نہیں ہے۔

(مصنّف عبد الرّزاق : 216/4، ح : 7555، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ (تفسیر طبری: ۲۷۵۸، وسندہ حسن) اور عکرمہ رحمہ اللہ (تفسیر طبری: ۲۷۴۸، وسندہ صحیح) کا بھی یہی موقف ہے۔

سوال: کیا کلام الٰہی صوت و حروف کا نام ہے؟

جواب: قرآن اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے صوت و حروف کے ساتھ کلام کیا ہے۔ اسے کلام معنوی کہنا واضح الحاد ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كَلَامَ اللّٰهِ هَلْ هُوَ حَرْفٌ وَّصَوْتٌ أَمْ لَا؟ فَإِنَّ إِطْلَاقَ الْجَوَابِ فِي هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ نَفْيًا وَإِثْبَاتًا خَطَأٌ وَهِيَ مِنَ الْبِدَعِ الْمُوَلَّدَةِ الْحَادِثَةِ بَعْدَ الْمِائَةِ الثَّالِثَةِ لَمَّا قَالَ قَوْمٌ مِنْ مُتَكَلِّمَةِ الصِّفَاتِيَةِ: إِنَّ كَلَامَ اللّٰهِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلٰى أَنْبِيَائِهٖ كَالتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَالَّذِي لَمْ يُنَزِّلْهُ وَالْكَلِمَاتِ الَّتِي كَوَّنَ بِهَا الْكَائِنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ الْمُشْتَمِلَةِ عَلٰى أَمْرِهٖ وَنَهْيِهٖ وَخَبَرِهٖ لَيْسَتْ إِلَّا مُجَرَّدَ مَعْنًى وَاحِدٍ هُوَ صِفَةٌ وَاحِدَةٌ قَامَتْ بِاللّٰهِ إِنْ عُبِّرَ عَنْهَا بِالْعِبْرَانِيَةِ كَانَتِ التَّوْرَاةَ وَإِنْ عُبِّرَ عَنْهَا بِالْعَرَبِيَّةِ كَانَتِ الْقُرْآنَ وَإِنَّ الْأَمْرَ وَالنَّهْيَ وَالْخَبَرَ صِفَاتٌ لَّهَا لَا أَقْسَامٌ لَهَا وَإِنَّ حُرُوفَ الْقُرْآنِ مَخْلُوقَةٌ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ بِهَا وَلَيْسَتْ مِنْ كَلَامِهٖ؛ إِذْ كَلَامُهٗ لَا يَكُونُ بِحَرْفٍ وَصَوْتٍ، عَارَضَهُمْ آخَرُونَ مِنَ الْمُثْبِتَةِ فَقَالُوا: بَلِ الْقُرْآنُ هُوَ الْحُرُوفُ وَالْأَصْوَاتُ وَتَوَهَّمَ قَوْمٌ أَنَّهُمْ يَعْنُونَ بِالْحُرُوفِ الْمِدَادَ وَبِالْأَصْوَاتِ أَصْوَاتَ الْعِبَادِ وَهٰذَا لَمْ يَقُلْهُ عَالِمٌ، وَالصَّوَابُ الَّذِي عَلَيْهِ سَلَفُ الْأُمَّةِ كَالْإِمَامِ أَحْمَدَ وَالْبُخَارِيِّ صَاحِبِ الصَّحِيحِ فِي كِتَابِ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ وَغَيْرِهٖ وَسَائِرِ الْأَئِمَّةِ قَبْلَهُمْ وَبَعْدَهُمْ أَتْبَاعُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

النُّصُوصِ الثَّابِتَةِ وَإِجْمَاعِ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَهُوَ أَنَّ الْقُرْآنَ جَمِيعَهُ كَلَامُ اللّٰهِ حُرُوفُهُ وَمَعَانِيهِ لَيْسَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ كَلَامًا لِغَيْرِهٖ؛ وَلٰكِنْ أَنْزَلَهُ عَلٰى رَسُولِهٖ وَلَيْسَ الْقُرْآنُ اسْمًا لِمُجَرَّدِ الْمَعْنٰى وَلَا لِمُجَرَّدِ الْحَرْفِ؛ بَلْ لِمَجْمُوعِهِمَا وَكَذٰلِكَ سَائِرِ الْكَلَامِ لَيْسَ هُوَ الْحُرُوفَ فَقَطْ؛ وَلَا الْمَعَانِي فَقَطْ، كَمَا أَنَّ الْإِنْسَانَ الْمُتَكَلِّمَ النَّاطِقَ لَيْسَ هُوَ مُجَرَّدَ الرُّوحِ وَلَا مُجَرَّدَ الْجَسَدِ؛ بَلْ مَجْمُوعُهُمَا، وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَتَكَلَّمُ بِصَوْتٍ كَمَا جَاءَ تْ بِهِ الْأَحَادِيثُ الصِّحَاحُ وَلَيْسَ ذٰلِكَ كَأَصْوَاتِ الْعِبَادِ لَا صَوْتِ الْقَارِءِ وَلَا غَيْرِهٖ، وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ لَا فِي ذَاتِهٖ وَلَا فِي صِفَاتِهٖ وَلَا فِي أَفْعَالِهٖ، فَكَمَا لَا يُشْبِهُ عِلْمُهُ وَقُدْرَتُهُ وَحَيَاتُهُ عِلْمَ الْمَخْلُوقِ وَقُدْرَتَهُ وَحَيَاتَهُ، فَكَذٰلِكَ لَا يُشْبِهُ كَلَامُهُ كَلَامَ الْمَخْلُوقِ وَلَا مَعَانِيهِ تُشْبِهُ مَعَانِيَهُ وَلَا حُرُوفُهُ تُشْبِهُ حُرُوفَهُ وَلَا صَوْتُ الرَّبِّ يُشْبِهُ صَوْتَ الْعَبْدِ فَمَنْ شَبَّهَ اللّٰهَ بِخَلْقِهٖ فَقَدْ أَلْحَدَ فِي أَسْمَائِهٖ وَآيَاتِهٖ وَمَنْ جَحَدَ مَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهُ فَقَدْ أَلْحَدَ فِي أَسْمَائِهٖ وَآيَاتِهٖ .

”کلام اللہ کیا حرف وصوت ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں نفیاً یا اثباتاً کوئی جواب دینا خطا ہے۔ یہ بدعت ہے اور تیسری صدی کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ یہ بدعی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نظریہ ہے، جس کا آغاز تین سو سال کے بعد اس وقت ہوا، جب صفات (کا انکار کرنے والے) اہل کلام کی ایک جماعت نے کہا: ''اللہ کا وہ کلام جو انبیا پر نازل ہوا، مثلاً تورات، انجیل اور قرآن۔ اور وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کیا، وہ کلمات جن سے کائنات کی تخلیق کی اور وہ کلمات، جو اللہ تعالیٰ کے حکم، نہی اور خبر پر مشتمل ہیں، وہ فقط ایک معنوی کلام ہے، ایک صفت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے، اسے عبرانی میں تعبیر کیا گیا، تو تورات بن گئی، عربی میں تعبیر کیا گیا، تو قرآن بن گیا۔ اور امر، نہی اور خبر ان کی صفات ہیں، اقسام نہیں۔ قرآن کے حروف مخلوق ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے، ان سے کلام نہیں کیا اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں سے ہیں، کیونکہ باری تعالیٰ کا کلام نہ حرف کے ساتھ ہوتا ہے اور نہ صوت (آواز) کے ساتھ۔''

ان (اہل کلام) کی مخالفت دوسروں نے کی، جو (کلام الٰہی کے صوت و حروف کا) اثبات کرتے ہیں، انہوں نے کہا: بلکہ قرآن حروف اور اصوات (آواز) پر مشتمل ہے۔ کچھ لوگوں کو وہم ہوا کہ ان اہل علم نے حروف سے (مصحف کی) سیاہی اور اصوات سے (قرآن کی تلاوت کرنے والے) بندوں کی آوازیں مراد لی ہے۔ حالانکہ اس کا قائل کوئی بھی عالم نہیں ہے۔ درست بات، جس پر سلف امت ہیں، جیسے امام احمد بن حنبل، صاحب صحیح امام بخاری رحمہ اللہ نے (اپنی کتاب) خلق افعال العباد وغیرہ میں اور ان سے پہلے اور بعد کے اہل علم ہیں، وہ یہ کہ ثابت نصوص اور سلف اُمت کے اجماع کا اتباع کیا جائے، سلف کا اجماع ہے کہ قرآن پورے کا پورا کلام اللہ ہے، اس کے حروف بھی اور اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معانی بھی، اس میں سے کوئی چیز بھی غیر اللہ کا کلام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول پر نازل کیا ہے اور قرآن صرف معنوی یا صرف حرف کا نام نہیں، بلکہ معنوی اور حروف دونوں پر مشتمل ہے، اسی طرح دیگر کلام بھی نہ صرف حروف ہیں اور نہ صرف معانی ہیں، (بلکہ حروف اور معانی دونوں پر مشتمل ہیں۔) جیسے ایک انسان جو کلام کر سکتا ہے، بول سکتا ہے، وہ صرف روح یا صرف جسم پر مشتمل نہیں، بلکہ دونوں پر مشتمل ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے، جیسا کہ اس بارے میں صحیح احادیث آئی ہیں، البتہ یہ بندوں کی آواز کی طرح نہیں ہے، نہ کسی قاری کی آواز کی طرح اور نہ کسی دوسرے کی، اللہ تعالیٰ کے ہم مثل کوئی شے نہیں، نہ اس کی ذات میں، نہ صفات میں اور نہ افعال میں۔ تو جس طرح باری تعالیٰ کا علم، قدرت اور حیات، مخلوق کے علم، قدرت اور حیات کے مشابہ نہیں، بالکل اسی طرح باری تعالیٰ کا کلام مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں، نہ اس کے معانی مخلوق کے معانی کے مشابہ ہیں، نہ اس کے حروف مخلوق کے حروف کے مشابہ ہیں، نہ رب تعالیٰ کی آواز مخلوق کی آواز کے مشابہ ہے۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی، اس نے باری تعالیٰ کے اسماء اور آیات میں الحاد کیا اور جس نے اس صفت کا انکار کیا، جس نے اس نے خود کو متصف کیا، تو اس نے بھی اللہ کے اسما اور آیات میں الحاد کیا۔‘‘

(مجموع الفتاوٰی: 243/12)

سوال: درج ذیل عبارت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں لکھا ہے:

''اس کی مثل کوئی چیز نہیں، لیس کمثلہ شیء وہ نور ہے، نار سے پاک ہے، نور و نار اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں، وہ جسم اور مادہ صورت اور شکل۔ رنگت اور رُوپ سب سے منزہ ہے، یہ سب چیزیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، وہ مکان اور زمان، جہت اور جانب، دائیں اور بائیں، آگے، پیچھے، آسمان وزمین سب سے منزہ اور بلند ہے، یہ سب چیزیں محدودات کے لیے ہیں، اجسام کے لیے ہیں، وہ لامحدود اور غیر مجسم ہے۔ یہ چیزیں کمزوری کی وجہ سے ہیں، وہ ہر قسم کی کمزوری سے پاک اور اعلیٰ ہے، وہ سب جگہ ہے اور کسی جگہ مقید نہیں ہے، وہ سب کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے اور کوئی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا، وہ سب سے قوی تر اور بلند ہے، کوئی اس جیسی قدرت اور بلندی نہیں رکھتا، وہ ہر قسم کی شوکت وعظمت رکھتا ہے، کوئی اس کے سامنے شوکت اور دبدبہ نہیں رکھتا ہے وہ سب کے قریب ہے، مگر ہر مکان سے منزہ ہے، اس کے سوا جو کچھ ہے مخلوق اور اس کا محتاج حادث اور فانی ہے، وہ سب کو پیدا کرنیوالا ہے، سب سے مستغنی ابدی اور ازلی ہے۔''

(مکتوبات شیخ الاسلام، ج1، ص391)

جواب: یہ گمراہ صوفیا کا عقیدہ ہے، اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا قطعا جائز نہیں۔ اہل سنت والجماعت اس عقیدہ سے بری ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہی بات کہتے ہیں، جو اس نے اپنے لیے اپنی کتاب میں نازل کی ہے یا اس کے رسول ﷺ نے احادیث میں بیان کردی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اہل سنت جو عقیدہ رکھتے ہیں، وہی حق ہے۔اہل کلام کا عقیدہ باطل ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْآثَارِ مِنْ جَمِيعِ الْأَمْصَارِ أَنَّ أَهْلَ الْكَلَامِ أَهْلُ بِدَعٍ وَزَيْغٍ.

”ہر علاقہ کے فقہا و محدثین کا اجماع ہے کہ اہل کلام اہل بدعت وزیغ ہیں۔“

(جامع بيان العلم وفضله : 942/2)

اہل کلام اس لیے اہل بدعت ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہ کچھ بیان کرتے ہیں، جو قرآن وحدیث اور اجماع سے ثابت نہیں، بلکہ اس کے برعکس ثابت ہوتا ہے۔اہل سنت کا عقیدہ اسلم، احکم اور اعلم ہے۔ائمہ نے عظیم قواعد بیان کیے ہیں۔

❁ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ لَنَا أَنْ نَصِفَ اللّٰهَ تَعَالٰى بِمَا لَمْ يَصِفْ بِهِ نَفْسَهُ وَلَا وَصَفَهُ بِهِ رَسُولُهُ نَفْيًا وَّلَا إِثْبَاتًا، وَّإِنَّمَا نَحْنُ مُتَّبِعُونَ لَا مُبْتَدِعُونَ، فَالْوَاجِبُ أَنْ يُنْظَرَ فِي هٰذَا الْبَابِ، أَعْنِي بَابَ الصِّفَاتِ، فَمَا أَثْبَتَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَثْبَتْنَاهُ، وَمَا نَفَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ نَفَيْنَاهُ، وَالْأَلْفَاظُ الَّتِي وَرَدَ بِهَا النَّصُّ يُعْتَصَمُ بِهَا فِي الْإِثْبَاتِ وَالنَّفْيِ، فَنُثْبِتُ مَا أَثْبَتَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنَ الْأَلْفَاظِ وَالْمَعَانِي، وَأَمَّا الْأَلْفَاظُ الَّتِي لَمْ يَرِدْ نَفْيُهَا وَلَا إِثْبَاتُهَا فَلَا تُطْلَقُ حَتّٰى يُنْظَرَ فِي مَقْصُودِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَائِلِهَا، فَإِنْ كَانَ مَعْنًى صَحِيحًا قُبِلَ، لٰكِنْ يَنْبَغِي التَّعْبِيرُ عَنْهُ بِأَلْفَاظِ النُّصُوصِ، دُونَ الْأَلْفَاظِ الْمُجْمَلَةِ، إِلَّا عِنْدَ الْحَاجَةِ، مَعَ قَرَائِنَ تُبَيِّنُ الْمُرَادَ، وَالْحَاجَةَ مِثْلُ أَنْ يَكُونَ الْخِطَابُ مَعَ مَنْ لَا يَتِمُّ الْمَقْصُودُ مَعَهُ إِنْ لَّمْ يُخَاطَبْ بِهَا، وَنَحْوُ ذٰلِكَ.

”ہمارے لیے جائز نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے متصف کریں، جن کے ساتھ اس نے خود کو یا اس کے رسول نے اسے متصف نہیں کیا، نہ نفی کی صورت میں اور نہ اثبات میں۔ ہم تو اتباع کرنے والے لوگ ہیں، بدعتی نہیں ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ صفات کے بات میں غور کیا جائے۔ جس کا اثبات اللہ اور اس کے رسول نے کیا، ہم اس کا اثبات کرتے ہیں اور جس کی اللہ اور اس کے رسول نے نفی کی، ہم اس کی نفی کرتے ہیں۔ جو الفاظ نص میں وارد ہوئے ہیں، نفی اور اثبات میں ہم انہیں ہی اختیار کرتے ہیں، لہٰذا ہم انہی الفاظ ومعانی کا اثبات کرتے ہیں، جن کا اللہ اور اس کے رسول نے اثبات کیا۔ جن الفاظ کا اطلاق اللہ اور اس کے رسول نے نہیں کیا، انہیں تب تک نہیں بولا جا سکتا، جب تک بولنے والے کے مقصود کو نہ جان لیا جائے، اگر اس کا معنی صحیح ہو، تو صحیح ہے، لیکن اس کے لیے کوئی صریح لفظ بولا جائے، مجمل نہیں، الا کہ ضرورت ہو، ساتھ ایسے قرائن ہوں، جو اس کا پتہ دیں۔ ضرورت اس صورت میں کہ مثلاً کسی ایسے شخص سے گفتگو ہو کہ جس سے اگر ان الفاظ میں بات نہ کی جائے تو وہ مقصود کو صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر رہے، یا اس طرح کی کوئی اور وجہ۔“

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 218)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ تَأْوِيلَ السَّلَفِ إِنْ صَدَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ فَهُوَ مَقْبُولٌ لِأَنَّهُمْ سَمِعُوهُ مِنَ الرَّسُولِ وَإِنْ صَدَرَ مِنْ غَيْرِهِمْ وَتَابَعَهُمْ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ قَبِلْنَاهُ وَإِنْ تَفَرَّدَ نَبَذْنَاهُ وَأَعْرَضْنَا عَنْهُ إِعْرَاضَنَا عَنِ تَأْوِيلِ الْخَلَفِ.

''اگر صفات کی تاویل صحابہ سے صادر ہوئی ہو، تو مقبول ہے، کیونکہ انہوں نے یہ تاویل رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ہے۔ اگر یہ تاویل کسی اور سے منقول ہو اور ائمہ نے اس پر متابعت بھی کی ہو، تو تب بھی قبول ہے اور اگر اس تاویل میں منفرد ہو، تو ہم وہ تاویل چھوڑ دیں گے اور اس سے ایسے اعراض برتیں گے، جیسے خلف کی تاویل سے اعراض کیا جاتا ہے۔''

(بيان تلبيس الجهميّة : 409/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ النِّزَاعُ فِي إِطْلَاقِ لَفْظٍ، وَقَدْ أَطْلَقَهُ أَحَدُ هٰؤُلَاءِ الْعُلَمَاءِ، إِمَّا آثِرًا، وَإِمَّا ذَاكِرًا، وَسَمِعَهُ النَّاسُ مِنْهُ وَنَقَلُوهُ عَنْهُ وَلَمْ يُعْرَفْ أَنَّ أَحَدًا أَنْكَرَهُ، عُلِمَ أَنَّ عُلَمَاءَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا يَتَكَلَّمُونَ بِمِثْلِ هٰذَا اللَّفْظِ، وَأَنَّ الْمُتَكَلِّمَ بِهِ لَيْسَ خَارِقًا لِلْإِجْمَاعِ وَلَا مُبْتَدِعًا لَفْظًا لَمْ يُسْبَقْ عَلَيْهِ.

''اختلاف لفظ کے استعمال میں ہے، ان اہل علم میں سے کسی نے لفظ کا اطلاق

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کیا، اپنی بات کرتے ہوئے یا کسی کی بات نقل کرتے ہوئے اور لوگوں نے اس سے وہ لفظ سنا، اسے نقل کیا، یہ بھی نہیں کہ کسی نے اس پر رد کیا ہو، تو ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کے علمائے کرام اس جیسے لفظ بول لیا کرتے تھے اور ایسا لفظ بولنے والا اجماع کا مخالف نہیں ہے اور نہ ہی کسی بدعی لفظ کا موجد کہ جو اس سے پہلے کسی نے استعمال نہ کیا ہو۔''

(الرّد علی البِکري، ص 154)

سوال: درج ذیل اثر کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهٖ، فَابْتَعَثَهٗ بِرِسَالَتِهٖ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهٖ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ، يُقَاتِلُونَ عَلٰى دِينِهٖ .

''اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب بندوں کے دلوں سے بہترین پایا، تو اسے اپنی نبوت کے لیے منتخب فرما لیا اور رسالت دے کر مبعوث فرمایا، پھر محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد بندوں کے دلوں کو دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہترین پایا، تو انہیں اپنے نبی کے وزیر (اور ساتھی) بنا دیا، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لیے قتال کرتے ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد: 3600)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ بَشِيرٌ يُبَشِّرُهُ بِظَفَرِ جُنْدٍ لَهُ عَلٰى عَدُوِّهِمْ، وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ عَائِشَةَ فَقَامَ فَخَرَّ سَاجِدًا، ثُمَّ أَنْشَأَ يُسَائِلُ الْبَشِيرَ، فَأَخْبَرَهُ فِيمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَلِيَ أَمْرَهُمُ امْرَأَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلْآنَ هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ، هَلَكَتِ الرِّجَالُ إِذَا أَطَاعَتِ النِّسَاءَ ثَلَاثًا .

”آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے، اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اس نے خوشخبری سنائی کہ ان کے لشکر کو دشمن پر فتح حاصل ہوگئی ہے، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور سجدہ شکر بجالائے، پھر آنے والے سے تفصیل معلوم کرنے لگے۔ پھر اس نے خبر دی کہ ان کے لشکر کی کمان ایک عورت نے سنبھال لی ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب اگر مرد عورت کی اطاعت کرلیں گے، تو وہ برباد ہوجائیں گے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی۔“

(مسند الإمام أحمد : 20455)

جواب: سند ضعیف ہے۔ بکار بن عبد العزیز بن ابی بکرہ جمہور کے ہاں ضعیف ہے۔

سوال: گناہوں پر تقدیر کو دلیل بنانا کیسا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): بعض لوگ گناہوں کو تقدیر کے سپرد کر دیتے ہیں، مثلاً قتل، زنا، چوری جیسے گناہ کر کے کہتے ہیں: میرا کیا قصور؟ تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا۔ ایسا کہنا بذات خود گناہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سب کچھ تقدیر میں لکھا جا چکا ہے، لیکن اسے ذنوب و عیوب پر دلیل بنانا جائز نہیں۔

مسئلہ تقدیر میں دو انتہائیں ہیں، ایک انتہا یہ ہے کہ ہم مجبور محض ہیں، جو کچھ تقدیر میں لکھ دیا گیا، ہم وہی کرنے پر مجبور ہیں، لہٰذا ہم سے گناہوں کا کوئی حساب نہیں ہوگا، اس کا قائل جبریہ فرقہ ہے۔ دوسری انتہا یہ ہے کہ انسان اپنے افعال کا خالق ہے، اس میں اللہ کی مشیت شامل نہیں، یہ نظریہ قدریہ کا ہے۔

لیکن اہل سنت ہمیشہ کی طرح راہ اعتدال پر ہیں، ہمارا عقیدہ ہے کہ جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے، سب تقدیر میں ہے، لیکن انسان کو کسی کام پر مجبور نہیں کیا گیا اور نہ ہی اتنا آزاد کیا گیا کہ وہ رب تعالیٰ کی مشیت سے ہی نکل جائے، اسے نیکی و بدی کی راہنمائی کی گئی ہے، باقی اختیار اسے دیا گیا ہے، بالفاظ دیگر اعمال کا خالق اللہ اور ''کاسب'' (سر انجام دینے والا) انسان ہے۔

اب یہاں اشکال پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ پہلے سے ہی تقدیر میں درج ہے، تو اپنے اعمال پر تقدیر کو دلیل کیوں کر بنانا جائز نہیں؟ جواب یہ ہے کہ مصائب پر تقدیر کا سہارا لیا جا سکتا ہے، کیونکہ مصائب سے دو چار آدمی کے لیے اب سہارا صرف تقدیر ہی رہ جاتا ہے، لیکن اپنا گناہوں اور عیوب پر تقدیر کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقَدْرُ یُؤْمَنُ بِہٖ وَلَا یُحْتَجُّ بِہٖ، بَلِ الْعَبْدُ مَأْمُورٌ أَنْ یَرْجِعَ إِلَی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْقَدْرِ عِنْدَ الْمَصَائِبِ، وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عِنْدَ الذُّنُوبِ وَالْمَعَايِبِ كَمَا قَالَ تَعَالٰی : ﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾

”تقدیر پر ایمان لایا جائے گا، اسے (معائب پر) دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ انسان کو مصائب کے وقت تقدیر کی طرف رجوع کا حکم ملا ہے اور گناہوں وعیوب کے وقت توبہ واستغفار کا کہا گیا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾

”(نبی!) صبر کیجئے، اللہ کا وعدہ حق ہے اور اپنے گناہوں پر استغفار کیجیے۔“

(اقتصاد الصّراط المستقیم : 389/2)

❀ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْقَدَرَ يُحْتَجُّ بِهٖ عِنْدَ الْمَصَائِبِ، لَا عِنْدَ الْمَعَائِبِ .

”تقدیر کو مصائب پر دلیل بنایا جائے گا، عیوب پر نہیں۔“

(شرح العقیدۃ الطّحاویۃ، ص 147)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِحْتَجَّ آدَمُ وَمُوسٰی عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عِنْدَ رَبِّهِمَا، فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰی، قَالَ مُوسٰی : أَنْتَ آدَمُ الَّذِي خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهٖ، وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ، وَأَسْكَنَكَ فِي جَنَّتِهٖ، ثُمَّ أَهْبَطْتَ النَّاسَ بِخَطِيئَتِكَ إِلَى الْأَرْضِ، فَقَالَ آدَمُ : أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ وَأَعْطَاكَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْأَلْوَاحَ فِيهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا، فَبِكَمْ وَجَدْتَ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرَاةَ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ، قَالَ مُوسٰى : بِأَرْبَعِينَ عَامًا، قَالَ آدَمُ : فَهَلْ وَجَدْتَ فِيهَا﴿وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾، قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : أَفَتَلُومُنِي عَلٰى أَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ أَعْمَلَهٗ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَحَجَّ آدَمُ مُوسٰى .

”رب تعالیٰ کے پاس آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو ہوئی۔ آدم علیہ السلام دلیل میں غالب آ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: آپ آدم ہیں کہ جنہیں اللہ نے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا، آپ میں روح پھونکی، مسجود ملائکہ بنایا اور جنت میں ٹھکانا دیا، پھر آپ نے اپنی غلطی کی وجہ سے سب کو زمین پر اتار دیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: آپ موسیٰ ہیں، جنہیں اللہ نے رسالت اور کلام کے چنا ہے، آپ کو تختیاں عطا کیں کہ جن میں ہر چیز کی وضاحت ہے، سرگوشی کے لیے اپنے قریب کیا۔ بھلا اللہ نے میری تخلیق سے کتنا پہلے تورات لکھی تھی؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: چالیس سال پہلے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ نے اس میں یہ آیت: ﴿وَعَصٰى آدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى﴾ دیکھی ہے؟ فرمایا: جی ہاں، آدم علیہ السلام نے فرمایا: کیا آپ مجھے ایک ایسے کام پر ملامت کر رہے ہیں کہ جو اللہ نے میری تخلیق سے چالیس سال پہلے ہی میرے متعلق لکھ دیا تھا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام دلیل میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔“

(صحيح البخاري : 4736، صحيح مسلم : 2652، واللّفظ لهٗ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَلَّتْ فِيهِ طَائِفَتَانِ، طَائِفَةٌ كَذَّبَتْ بِهِ لَمَّا ظَنُّوا أَنَّهُ يَقْتَضِي رَفْعَ الذَّمِّ وَالْعِقَابِ عَمَّنْ عَصَى اللّٰهَ لِأَجْلِ الْقَدَرِ، وَطَائِفَةٌ شَرٌّ مِنْ هٰؤُلَاءِ جَعَلُوهُ حُجَّةً وَقَدْ يَقُولُونَ: الْقَدَرُ حُجَّةٌ لِأَهْلِ الْحَقِيقَةِ الَّذِينَ شَهِدُوهُ أَوِ الَّذِينَ لَا يَرَوْنَ أَنَّ لَهُمْ فِعْلًا، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ قَالَ: إِنَّمَا حَجَّ آدَمُ مُوسٰى لِأَنَّهُ أَبُوهُ أَوْ لِأَنَّهُ كَانَ قَدْ تَابَ أَوْ لِأَنَّ الذَّنْبَ كَانَ فِي شَرِيعَةٍ وَاللَّوْمَ فِي أُخْرٰى أَوْ لِأَنَّ هٰذَا يَكُونُ فِي الدُّنْيَا دُونَ الْأُخْرٰى، وَكُلُّ هٰذَا بَاطِلٌ، وَلٰكِنَّ وَجْهَ الْحَدِيثِ أَنَّ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَلُمْ أَبَاهُ إِلَّا لِأَجْلِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي لَحِقَتْهُمْ مِنْ أَجْلِ أَكْلِهِ مِنَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لَهُ: لِمَاذَا أَخْرَجْتَنَا وَنَفْسَكَ مِنَ الْجَنَّةِ؟ لَمْ يَلُمْهُ لِمُجَرَّدِ كَوْنِهِ أَذْنَبَ ذَنْبًا وَتَابَ مِنْهُ؛ فَإِنَّ مُوسٰى يَعْلَمُ أَنَّ التَّائِبَ مِنَ الذَّنْبِ لَا يُلَامُ وَهُوَ قَدْ تَابَ مِنْهُ أَيْضًا وَلَوْ كَانَ آدَمَ يَعْتَقِدُ رَفْعَ الْمَلَامِ عَنْهُ لِأَجْلِ الْقَدَرِ لَمْ يَقُلْ: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾، وَالْمُؤْمِنُ مَأْمُورٌ عِنْدَ الْمَصَائِبِ أَنْ يَصْبِرَ وَيُسَلِّمَ وَعِنْدَ الذُّنُوبِ أَنْ يَسْتَغْفِرَ وَيَتُوبَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

’’اس حدیث میں دو فرقے گمراہ ہو گئے۔ ایک نے تو اس حدیث کا ہی انکار کر دیا اور یہ گمان کر بیٹھا کہ یہ حدیث متقاضی ہے کہ تقدیر کی وجہ سے اللہ کے نافرمان سے ذم و عقاب ختم ہوتا ہے۔ دوسرا فرقہ اس سے بھی برا ہے، انہوں نے اس حدیث کو دلیل بناتے ہوئے کہا ہے: تقدیر ان اہل حقیقت کی دلیل ہے، جو اس کی گواہی دیتے ہیں یا ان کی، جو خود کو فعل کے ذمہ دار نہیں سمجھتے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام پر تقدیر کو دلیل اس لیے بنایا، کیوں کہ وہ باپ تھے یا اس لیے کہ وہ اس غلطی سے تائب ہو گئے تھے یا اس لیے کہ ایک شریعت میں وہ غلطی تھی اور دوسری میں ملامت تھی یا اس لیے کہ یہ بات دنیا کی ہے، نہ کہ آخرت کی۔ یہ سب تاویلات باطل ہیں۔

جبکہ حدیث کا درست مفہوم یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ کو صرف اس مصیبت پر ملامت کیا، جو انہیں اس لیے لاحق ہوئی کہ آدم علیہ السلام نے درخت کھا لیا تھا، لہٰذا انہیں کہا: آپ ہمیں اور خود کو جنت سے نکالنے کا سبب کیوں بنے؟ ایسا نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے صرف گناہ کرنے اور اس سے تائب ہونے پر ملامت کیا ہو، کیوں کہ موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ گناہ سے توبہ کرنے والے کو ملامت کرنا جائز نہیں، جب کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے بھی توبہ کر لی تھی۔ اگر آدم علیہ السلام تقدیر کا سہارا لے کر خود سے ملامت ختم کرنے کا اعتقاد رکھتے ہوتے، تو یہ دعا کبھی نہ کرتے: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ’’ہمارے رب! ہم نے خود پر ظلم کیا، اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا، تو ہم خسارہ پانے والے ہو جائیں گے۔‘‘ مومن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کو مصیبت کے وقت صبر کرنے اور فیصلہ پر راضی ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور گناہ کے وقت توبہ استغفار کا۔‘‘

(مَجموع الفتاویٰ: 11/258-259)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

’’گناہ پر تقدیر کو دلیل بنانا ایک جگہ مفید ہوتا ہے اور دو جگہ نقصان دہ۔ مفید تب ہوتا ہے، جب گناہ کر کے توبہ کر لی جائے اور اس پر ہمیشگی کو ترک کر دیا جائے، جیسا کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس موقع پر تقدیر کو دلیل بنانا توحید باری تعالیٰ اور اسما وصفات کی معرفت ہے۔ نیز یہ کہنے والے اور سننے والے کے لیے مفید ہے، کیوں کہ وہ تقدیر سے کسی حکم یا ممانعت کو رد نہیں کر رہا اور نہ کوئی شرعی مسئلہ کو جھٹلا رہا ہے، بلکہ وہ توحید پر مبنی حق کا آشکارا کر رہا ہے اور خود سے نیکی کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت کا انکار کر رہا ہے۔ یوں سمجھئے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ مجھے ایسے عمل پر ملامت کر رہے ہیں، جو میری تخلیق سے پہلے ہی لکھ دیا گیا تھا؟ کیوں کہ انسان جب گناہ کر کے تائب ہو جائے اور اس کی قباحت بھی زائل ہو جائے، تو اسے تنبیہ و ملامت کرنا بہتر ہے، بجائے اس سے کہ وہ تقدیر کو دلیل بناتے ہوئے کہے: یہ معاملہ تخلیق سے پہلے ہی لکھ دیا گیا تھا۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے تقدیر کے سہارے حق کو رد نہیں کیا اور نہ ہی اسے باطل پر دلیل بنایا۔ ایسے موقع پر تقدیر کو دلیل بنانا حرام نہیں ہے۔
تقدیر کو دلیل بنانا تب نقصان دہ ہے، جب حال یا مستقبل میں ہو، مثلاً کوئی شخص حرام کا ارتکاب کرے یا واجب کو ترک کرے اور کوئی ملامت کرنے والا اسے

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

ملامت کرے، تو گناہ پر مصرّ رہنے کے لیے تقدیر کی آڑ لے، ایسا شخص تقدیر کے سہارے حق کو ٹھکرا رہا ہے اور باطل کا مرتکب ہو رہا ہے۔ جیسے مشرکین مکہ نے شرک اور غیر اللہ کی پوجا پر تقدیر سے دلیل لی تھی، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا﴾، ﴿لَوْ شَاءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ ''اللہ چاہتا، تو ہم اور ہمارے آباء واجداد شرک نہ کرتے۔''، ''رحمٰن چاہتا، تو ہم بتوں کی پوجا نہ کرتے۔'' انہوں نے اپنے عمل کو درست ثابت کرنے لیے تقدیر کا سہارا لیا۔ انہیں اپنے کیے پر ندامت تھی، نہ اسے چھوڑنے کا کوئی ارادہ تھا اور نہ ہی شرک کو برائی سمجھتے تھے۔ یہ صورت حال اس شخص کی نہیں ہے، جو اپنے خطا کو بھانپ گیا ہے اور نادم ہو کر آئندہ کبھی نہ کرنے کا عزم بالجزم کیے ہوئے ہے، لہٰذا ایسے شخص کو اگر کوئی سابقہ گناہ پر ملامت کرے، تو وہ کہے: وہ (گناہ) تقدیر کا فیصلہ تھا۔ مسئلہ کی علت یہ ہے کہ جب گناہ (سے توبہ کر لینے سے اس) کی ملامت ختم ہو جائے، تو تقدیر سے دلیل لینا جائز ہے۔ اور جب ملامت موجود ہو، تو تقدیر سے دلیل لینا باطل ہے۔ اگر کوئی کہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قیام اللیل کے ترک پر تقدیر کو دلیل بنایا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتراض بھی نہیں فرمایا، جیسا کہ صحیح حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو جگایا اور فرمایا: تہجد نہیں پڑھیں گے؟ میں نے کہا: اللہ کے رسول! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، جب چاہے اٹھا دے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بات سن کر واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب واپس پلٹے، تو اپنی ران پر ہاتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مار کر فرمایا: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾ ''انسان سب سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے۔'' جواب یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تقدیر کو حرام یا واجب کے ترک پر دلیل نہیں بنایا، بلکہ انہوں نے تو یہی کہا: میری اور فاطمہ کی جان اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ ہمیں جب چاہے، اٹھا دے گا اور ہماری روحیں واپس بھیج دے گا۔ نیز یہ بات فرمان نبوی کے ہی موافق ہے، جب وادی میں سب صحابہ سوئے رہ گئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے، ہماری روحیں قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے، واپس بھیج دیتا ہے۔ اس طرح تقدیر کو دلیل بنانا درست ہے اور ایسا شخص معذور ہے، کیوں کہ سویا ہوا شخص زیادتی کا مرتکب نہیں اور جو شخص زیادتی کا مرتکب نہ ہو، اس کا تقدیر کو دلیل بنانا جائز ہے۔ تقدیر کو دلیل بنانے کی جو صورت سود مند ہے، اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی راہنمائی فرمائی ہے۔ صحیح مسلم (۲۶۶۴) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جسمانی طور پر) طاقت ور مومن، کمزور مومن سے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی زیادہ محبوب ہے، لیکن ہر دو مومن میں خیر ہے۔ اپنے لیے نفع مند چیزوں کی حرص کیجیے، اللہ سے مدد مانگیے، درماندگی کا مظاہرہ مت کیجیے، اگر کوئی مصیبت آن پہنچے، تو آپ کا وظیفہ یہ نہیں ہو چاہیے: اگر میں یوں کر دیتا، تو یوں ہو جاتا، بلکہ یہی کہنا چاہیے: اللہ نے جو تقدیر میں لکھا تھا، کر دیا، کیوں لَوْ (اگر) کا لفظ شیطانی چالبازیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔''

(شِفَاء العَليل في مَسائل القَضاء والقَدْر والحِكمة والتّعليل، ص 18)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یتیم کے مال میں سے زکوۃ نکالی جائے گی؟

جواب: یتیم کے مال میں سے زکوۃ ادا کرنا واجب ہے، یہ زکوۃ اس کا ولی ادا کرے گا۔

① زکوۃ کے متعلق عمومی دلائل ثابت ہیں اور ان دلائل سے یتیم کے مال کو مستثنی کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

② سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِبْتَغُوا بِأَمْوَالِ الْيَتَامٰی لَا تَأْكُلُهَا الصَّدَقَةُ .

”یتیموں کے مال سے کاروبار کریں، کہیں اسے زکوۃ ختم نہ کر دے۔“

(سنن الدّارقطني : 1973، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 4/107، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ .

”یہ سند صحیح ہے۔“

اعتراض: علامہ ابن ترکمانی حنفی (۷۵۰ھ) نے اعتراض کیا ہے کہ یہ صحیح کیسے ہو سکتی ہے، صحیح میں سند کا متصل ہونا شرط ہے، جب کہ اس کی سند متصل نہیں ہے۔

(الجوهر النّقي : 4/107)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جواب: سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُ أَئِمَّتِنَا عَلٰى أَنَّهٗ قَدْ سَمِعَ مِنْهُ .

”ہمارے اکثر ائمہ کے نزدیک سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔“

(المستدرك للحاكم : 215/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَحَّ سَمَاعُ سَعِيدٍ مِنْ عُمَرَ .

”سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے۔“

(زوائد مختصر مسند البزّار : 419/2)

③ قاسم بن محمد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِينِي وَأَخًا لِي يَتِيمَيْنِ فِي حَجْرِهَا، فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ أَمْوَالِنَا الزَّكَاةَ .

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میری اور میرے بھائی کی پرورش کرتی تھیں، ہم دونوں یتیم تھے، وہ ہمارے مال سے زکوۃ نکالتی تھیں۔“

(المؤطا للامام مالك : 251/1، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يُزَكِّي مَالَ الْيَتِيمِ .

”آپ رضی اللہ عنہ یتیم کے مال سے زکوۃ ادا کرتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الأموال لأبي عبيد القاسم بن سلام : 1308 ، وسندہٗ صحيحٌ)

⑤ ابو الزبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو ایسے شخص کے متعلق فرماتے ہوئے سنا، جس کے پاس یتیم کا مال ہو:

يُعْطِي زَكَاتَهٗ .

”وہ مال یتیم کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔“

(الأموال لأبي عبيد القاسم بن سلام : 1310 ، وسندہٗ صحيحٌ)

⑥، ⑦ مجاہد بن جبر اور عطاء بن ابی رباح رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

أَدِّ زَكَاةَ مَالِ الْيَتِيمِ .

”یتیم کے مال کی زکوٰۃ ادا کیجیے۔“

(الأموال لأبي عبيد القاسم بن سلام : 1312 ، وسندہٗ صحيحٌ)

⑧ ابو یونس حسن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے طاوس تابعی رحمہ اللہ سے مالِ یتیم پر زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا:

زَكِّهٖ ، فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَالْإِثْمُ فِي عُنُقِكَ .

”زکوٰۃ دیجیے، ورنہ آپ گناہگار ٹھہریں گے۔“

(الأموال لأبي عبيد القاسم بن سلام : 1314 ، وسندہٗ صحيحٌ)

⑨ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكَاةٌ .

”مالِ یتیم میں زکوٰۃ ہے۔“

(الأموال لابن زنجُويه : 1431 ، وسندہٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:

الاموال لابن زنجویہ (۱۴۴۷) میں ہے کہ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یتیم کے مال میں سے زکاۃ ادا نہیں کی جائے گی۔اس میں مجالد بن سعید ہے، جو جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

⑩ سفیان ثوری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَرٰى فِي مَالِ الْيَتِيمِ الزَّكَاةَ .

''وہ مالِ یتیم میں زکوۃ کو واجب سمجھتے تھے۔''

(الأموال لابن زنجُوَيه : 1432، وسندهٗ صحيحٌ)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ .

یہ سلف کے پورے دس اقوال ہیں، جن میں سے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

یاد رہے کہ ائمہ ثلاثہ، امام احمد بن حنبل، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک بھی یتیم کے مال پر زکوۃ واجب ہے، نیز امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 641)

مانعین کے دلائل کا جائزہ:

جو لوگ مالِ یتیم میں زکوۃ کے قائل نہیں، ان کے دلائل کا جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

أَحْصِ مَا فِي مَالِ الْيَتِيمِ مِنَ الزَّكَاةِ، فَإِذَا بَلَغَ وَآنَسْتَ مِنْهُ رُشْدًا فَأَخْبِرْهُ، فَإِنْ شَاءَ زَكّٰى، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”آپ یتیم کے مال کا حساب لگائیں، جب وہ بالغ ہو جائے، تو اسے بتا دیں، وہ چاہے، تو زکوٰۃ نکالے، چاہے تو نہ نکالے۔“

(الأموال لأبي عبيد : 1315، السّنن الكبرىٰ للبَيهقي : 108/4)

سند سخت ضعیف ہے۔

① لیث بن ابی سلیم جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ اور ”سیئ الحفظ“ ہے۔ امام احمد بن حنبل، امام دارقطنی، امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام ابوزرعہ رازی، امام نسائی، امام ابن عدی اور جمہور محدثین نے اسے حدیث میں ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶) لکھتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

”جمہور نے ضعیف کہا ہے۔“

(المُغني عن حَمل الأسفار في الأسفار : 178/2)

② مجاہد رحمہ اللہ کا سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں ہے۔

❀ ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَالَ الشَّافِعِيُّ فِي مُنَاظَرَةٍ جَرَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَنْ خَالَفَهُ وَجَوَابُهُ عَنْ هٰذَا الْأَثَرِ : مَعَ أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِثَابِتٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مِنْ وَجْهَيْنِ؛ أَحَدُهُمَا أَنَّهُ مُنْقَطِعٌ وَأَنَّ الَّذِي رَوَاهُ لَيْسَ بِحَافِظٍ .

”امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے ایک مخالف کے درمیان مناظرہ ہوا۔ اس اثر کے بارے میں امام صاحب کا جواب یہ تھا، باوجود اس بات کے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دو وجہ سے ثابت نہیں ہے، ایک تو یہ منقطع ہے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسرا اس کو بیان کرنے والا (لیث بن ابی سلیم) حافظ نہیں ہے۔"

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 4/108، وسندهٗ صحیحٌ)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا تَجِبُ فِي مَالِ الْيَتِيمِ زَكَاةٌ حَتّٰى تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ .

"مالِ یتیم پر زکوٰۃ واجب نہیں، جب تک اس پر نماز واجب نہیں ہوتی۔"

(الأموال لابن زنجُويه : 1822، سنن الدّارقطني :1981)

سند ابن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے، جمہور نے اسے "ضعیف" قرار دیا ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ لِاخْتِلَالِ ضَبْطِهٖ .

"وہ بالاتفاق ضعیف ہے، کیونکہ اس کا حافظہ خراب تھا۔"

(خُلاصة الأحكام : 2/625)

الحاصل:

کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ وہ مالِ یتیم سے زکوٰۃ کے قائل نہ ہوں۔ مالِ یتیم میں زکوٰۃ واجب ہے، پاگل اور گونگے، بہرے کا بھی یہی حکم ہے۔

شبہ: یتیم پر نماز فرض نہیں تو زکوٰۃ کیسے فرض ہو سکتی ہے؟

ازالہ: حافظ ابو عمر ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوا أَيْضًا أَنَّ فِي مَالِ مَنْ لَمْ يَبْلُغْ وَلَمْ تَجِبْ عَلَيْهِ صَلَاةٌ أَرْشَ مَا يَجْنِيهِ مِنَ الْجِنَايَاتِ وَقِيمَةَ مَا يُتْلِفُهٗ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُتْلَفَاتِ، وَأَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الْحَائِضَ وَالَّذِي يُجَنُّ أَحْيَانًا لَا يُرَاعٰى لَهُمْ مِقْدَارُ أَيَّامِ الْحَيْضِ وَالْجُنُونِ مِنَ الْحَوْلِ، وَهٰذَا كُلُّهُ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ لَيْسَتْ كَالصَّلَاةِ الَّتِي هِيَ حَقُّ الْبَدَنِ فَإِنَّهَا تَجِبُ عَلٰى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَعَلٰى مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس پر نماز فرض نہیں ہوئی، اس کے مال میں سے اس کے جرائم کی دیت اور اس کی تلف کردہ چیزوں کی قیمت نکالنا ضروری ہے۔ اسی طرح ان کا اجماع ہے کہ حائضہ کے حیض کے دنوں کی مقدار اور وہ شخص جو کبھی کبھی جنون کا شکار ہو جاتا ہے، اس کے جنون کے دنوں کے مقدار (زکوٰۃ کے لیے گزرنے والے) سال سے خارج نہیں کی جائے گی۔ یہ سب باتیں دلیل ہیں کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے، یہ نماز کی طرح نہیں ہے، جو کہ بدن کا حق ہے، لہٰذا زکوٰۃ اس شخص پر بھی واجب ہوگی، جس پر نماز واجب ہے اور اس شخص پر بھی، جس پر نماز واجب نہیں ہے۔''

(الاستذکار: 3/156)

❀ نیز لکھتے ہیں:

أَمَّا مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ وَالْقِيَاسِ عَلٰى مَا أَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ مِنْ زَكَاةِ مَا تُخْرِجُهُ أَرْضُ الْيَتِيمِ مِنَ الزَّرْعِ وَالثِّمَارِ وَهُوَ مِمَّا لَا يَخْتَلِفُ فِيهِ حِجَازِيٌّ وَلَا عِرَاقِيٌّ مِنَ الْعُلَمَاءِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”رہا قیاس واجتہاد سے ثبوت، تو مسلمان علماء کا اجماع ہے کہ یتیم کی زمین سے حاصل ہونے والے غلے پر عشر واجب ہے۔ (اگرچہ اس پر نماز فرض نہ بھی ہوئی ہو)۔ اس میں عراق اور حجاز کے کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے۔“

(الاستذکار: 156/3)

یتیم کی زمین سے حاصل کردہ غلے پر عشر ادا کرنا ان کے نزدیک بھی واجب ہے، جو یتیم کے مال سے زکاۃ ادا کرنے کے قائل نہیں ہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا، إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ؛ لَا تُؤْذِيهِ، قَاتَلَكِ اللّٰهُ، فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا .

”جب بھی دنیاوی بیوی اپنے شوہر کو تکلیف پہنچاتی ہے، تو اس کی حور بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے، تو اسے تکلیف مت دے، یہ تیرے پاس مہمان ہے، بہت جلد تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔“

(مسند أحمد: 242/5، سنن التّرمذي: 1174، سنن ابن ماجه: 2014)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

❁ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ کہا ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”صحیح متصل“ کہا ہے۔

(سِیَر أعلام النّبلاء: 47/4)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا فرشتوں کو موت آئے گی؟

جواب: فرشتے اللہ تعالیٰ کی وہ لطیف اور معصوم مخلوق ہیں، جنہیں اللہ نے باقی رکھنے کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ان کی موت پر ایسی کوئی واضح دلیل نہیں، جیسی جن وانس کی موت پر موجود ہے۔

❀ حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ (456ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَصَّ وَلَا إِجْمَاعَ عَلٰى أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَمُوتُ، وَلَو جَاءَ بِذٰلِكَ نَصٌّ لَّقُلْنَا بِهٖ، بَلِ الْبُرْهَانُ مُوجِبٌ أَنْ لَّا يَمُوتُوا، لِأَنَّ الْجَنَّةَ دَارٌ لَّا مَوْتَ فِيهَا، وَالْمَلَائِكَةُ سُكَّانُ الْجِنَانِ فِيهَا خُلِقُوا، وَفِيهَا يَخْلُدُونَ أَبَدًا.

”فرشتوں کی موت پر نہ کوئی نص ہے نہ اجماع۔اگر ایسی کوئی نص ہوتی، تو ہم اس کے موافق موقف اختیار کرتے۔اس کے برعکس دلیل اس بات کی متقاضی ہے کہ فرشتوں کو موت نہ آئے، کیونکہ جنت ایسی جگہ ہے، جہاں موت نہیں اور فرشتے جنت کے باسی ہیں، اسی میں وہ پیدا ہوئے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

(الفِصل في المِلَل والأهواء والنِّحل : 21/4)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (751ھ) فرماتے ہیں:

لِهٰذَا الْمَلَائِكَةُ لَا تَتَنَاسَلُ، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوتُونَ كَمَا تَمُوتُ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ.

”اسی لیے فرشتوں کی نسل کا سلسلہ نہیں ہوتا، کیونکہ وہ جنوں اور انسانوں کی طرح مرتے نہیں ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(حادي الأرواح إلى بلاد الأفراح : 247)

تنبیہ:

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) کہتے ہیں:

أَمَّا الْمَلَائِكَةُ، فَيَمُوتُونَ بِالنُّصُوصِ وَالْإِجْمَاعِ .

''رہے فرشتے، تو انہیں موت آئے گی جیسا کہ نصوص اور اجماع نے بتایا ہے۔''

(الحاوي للفَتاوي :379/1)

یہ انتہائی تعجب خیز بات ہے۔اس سلسلہ میں جتنی احادیث مروی ہیں، سب کی سب ضعیف ہیں۔ان میں سے اکثر کا دارومدار اسماعیل بن رافع مدنی پر ہے، جو کہ ضعیف ہے۔ اسی طرح ان کو یزید رقاشی، ابوبکر ہذلی اور حفص بن عمر عدنی جیسے ضعیف راویوں نے بیان کیا ہے۔یہ روایات اس لائق نہیں کہ ان کو نصوص قرار دے کر اپنے دلائل میں شمار کیا جائے۔

سوال: فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کتنی مرتبہ پڑھنی چاہیے؟

جواب: فرض نماز کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھنا مسنون ومستحب ہے۔

❁ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ، إِلَّا الْمَوْتُ .

''ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو جنت جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی، سوائے موت کے۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 9928؛ عمل اليوم والليلة للنّسائي : 100؛ المُعجم الكبير للطّبراني : 134/8؛ كتاب الصّلاة لابن حبّان كما في اتّحاف المَهرة لابن حَجَر :

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

259/6؛ ح : 6480؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ اور حافظ منذری رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۱/ ۳۰۷) حافظ سیوطی رحمہ اللہ (التعقبات علی الموضوعات: ۸) نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ وائلی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔ (کمافی التذکرة للقرطبی: ۲۴)، حافظ ضیاء مقدسی رحمہ اللہ (نتائج الافکار: ۲/ ۲۷۸۔۲۷۹)، حافظ ابن الہادی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (النکت: ۲/ ۹۷۹) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تنبیہ:

ایک روایت میں تین دفعہ آیت الکرسی پڑھنے کا ذکر بھی موجود ہے۔

(مسند الرّویاني : 1268)

مگر یہ ثابت نہیں۔ محمد بن حمیر کے کسی شاگرد نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے، یہ الفاظ صرف علی بن صدقہ نے بیان کیے ہیں، علی بن صدقہ مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' میں ذکر کیا ہے، نیز فرمایا ہے:

يُغْرِبُ .

''یہ عجیب وغریب روایات بیان کرتا ہے۔''

(الثقات : 471/8)

لہٰذا نماز کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ پڑھنا مسنون ہے، تین دفعہ کے الفاظ علی بن صدقہ کا وہم اور خطا ہے، واللہ اعلم!

سوال: بیوی کی شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جب بیوی کی شرمگاہ میں مجامعت جائز ہے، تو اس کی طرف دیکھنا بالاولیٰ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائز ہے۔عدم جواز کے لیے شرعی دلیل چاہیے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ .

''میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکڑی کے ایک برتن جسے ''فرق'' کہا جاتا ہے، سے (اکھٹے) غسل کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 250، صحيح مسلم : 319)

❁ اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِسْتَدَلَّ بِهِ الدَّاوُدِيُّ عَلٰى جَوَازِ نَظَرِ الرَّجُلِ إِلٰى عَوْرَةِ امْرَأَتِهٖ وَالْعَكْسِ .

''اس حدیث سے علامہ داودی رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ مرد اپنی بیوی کی شرمگاہ کو اور عورت مرد کی شرمگاہ کو دیکھ سکتے ہیں۔''

(فتح الباري :364/1)

ایسی کوئی روایت ثابت نہیں، جس میں اپنی بیوی کی شرمگاہ دیکھنے کی ممانعت یا مذمت وارد ہو، جو روایات مروی ہیں، وہ سب کی سب ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَامَعَ أَحَدُكُمْ زَوْجَتَهٗ أَوْ جَارِيَتَهٗ فَلَا يَنْظُرْ إِلٰى فَرْجِهَا فَإِنَّ ذٰلِكَ يُورِثُ الْعَمٰى .

''آپ میں سے کوئی جب اپنی بیوی یا لونڈی سے مجامعت کرے، تو وہ اس کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شرمگاہ کی طرف مت دیکھے، اس سے بصارت ضائع ہو سکتی ہے۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 2395، الكامل لابن عدي : 265/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 13540)

روایت من گھڑت ہے۔ بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، لہٰذا آخر سند تک سماع کی صراحت ضروری ہے، جو کہ یہاں مفقود ہے۔

❁ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَوْضُوعَةٌ، لَا أَصْلَ لَهَا .

''یہ روایت من گھڑت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔''

(عِلَل الحديث : 2395)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرّجال : 265/2)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' کہا ہے۔

(كتاب المَجروحين : 202/1)

❁ حافظ ابن قیسرانی رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' قرار دیا ہے۔

(تذكرة الحفّاظ : 53)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا جَامَعَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَنْظُرْ إِلَى الْفَرْجِ فَإِنَّهُ يُورِثُ الْعَمٰى وَلَا يَكْثُرِ الْكَلَامَ فَإِنَّهُ يُورِثُ الْخَرَسَ .

''جب آپ میں سے کوئی مجامعت کرے، تو (بیوی کی) شرمگاہ کو مت دیکھے، کیونکہ اس سے اندھا پن پیدا ہوتا ہے، نہ زیادہ بات کرے، کہ اس سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گونگا پن پیدا ہوتا ہے۔‘‘

(فوائد أبي يعلى الخليلي : 4، الموضوعات لابن الجوزي : 272/2)

روایت باطل ہے۔ محمد بن عبدالرحمٰن قشیری کوفی ’’منکر الحدیث‘‘ ہے۔

✿ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ مِسْعَرٍ حَدِيثُهٗ مُنْكَرٌ لَيْسَ لَهٗ أَصْلٌ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ، وَهُوَ مَجْهُولٌ بِالنَّقْلِ .

’’محمد بن عبدالرحمٰن قشیری کی مسعر بن کدام سے حدیث منکر ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، اس کی متابعت نہیں کی گئی، یہ نقل روایت میں مجہول ہے۔‘‘

(الضّعفاء الكبير : 102/4)

✿ امام ابو یعلی خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَرْوِهِ عَنْ مِسْعَرٍ إِلَّا مُحَمَّدٌ هٰذَا، وَهُوَ شَامِيٌّ يَأْتِي بِالْمَنَاكِيرِ عَنْهُ، وَعَنْ غَيْرِهٖ .

’’اس روایت کو مسعر سے صرف محمد بن عبدالرحمٰن نے روایت کی ہے، یہ شامی ہے، جو مسعر اور دیگر راویوں سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔‘‘

(فوائد أبي يعلى الخليلي، تحت الرقم : 4)

سوال: درج ذیل روایت کی کیا حقیقت ہے؟

✿ مروی ہے:

كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأُعْرَفَ .

’’میں مخفی خزانہ تھا، تو اپنی پہچان کے لئے مخلوق پیدا کی۔‘‘ کیا یہ حدیث کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الفاظ ہیں؟

جواب: بے اصل روایت ہے، ایسی کوئی حدیث دنیا میں موجود نہیں۔

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ : إِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ سَنَدٌ صَحِيحٌ وَّلَا ضَعِيفٌ، وَتَبِعَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَشَيْخُنَا .

''علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ کلام رسول ﷺ نہیں، اس کی کوئی صحیح یا ضعیف سند دنیا میں موجود نہیں۔

(أحاديث القُصّاص، ص 69-70)

❁ علامہ زرکشی رحمہ اللہ اور ہمارے شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی یہی بات کی ہے۔''

(المَقاصد الحَسَنة، ص 327)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ .

''اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔''

(الدّرر المُنتثرة، ص 147)

سوال: برے نام کو تبدیل کرنا کیسا ہے؟

جواب: مسلمان بچے کا نام اچھا ہونا چاہیے، کئی نام عقیدہ وعمل کی نشاندہی کرتے ہیں، برے نام کو تبدیل کر کے اچھے نام رکھنا مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی صحابہ کے نام تبدیل کیے ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

قَدْ ثَبَتَ أَحَادِيثُ بِتَغْيِيرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَاءَ جَمَاعَةٍ كَثِيرِينَ مِنَ الصَّحَابَةِ .

”کئی احادیث میں ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کی ایک کثیر جماعت کے ناموں کو تبدیل کیا۔“

(شرح مسلم : 120/14)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ غَيَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَّةَ أَسْمَاءٍ .

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے کئی (صحابہ کے) ناموں کو تبدیل کیا۔“

(فتح الباري : 577/10)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيلَ : تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ .

”سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، ان پر خودستائی کا الزام رکھا گیا، تو نبی کریم ﷺ نے آپ کا نام زینب رکھ دیا۔“

(صحيح البخاري : 6192؛ صحيح مسلم :2141)

❁ سیدہ زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ اسْمِي بَرَّةَ، فَسَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ، قَالَتْ : وَدَخَلَتْ عَلَيْهِ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ، وَاسْمُهَا بَرَّةُ فَسَمَّاهَا زَيْنَبَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”میرا نام برہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے بدل کر زینب رکھ دیا۔ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس آئیں، ان کا نام بھی برہ تھا، تو آپ ﷺ نے ان کا نام بھی زینب رکھ دیا۔“

(صحیح مسلم : 2142)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ : خَرَجَ مِنْ عِنْدَ بَرَّةَ .

”سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا، رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کہا جائے: فلاں شخص برہ (نیکی) کے پاس سے نکلا ہے۔“

(صحیح مسلم : 2140)

❁ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ، وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ، فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : أَيْنَ الصَّبِيُّ فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ : قَلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ : مَا اسْمُهُ قَالَ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فُلَانٌ، قَالَ : وَلٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ .

''منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے، تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زانو پر بٹھایا، ابو اُسید رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے کسی چیز میں مشغول ہو گئے، سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے آپ کے زانوں سے بچہ اٹھا کر گھر بھیج دیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا، تو پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ سیدنا ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے، پوچھا: اس کا نام کیا رکھا ہے؟ جواب دیا: فلاں! فرمایا: یہ نہیں، بلکہ اس کا نام منذر ہے، الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن اس کا نام تبدیل فرما کر منذر رکھ دیا۔''

(صحيح البخاري :6191؛ صحيح مسلم : 2149)

❁ سعید بن مسیّب بن حزن رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:

إِنَّ اَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : مَا اسْمُكَ قَالَ : حَزْنٌ، قَالَ : اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ : لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ اَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ : فَمَا زَالَتِ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ .

''میرے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام پوچھا، تو عرض کیا: حزن (سختی)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ سہل ہیں، والد محترم کہنے لگے: میں اپنے والد کا رکھا نام بدل نہیں سکتا۔ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس وقت سے اب تک ہمارے گھر میں ہمیشہ تنگ دستی رہی۔''

(صحيح البخاري : 6190)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ : اَنْتِ جَمِيلَةُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاصیہ کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا: آپ جمیلہ ہیں۔''

(صحيح مسلم : 2139)

❁ سیدنا اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهٗ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِينَ اَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا اسْمُكَ؟ قَالَ : اَنَا اَصْرَمُ، قَالَ : بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قافلہ آیا، ان میں ایک اصرم نامی آدمی بھی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کا نام؟ کہنے لگے: اصرم، فرمایا: نہیں، آپ کا نام زرعہ ہے۔''

(سنن أبي داود : 4954؛ المُعجَم الكبير للطَّبَراني :1/196؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۴/۲۷۴) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

تنبیہ:

ہمارے ہاں کئی شرکیہ نام رائج ہو چکے ہیں، مثلاً عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ، عبد المسیح، عبد علی، عبد حسین اور عبد کعبہ وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے نام رکھنا بالا جماع حرام ہے۔ یہ تاویل کرنا کہ عبد بمعنی خادم ہے، درست نہیں، کیونکہ عبد کا متبادر الذہن معنی ''بندہ'' ہے، تو اس کو حقیقی معنی سے پھیرنے کے لیے قرینہ چاہیے، وہ یہاں موجود نہیں۔ عبدالنبی، عبدالرسول وغیرہ ناموں میں فوراً ذہن میں بندے کا مفہوم جاتا ہے۔ عبد بمعنی خادم وضاحت کے بغیر سمجھ نہیں آتا۔ لہٰذا عبد کی مخلوق کی طرف اضافت کرکے نام رکھنا جائز نہیں، کیونکہ یہ موہم شرک ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ﴾(الأعراف : ۱۹۰)

''جب انہیں (میاں بیوی کو) اللہ تعالیٰ صحیح سالم بیٹا عطا کرتا ہے، تو وہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔''

مشرکوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ غیر اللہ سے اولاد مانگتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ انہیں اولاد عطا فرما دیتا ہے، تو وہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں، کہ فلاں نے اولاد دی۔ اسی طرح بعض اوقات شرکیہ نام بھی رکھتے ہیں، جیسا کہ امام بخش، پیر بخش، پیراں دتا، نیاز حسین، نیاز علی، وغیرہ۔ اس آیت میں ان کے اس طرز عمل کا بیان ہے۔

ایسے شرکیہ ناموں کو تبدیل کرنا واجب ہے۔

یاد رہے کہ غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفیٰ، غلام علی، غلام حسن اور غلام حسین وغیرہ نام رکھنا جائز ہے، کیونکہ ان سے شرک کا شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ ہر شخص غلام کا معنی مطیع وفرمانبردار کے لیتا ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح ہوا؟

جواب: یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح کرنا ثابت نہیں۔ حدیث میں جو مذکور ہے کہ عائشہ! آپ یوسف علیہ السلام والی عورت زلیخا یا دوسری عورتوں کی طرح اصرار کر رہی ہو، تو اس سے زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی بیوی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ چونکہ زلیخا نامی عورت یا ان عورتوں، جنہوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، کا معاملہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہوا، اس وجہ سے انہیں ''صواحب یوسف'' کہا گیا۔ کسی نے اس سے یوسف علیہ السلام کی زوجہ یا زوجات کا ثبوت فراہم نہیں کیا۔ محض لفظوں کی جنگ لڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ قرآن وحدیث کو اسلاف امت کے علم وفہم کی بنیاد پر سمجھنا چاہیے، ورنہ ہر گمراہ اپنے مؤقف پر قرآن وحدیث سے اپنی دلیل کشید کرسکتا ہے۔

سوال: خرید وفروخت میں قسمیں اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: خرید وفروخت میں جھوٹی قسمیں اٹھانا حرام اور ناجائز ہے۔

❀ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ :فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ اَبُو ذَرٍّ : خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ .

”روز قیامت اللہ تین لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ اُن کا تزکیہ فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، سیدنا ابوذر نے عرض کیا: وہ تو ناکام ونامراد ہوگئے، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ازار (ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔“

(صحیح مسلم : 106)

خرید وفروخت یا دیگر معاملات میں بکثرت قسمیں کھانا بھی پسندیدہ نہیں، خواہ وہ سچی قسمیں ہوں۔

❁ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ﴾ (القلم : ١٠)

”ایسے شخص کے کہے میں نہ آجانا، جو بہت قسمیں اٹھانے والا ذلیل ہے۔“

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرة : ٢٢٤)

”اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ مت بناؤ، کہ (قسمیں اٹھا کر) تم نیکی کرتے ہو، پرہیزگاری اختیار کرتے ہو اور لوگوں میں صلح کرواتے ہو۔ اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يُنَفِّقُ، ثُمَّ يَمْحَقُ .

''خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے بچیں، اس سے مال تو بک جاتا ہے، مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔''

(صحیح مسلم : 1607)

سوال: فارسی میں قرآن کریم کی قرأت کا کیا حکم ہے؟

جواب:

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے صوت وحروف کے ساتھ عربی میں کلام کیا ہے۔ اس کے الفاظ اور معانی دونوں اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ بعض کا کہنا ہے کہ نماز میں قرآن کریم کی قرأت فارسی میں کی جاسکتی ہے، یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے منافی ہے۔ اس میں واضح الحاد ہے اور اسلام کا انہدام ہے۔ قرآن وحدیث اور اسلاف امت کی مخالفت ہے۔ یہ نظریہ جہمیہ، کلابیہ، اشاعرہ اور معتزلہ سے مستعار ہے۔ اسی نظریہ کی بنا پر بعض نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ابجد (۷۸٦) نکال لیے ہیں، جبکہ یہ صریح کفر ہے اور بدعت مکفرہ ہے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قرآن کریم کے الفاظ ومعانی پر پہرہ دے۔ کسی دوسری زبان میں قرآن متعارف کرانا، اس سے لازم آئے گا کہ کئی قرآن ہیں، جبکہ قرآن ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان علما کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنھوں نے اس نظریہ کو زندیقیت سے تعبیر کیا ہے اور اسے پاگلوں کا فعل قرار دیا ہے۔

❀ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (۱۸۹ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : إِنِ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَقَرَأَ بِهَا وَهُوَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَجْزَأَهُ .

”امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عربی جاننے کے باوجود اگر کوئی فارسی میں نماز شروع کرے اور فارسی میں ہی قرأت کرے، تو اسے کفایت کرے گا۔“

(الأصل :1/15)

❁ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنِ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ بِالْفَارِسِيَّةِ أَوْ قَرَأَ بِالْفَارِسِيَّةِ أَوْ ذَبَحَ وَسَمّٰى بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَجْزَأَهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى .

”عربی جاننے کے باوجود اگر کوئی فارسی میں نماز شروع کرے یا فارسی میں قرأت کرے، یا ذبح کرتے وقت فارسی میں اللہ کا نام لے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اُسے کفایت کرے گا۔“

(الهداية :1/48)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا رجوع:

❁ علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

يُرْوٰى رُجُوعُهُ فِي أَصْلِ الْمَسْأَلَةِ إِلٰى قَوْلِهِمَا .

”مروی ہے کہ اصل مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہما اللہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا۔“

(الهِداية :1/49)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا كَانَ الْأَمْرُ كَذٰلِكَ فَلَمْ يَكُنْ لِنَصْبِهِ الْخِلَافَ فَائِدَةٌ .

''اگر واقعی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے رجوع کر لیا تھا، تو صاحب ہدایہ کا یہاں اختلاف ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔''

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية : 527/2)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نماز میں قرآن کو فارسی زبان میں پڑھنا جائز سمجھتے تھے، اس بارے میں ان کا رجوع ثابت نہیں۔ اس رجوع کو بیان کرنے والا نوح بن ابی مریم ہے، جو باتفاقِ محدثین ''ضعیف''، ''متروک'' اور ''کذاب'' ہے۔

فارسی میں قرأت اور علمائے احناف:

❀ علامہ ابن مازہ حنفی رحمہ اللہ (۶۱۶ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّهُ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهُ بِالْقِرَاءَةِ بِالْفَارِسِيَّةِ إِنَّمَا الْخِلَافُ فِي الْجَوَازِ .

''علمائے احناف کا اجماع ہے کہ فارسی میں قرأت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اختلاف تو (اس عمل کے) جواز میں ہے۔''

(المُحيط البُرهاني :307/1)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعَاجِزَ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ بِالْفَارِسِيَّةِ جَازَ بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا .

''جو شخص عربی سے عاجز ہو، وہ اگر فارسی میں قرآن کی قرأت کرے، تو جائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے،اس میں ہمارے اصحاب کا کوئی اختلاف نہیں۔“

(شرح أبي داود : 14/4)

✿ علمائے احناف نے لکھا ہے:

لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ يُكْرَهُ لَهُمْ (الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ) مَسُّهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ، وَكَذَا عِنْدَهُمَا عَلَى الصَّحِيحِ .

”قرآن فارسی میں لکھا ہو،تو جنبی اور حائضہ کے لیے اس کا چھونا بھی امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہے،صحیح قول کے مطابق قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری:1/39،فتاوی قاضی خان:1/86)

✿ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ مَكْتُوبًا بِالْفَارِسِيَّةِ يَحْرُمُ عَلَى الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ مَسُّهُ بِالْإِجْمَاعِ وَهُوَ الصَّحِيحُ .

”قرآن فارسی میں لکھا ہو،تو جنبی اور حائضہ کے لیے اس کو چھونا امام ابوحنیفہ، قاضی ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہم اللہ کے نزدیک حرام ہے۔یہی صحیح مسئلہ ہے۔“

(البحر الرّائق :1/212)

امت مسلمہ عربی قرآن کے علاوہ کسی قرآن سے واقف نہیں۔اس کے باوجود یہ لوگ قرآنِ کریم کے متعلق گم راہ کن عقیدہ بنائے بیٹھے ہیں۔معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک قرآنِ کریم اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام نہیں، بلکہ مجازی ہے،یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کلام کیا ہے،وہ صوت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اورحروف پر مشتمل نہیں، نیز قرآن میں تغیر وتبدل ہوسکتا ہے۔(نعوذ باللہ!)۔

علمائے احناف کارد:

❁ علامہ ابوبکر، محمد بن فضل بخاری حنفی رحمہ اللہ (۳۸۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الْخِلَافُ فِيمَا إِذَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِهٖ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ، فَمَنْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ فَهُوَ زِنْدِيقٌ أَوْ مَجْنُونٌ، فَالْمَجْنُونُ يُدَاوٰى، وَالزِّنْدِيقُ يُقْتَلُ .

”(فارسی میں قرأت کے جواز اور عدم جواز کا) یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ جب (فارسی میں قرأت) زبان پر غیر ارادی طور پر جاری ہو جائے۔ لہٰذا اگر کوئی جان بوجھ کر ایسا کرے، تو وہ زندیق ہے یا مجنون ہے۔ پس مجنون کا علاج کروایا جائے اور زندیق کو قتل کر دیا جائے۔“

(التّنبيه على مُشكِلات الهِداية لابن أبي العز : 527/2، شرح التّلويح للتفتازاني : 54/1، البِناية شرح الهداية للعيني : 177/2)

❁ علامہ سجزی رحمہ اللہ (۴۴۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِجْمَاعُ حَاصِلٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ عَلٰى أَنَّ الصَّلَاةَ لَا تُجْزِي إِلَّا بِقِرَاءَةِ هٰذَا النَّظْمِ عَلٰى مَا هُوَ بِهٖ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ فَإِنَّهٗ قَالَ : تَجُوزُ الْقِرَاءَةُ بِالْفَارِسِيَّةِ .

”فقہا کا اجماع ہے کہ قرآن کی ترتیب ونظم کے ساتھ قرأت کے بغیر نماز جائز نہیں، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فارسی زبان میں قرأت جائز ہے۔“

(الرّدّ على من أنكر الحرف والصّوت، ص 237)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَا تُجْزِئُهُ الْقِرَاءَةُ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ، وَلَا إِبْدَالُ لَفْظِهَا بِلَفْظٍ عَرَبِيٍّ، سَوَاءٌ أَحْسَنَ قِرَاءَتَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ أَوْ لَمْ يُحْسِنْ، وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ، وَأَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ: يَجُوزُ ذٰلِكَ.

''عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں قرأت جائز نہیں، نہ قرآن کے الفاظ عربی میں تبدیل کرنا جائز ہے، خواہ وہ عربی میں اچھا طرح قرأت کرسکتا ہو، یا اچھی طرح قرأت نہ کرسکتا ہو، امام شافعی، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ نے یہی کہا ہے، مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے: غیر عربی میں قرأت کرنا جائز ہے۔''

(المُغني: 350/1)

✿ علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ الْقِرَاءَةُ مَعَ الْقُدْرَةِ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ، وَقَالُوا: لَوْ قَرَأَ بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ إِمَّا أَنْ يَكُونَ مَجْنُونًا فَيُدَاوٰى، أَوْ زِنْدِيقًا فَيُقْتَلَ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَكَلَّمَ بِهٖ بِهٰذِهِ اللُّغَةِ، وَالْإِعْجَازُ حَصَلَ بِنَظْمِهٖ وَمَعْنَاهُ.

''قدرت کے باوجود غیر عربی میں قرأت جائز نہیں، فقہا کہتے ہیں: اگر کسی نے بغیر عربی کے قرأت کی، وہ تو پاگل ہوگا، جس کا علاج کرایا جائے یا زندیق ہوگا، جسے قتل کر دیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اسی (عربی) زبان میں کلام کیا ہے۔ (قرآن کا) اعجاز اس کے نظم (الفاظ و ترتیب) اور معنی کے ساتھ حاصل ہوگا۔''

(شرح الطّحاوية لابن أبي العزّ، ص 187)

✿ علامہ محمد بن محمد کاکی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۹ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ تَعَمَّدَ قِرَاءَ ةَ الْقُرْآنَ أَوْ كِتَابَتَهٗ بِالْفَارِسِيَّةِ فَهُوَ مَجْنُونٌ أَوْ زِنْدِيقٌ وَالْمَجْنُونُ يُدَاوٰى وَالزِّنْدِيقُ يُقْتَلُ .

”جس نے جان بوجھ کر فارسی میں قرآن کی قرأت کی یا قرآن کو لکھا، وہ پاگل ہے یا زندیق ہے۔ پاگل کا علاج کرایا جائے اور زندیق کو قتل کر دیا جائے۔“

(روح المَعاني للآلوسي : 365/6)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے کہ ان کے نزدیک قرآن کو فارسی میں پڑھا یا لکھا جا سکتا ہے۔ دراصل اس جواز کی ایک بنیاد ہے، وہ یہ کہ احناف کے نزدیک قرآن کلام معنی ہے۔ مطلب کہ اللہ تعالیٰ نے صوف وحروف کے ساتھ کلام نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی کلام ہے، وہ معنوی ہے۔ گویا تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید ایک ہی معنوی کلام ہے، جس کے الفاظ من جانب اللہ نہیں ہیں۔ لہٰذا اگر قرآن کے معانی عربی کے علاوہ کسی بھی زبان میں ادا کر لیے جائیں، تو اسے قرآن کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے نماز میں فارسی میں قرأت جائز ہے۔

جبکہ اہل سنت والجماعت کا اتفاقی اور اجماعی عقیدہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معانی من جانب اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے صوت وحروف کے ساتھ کلام کیا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک قرآن وہی ہے، جو دوگتوں کے درمیان ہمارے پاس موجود ہے۔ اگر قرآن کے معانی کسی زبان میں ادا کر لیے جائیں، یا عربی میں ہی دوسرے الفاظ کے ساتھ ادا کر لیے جائیں، تو اسے قرآن نہیں کہا جا سکتا، بلکہ وہ ترجمہ یا تفسیر ہے۔

❀ سیدنا آدم علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

كَتَبَ لَكَ التَّوْرَاةَ بِيَدِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

”اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تورات کو اپنے ہاتھ سے لکھا۔“

(صحيح البخاري : 6614، صحيح مسلم : 2652، واللّفظ لهٗ)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاءِ .

”جب اللہ وحی کے ساتھ کلام کرتا ہے، تو آسمان والے (فرشتے) سنتے ہیں۔“

(التّوحيد لابن خزيمة :351/1، وسندهٗ صحيحٌ)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مؤقف پر اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے:

﴿وَإِنَّهٗ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ﴾ (الشّعراء : ١٩٦)

”پہلے نبیوں کی کتابوں میں قرآن کا تذکرہ موجود ہے۔“

کہتے ہیں: ﴿إِنَّهٗ﴾ کی ضمیر قرآن کریم کی طرف لوٹتی ہے، کہ قرآن گزشتہ کتابوں میں سے ہے۔ اگر قرآن کریم الفاظ اور معانی دونوں کا نام ہے، تو گزشتہ کتابوں میں سے کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ تو عربی میں نہیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن صرف معانی کا نام ہے، یہ معانی کسی بھی زبان میں ادا کر دیے جائیں۔

جواب: یہ توجیہ کئی وجوہ سے مخدوش ہے۔

❀ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَإِنَّهٗ﴾ أَيْ ذِكْرُ إِنْزَالِ الْقُرْآنِ، قَالَهٗ أَكْثَرُ الْمُفَسِّرِينَ .

”یعنی قرآن کے نزول کا ذکر۔ اکثر مفسرین کا یہی قول ہے۔“

(تفسير البغوي : 129/6)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ لَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ مَعْنَاهُ عَلَى الرُّسُلِ بِلُغَتِهِمْ، بَلِ الْمُرَادُ مِنْ كَوْنِهِ فِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ذِكْرُهُ وَالْإِخْبَارُ عَنْهُ، وَإِلَّا فَالْقُرْآنُ لَمْ يَنْزِلْ إِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ، مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَمْ يَنْزِلْ عَلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الرُّسُلِ، وَلَيْسَتِ التَّوْرَاةُ هِيَ الْإِنْجِيلَ، وَلَا الْإِنْجِيلُ التَّوْرَاةَ، بَلْ كُلٌّ مِّنْهُمَا غَيْرُ الْآخَرِ وَغَيْرُ الْقُرْآنِ أَيْضًا .

''اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ قرآن کریم کا معنی (پہلے) رسولوں پر ان کی زبان میں نازل ہوا، بلکہ قرآن کا پہلی کتابوں میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا تذکرہ پہلی کتب میں موجود تھا اور اس کے متعلق خبر دی گئی تھی۔ ورنہ تو قرآن کریم ایک ہی مرتبہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا، آپ کے علاوہ کسی رسول پر نازل نہیں ہوا۔ تورات انجیل نہیں اور نہ انجیل تورات ہے، بلکہ دونوں ایک دوسرے سے الگ کتابیں ہیں، اسی طرح قرآن سے بھی الگ ہیں۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 527/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''جس نے یہ کہا کہ کلام اللہ معنی واحد ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے، اس سے سنا نہیں گیا۔ اگر اُسے عربی میں ڈھالا جائے، تو وہ قرآن ہے اور اگر سریانی زبان میں ڈھالا جائے، تو وہ انجیل ہے۔ تو یہ بات بہت اشکال والی ہے، کیونکہ جب یقینی طور پر سورت تبت (لہب) سورت اخلاص کا غیر ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورت بقرہ، سورت فیل کا غیر ہے، تو قرآن کریم کیسے تورات اور انجیل کا غیر نہیں؟ قرآن کا پہلے انبیا کی کتابوں میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ قرآن کا ذکر اور اس کے متعلق خبر پہلے انبیا کی کتابوں میں موجود ہے، اس پر دلیل لفظ زُبُر ہے، کیونکہ یہ زبور بمعنی مزبور کی جمع ہے، اس کا معنی ہے: لکھا ہوا۔ لہٰذا قرآن کا وجود ان کی کتابوں میں لکھا ہوا تھا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ ، کہ جن پر قرآن نازل ہونا تھا، کا وجود ان کی کتابوں میں موجود تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے: ﴿يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ﴾ ''وہ نبی کریم ﷺ (کے ذکر) کو تورات اور انجیل میں اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں۔'' پس آیت سے مراد یہ ہے کہ قرآن کے متعلق خبر کا ذکر پہلی کتابوں میں موجود ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ (کا ذکر) ان کے پاس موجود تورات اور انجیل میں مندرج ہے۔ شبہ اس لیے پیدا ہوا کہ قرآن کے لفظ سے کبھی قرآن لکھنا مراد ہوتا ہے اور کبھی قرآن کا نام لکھنا۔ اس کے برعکس رسول کے لکھے جانے سے مراد ان کا نام ہی ہوتا ہے۔ جبکہ تورات میں بدر و اُحد کا واقعہ موجود نہیں، نہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ پھیرنے کا حکم اور بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا نسخ وغیرہ موجود ہے۔

جس نے یہ کہا کہ قرآن فقط کلامِ معنی کا نام ہے اور اس کا نظم (الفاظ اور ترتیب) مخلوق ہیں۔ اس کی یہ بات معتزلہ کے مشابہ ہے، جو خلق قرآن کے قائل ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معانی دونوں کلام اللہ ہیں، جیسا کہ شیخ حافظ الدین نسفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) نے ''المنار'' میں اور دیگر مشائخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ذکر کیا ہے۔ جب یہ معلوم ہو چکا کہ قرآن عربی نظم (الفاظ وترتیب) کا نام ہے اور ہمیں نماز میں قرآن کریم کی قرأت کا حکم دیا گیا، تو جس نے عربی کے علاوہ کسی زبان میں قرأت کی، وہ قرآن کی قرأت کرنے والا شمار نہ ہوگا۔ بلکہ اس نے ایسا کلام کیا، جو نماز کے منافی ہے، لہٰذا اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ چاہے وہ عربی سے واقف ہو یا نہ ہو، اگر چہ وہ قرآن نہ جانتا ہو اور قرآن (کے معانی) کی تعبیر فارسی زبان میں کرنا جانتا ہو اور اسے زبانی یاد ہو (تو بھی جائز نہیں)۔ یہ اُمی (اَن پڑھ) ہے، اس پر قرآن سیکھنا واجب ہے۔"

(التّنبیه علی مُشكِلات الهِداية : 2/528-530)

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ قَرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ أَوْ شَيْئًا مِنْهَا، أَوْ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فِي صَلَاتِهٖ مُتَرْجَمًا بِغَيْرِ الْعَرَبِيَّةِ، أَوْ بِأَلْفَاظٍ عَرَبِيَّةٍ غَيْرِ الْأَلْفَاظِ الَّتِي أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، عَامِدًا لِذٰلِكَ، أَوْ قَدَّمَ كَلِمَةً أَوْ أَخَّرَهَا عَامِدًا لِذٰلِكَ، بَطَلَتْ صَلَاتُهٗ، وَهُوَ فَاسِقٌ؛ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ : ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾(يوسف : ٢)، وَغَيْرُ الْعَرَبِيِّ لَيْسَ عَرَبِيًّا، فَلَيْسَ قُرْآنًا، وَإِحَالَةُ رُتْبَةِ الْقُرْآنِ تَحْرِيفُ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَقَدْ ذَمَّ اللّٰهُ تَعَالٰى قَوْمًا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَقَالَ : ﴿يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهٖ﴾(النّساء : ٤٦) وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : تُجْزِيهِ صَلَاتُهٗ، وَاحْتَجَّ لَهٗ مَنْ قَلَّدَهٗ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿وَإِنَّهٗ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ﴾

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الشُّعرآء : ١٩٦) قَالَ عَلِيٌّ : لَا حُجَّةَ لَهُمْ فِي هٰذَا؛ لِأَنَّ الْقُرْآنَ الْمُنَزَّلَ عَلَيْنَا عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْزِلْ عَلَى الْأَوَّلِينَ، وَإِنَّمَا فِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ذِكْرُهُ وَالْإِقْرَارُ بِهٖ فَقَطْ؛ وَلَوْ أُنْزِلَ عَلٰى غَيْرِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَا كَانَ آيَةً لَهُ، وَلَا فَضِيلَةً لَهُ، وَهٰذَا لَا يَقُولُهُ مُسْلِمٌ، وَمَنْ كَانَ لَا يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ فَلْيَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى بِلُغَتِهٖ؛ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾(البقرة : ٢٨٦) وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَقْرَأَ أُمَّ الْقُرْآنِ وَلَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ مُتَرْجَمًا عَلٰى أَنَّهُ الَّذِي افْتَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يَقْرَأَهُ؛ لِأَنَّهُ غَيْرُ الَّذِي افْتَرَضَ عَلَيْهِ كَمَا ذَكَرْنَا؛ فَيَكُونُ مُفْتَرِيًا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى .

’’جس نے نماز میں جان بوجھ کر سورت فاتحہ یا اس کے کچھ حصہ کا یا قرآن کے کسی بھی حصہ کا عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ پڑھا یا پڑھا تو عربی میں ہی، مگر ان الفاظ کے علاوہ، جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیے، یا جان بوجھ کر کسی لفظ کو آگے یا پیچھے کیا، تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور وہ فاسق (کبیرہ گناہ کا مرتکب) ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُرْآنًا عَرَبِيًّا﴾ ’’ہم نے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا۔‘‘ غیر عربی کو عربی نہیں کہا جاتا، لہٰذا وہ قرآن بھی نہیں۔ قرآن کی ترتیب کو بدلنا کلام اللہ کی تحریف ہے۔ جن لوگوں نے تحریف کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿يُحَرِّفُونَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ﴾ ''وہ الفاظ کو ان کی اصل جگہ سے پھیر دیتے ہیں۔''
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی نماز جائز ہے۔ان کے مقلدین نے ان کی دلیل میں یہ فرمان باری تعالیٰ پیش کیا ہے: ﴿وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ﴾ ''قرآن کا ذکر پہلے نبیوں کی کتابوں میں موجود ہے۔'' علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت میں احناف کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ جو قرآن ہم پر ہمارے نبی کی زبان (عربی) میں نازل ہوا، وہ پہلے انبیا پر نازل نہیں ہوا، بلکہ پہلے انبیا کی کتابوں میں صرف اس کا ذکر اور اقرار موجود تھا۔اگر قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی پر بھی نازل ہوا ہوتا، تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معجزہ اور فضیلت نہ ہوتا۔جبکہ یہ بات کوئی مسلمان نہیں کرتا۔(درست بات یہ ہے کہ) جو شخص عربی کی ادائیگی نہیں کرسکتا، وہ اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ ''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلّف نہیں ٹھہراتا۔'' اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ (نماز میں) فرضیت کو ادا کرنے کے لیے سورت فاتحہ یا قرآن کے کسی حصہ کا ترجمہ پڑھے، کیونکہ یہ وہ قرأت نہیں ہے، جو اس پر فرض ہے۔جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے۔اس طرح وہ اللہ تعالیٰ پر افترا باندھنے والا ہو جائے گا۔''

(المحلّٰی بالآثار: 285/2، مسألة: 367)

❀ علامہ فخر رازی رحمہ اللہ (٦٠٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ دِيَارِ الْإِسْلَامِ مُطْبِقُونَ بِالْكُلِّيَّةِ عَلٰى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي

www.KitaboSunnat.com

الصَّلَاةِ كَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَمَنْ عَدَلَ عَنْ هٰذَا الطَّرِيقِ دَخَلَ تَحْتَ قَوْلِهِ تَعَالٰى : ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ .

”تمام علاقوں کے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ نماز میں قرآن کی قرأت اسی طرح کی جائے گی، جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل کیا۔ جو اس طریقہ سے ہٹ گیا، وہ اس فرمانِ الٰہی میں داخل ہو جائے گا: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ”جس نے مومنوں کے علاوہ کسی اور کے راستے کی پیروی کی۔“

(تفسير الرّازي :184/1)

تنبیہ:

رُوِيَ أَنَّ الْفُرْسَ كَتَبُوا إِلٰى سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمُ الْفَاتِحَةَ بِالْفَارِسِيَّةِ فَكَانُوا يَقْرَؤُونَ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ حَتّٰى لَانَتْ أَلْسِنَتُهُمْ لِلْعَرَبِيَّةِ .

”روایت ہے کہ اہل فارس نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ انہیں فارسی زبان میں سورت فاتحہ لکھ دیں۔ اہل فارس اسے نماز میں پڑھتے رہے، یہاں تک کہ ان کی زبانیں عربی سے مانوس ہو گئیں۔“

(المَبسوط للسّرخسي :37/1، المُحيط لابن مازه :307/1، روح المَعاني : 365/6)

یہ جھوٹی روایت ہے۔

نوٹ:

قرآن کی قرأت کے علاوہ بھی علمائے احناف نے کئی مسائل امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طرف منسوب کر رکھے ہیں کہ ان کی ادائیگی عربی کے علاوہ فارسی وغیرہ میں جائز ہے، مثلاً فارسی میں اذان، تکبیر تحریمہ، خطبہ، کلمہ شہادت، ذبح کے وقت تکبیر اور تلبیہ کہنا۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ اگر کوئی شخص سجدہ والی آیت کو فارسی میں تلاوت کرے، تو تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر سجدہ کرنا ضروری ہے۔

یہ مسائل سراسر قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔ ان سے الحاد کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اسلام کا شدید نقصان ہے۔

❀ علامہ سمرقندی حنفی رحمہ اللہ (۳۷۳ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَذَّنَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ أَوْ خَطَبَ أَوْ تَشَهَّدَ أَجْزَأَهُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ .

”اگر کوئی شخص عربی جاننے کے باوجود فارسی میں اذان کہے، یا خطبہ دے، یا کلمہ شہادت پڑھے، تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مطابق اُسے کافی ہوگا۔“

(عُیُون المَسائل، ص 26)

❀ نیز فرماتے ہیں:

لَوْ تَلَا سَجْدَةً بِالْفَارِسِيَّةِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْجُدَهَا وَعَلٰى مَنْ سَمِعَهَا وَفَهِمَهَا .

”جس نے سجدے والی آیت کی فارسی زبان میں تلاوت کی، تو پڑھنے والے، سننے والے اور سمجھنے والے پر سجدہ کرنا لازم ہے۔“

(عُیُون المَسائل، ص 26)

❀ علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی رحمہ اللہ (۷۱۰ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَوْ شَرَعَ بِالتَّسْبِيحِ أَوْ بِالتَّهْلِيلِ أَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ صَحَّ .

”اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا سبحان اللہ، لا الہ الا اللہ یا فارسی (میں تکبیر کہنے) سے کرتا ہے، تو تکبیر تحریمہ صحیح ہے۔“

(كنز الدّقائق، ص 162، الدّر المختار للحَصكفي، ص 159)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

لَوْ كَبَّرَ بِالْفَارِسِيَّةِ جَازَ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ مُطْلَقًا .

”اگر کوئی شخص فارسی میں تکبیر کہے، تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلق طور پر جائز ہے۔“

(منحة السّلوك، ص 123)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

...... ذَبَحَ وَسَمَّى بِهَا أَيْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَهُوَ جَائِزٌ بِالِاتِّفَاقِ؛ لِأَنَّ الشَّرْطَ فِيهِ الذِّكْرُ وَهُوَ حَاصِلٌ بِأَيِّ لُغَةٍ كَانَ .

”......جس نے جانور ذبح کیا اور فارسی میں اللہ کا نام لیا، تو احناف کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے، کیونکہ ذبح میں اللہ کا نام لینا شرط ہے، وہ کسی بھی زبان میں ادا کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔“

(تبيين الحَقائق : 3/137)

❀ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

نُقِلَ فِي الدُّرِّ عَنِ التَّتَارْخَانِيَّةِ أَنَّ الشُّرُوعَ بِالْفَارِسِيَّةِ كَالتَّلْبِيَّةِ يَجُوزُ مُطْلَقًا إِتِّفَاقًا .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”درمختار میں تتارخانیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ نماز کی ابتدا (میں تکبیر تحریمہ کی ادائیگی) فارسی زبان سے کرنا، تلبیہ کی طرح ہے، (یعنی) احناف کے نزدیک بالاتفاق مطلق طور پر جائز ہے۔“

(حاشية الطّحطاوي، ص 223)

سوال: کیا اپنی اولاد کو تحفہ دیتے ہوئے ان میں برابری کرنا ضروری ہے؟

جواب: اولاد کو تحفہ میں برابر حق دینا ضروری ہے۔ اولاد میں عدل واجب ہے۔

❁ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

”میری والدہ نے میرے والد سے مطالبہ کیا کہ مجھے اپنے مال سے کوئی چیز ہبہ کریں۔ (پہلے تو انہوں نے انکار کیا) بعد میں راضی ہو گئے اور مجھے وہ چیز ہبہ کر دی۔ والدہ نے کہا: جب تک آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ میں گواہ نہیں بنا لیتے، میں راضی نہیں ہوں گی۔ چنانچہ میرے والد میرا ہاتھ پکڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں ابھی نوعمر تھا۔ میرے والد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اس لڑکے کی والدہ (عمرہ) بنتِ رواحہ کہتی ہیں کہ میں اس لڑکے کو ایک چیز ہبہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اس کے علاوہ بھی تمہاری کوئی اولاد ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یوں ارشاد فرمایا: مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ۔“

(صحيح البخاري: 2585، صحيح مسلم: 1623)

❁ صحیح مسلم (1623) میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَارِبُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ .

”اپنی اولاد کے مابین برابر تقسیم کرو۔“

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُّسَوِّيَ بَيْنَ أَوْلَادِهِ فِي الْهِبَةِ، وَيَهِبُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِّثْلَ الْآخَرِ وَلَا يُفَضِّلُ، وَيُسَوِّي بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى .

”اس حدیث میں مذکور ہے کہ ہبہ میں ساری اولاد کو برابر رکھا جائے، ہر ایک کو دوسرے کے مقابلے میں برابر کا ہبہ کیا جائے اور کسی کو زیادہ حصہ نہ دے، نیز اس میں مذکر و مؤنث کو برابر حصہ دیا جائے۔“

(شرح صحيح مسلم : 6/6)

✿ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، اعْدِلُوا بَيْنَ أَبْنَائِكُمْ .

”اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو، اپنے بیٹوں کے مابین انصاف کرو۔“

(مسند الإمام أحمد : 275/4، سنن أبي داوٗد :3544، سنن النسائي : 262/6، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابوعوانہ رحمہ اللہ (5694) نے ”صحیح“ کہا ہے۔

✿✿✿✿✿✿✿

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ نام ''محمد'' ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ .

''اللہ کے ہاں پسندیدہ ترین نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔''

(صحيح مسلم : 2132)

تنبیہ:

محمد نام نہ رکھنے کی مذمت میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهٗ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ .

''جس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، تو وہ جاہل ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 11/71، ح : 11077)

روایت باطل ہے۔

① ابوخیثمہ مصعب بن سعید ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

② لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”غیر محفوظ“ قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 236/7)

❀ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهٗ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ لَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ .

”جس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، تو وہ جاہل ہے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 94/22، ح : 227)

روایت من گھڑت ہے۔

① عمر بن موسیٰ بن وجیہ وجیہی ”متروک ووضاع“ ہے۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ فِي عِدَادِ مَنْ يَضَعُ الْحَدِيثَ مَتَنًا وَّإِسْنَادًا .

”یہ سند اور متن گھڑنے والے راویوں میں سے ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال : 23/6)

② عثمان بن عبد الرحمٰن بن مسلم حرانی ”مدلس“ ہے، یہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا تھا، سماع کی تصریح نہیں کی۔ اس نے منکر روایات بھی بیان کی ہیں۔

③ قاسم بن عبد الرحمٰن شامی کا سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَرْوِي عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْمُعْضَلَاتِ .

”یہ ان میں سے ہے، جنہوں نے اصحاب رسول ﷺ سے **معضل** (جس میں کم سے کم دو راوی گرے ہوئے ہوں) روایات بیان کی ہیں۔“

(كتاب المَجروحين : 212/2)

❁ **سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَهُوَ مِنَ الْجَفَاءِ، وَإِذَا سَمَّيْتُمُوهُ مُحَمَّدًا فَلَا تَسُبُّوهُ، وَلَا تَجْبَهُوهُ، وَلَا تُعْنِتُوهُ، وَلَا تَضْرِبُوهُ وَشَرِّفُوهُ وَعَظِّمُوهُ وَأَكْرِمُوهُ وَبَرُّوا قَسَمَهُ .

”جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام ”محمد“ نہ رکھے، تو یہ (نبی کریم ﷺ سے) بے وفائی ہے۔ جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو، تو اسے گالی مت دو، نہ اسے رسوا کرو، نہ اس پر سختی کرو، نہ اسے مارو، بلکہ اس کے ساتھ شرف وعظمت والا معاملہ کرو، اس کی تکریم کرو اور اس کو قسم میں سچا جانو۔“

(الكامل لابن عدي : 437/3)

جھوٹی روایت ہے۔

① خالد بن یزید عمری ”متروک ووضاع“ ہے۔

② قطن بن ابراہیم ضعیف ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”منکر“ کہا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 437/3)

❁ **نضر بن شفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَنْ وُلِدَ لَهٗ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَهِلَ .

''جس کے ہاں تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے، تو وہ جاہل ہے۔''

(مسند الحارث [بغية الباعث]: 802)

سند ضعیف و معضل ہے۔

① اسماعیل بن ابی اسماعیل ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

② نضر بن شفی مجہول ہے۔

③ نضر بن شفی نیچے والے طبقہ کا راوی ہے، یہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے کیسے بیان کرسکتا ہے؟ لہٰذا سند معضل و مرسل ہے۔

❀ عنترہ بن عبدالرحمٰن شیبانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وُلِدَ لَهٗ ثَلَاثَةٌ فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ بِاسْمِي، فَقَدْ جَفَانِي .

''جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام میرے نام پر نہ رکھے، تو اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی۔''

(فضائل التسمية بأحمد ومحمد لحسين بن أحمد الصّيرفي : 23)

جھوٹی مرسل روایت ہے۔

① عبدالملک بن ہارون بن عنترہ ''متروک و کذاب'' ہے۔

② عنترہ بن عبدالرحمٰن شیبانی تابعی ہے، جو براہ راست نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں۔

③ ابراہیم بن زکریا اگر ابو اسحاق واسطی ہے، تو سخت ضعیف ہے، اگر کوئی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، تو مجہول و غیر معروف ہے۔

نیچے سند بھی غیر معروف راویوں پر مشتمل ہے۔

محمد نام کی فضیلت اور فوائد و برکات کے متعلق جتنی بھی احادیث وارد ہوئی ہیں، وہ ساری کی ساری جھوٹی ہیں۔

✿ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ فِي هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ، لَيْسَ فِيهَا مَا يَصِحُّ .

”اس باب میں بیان کی جانے والی کوئی روایت صحیح نہیں۔“

(الموضوعات: 158/1)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذِهٖ أَحَادِيْثُ مَكْذُوْبَةٌ .

”یہ ساری روایتیں جھوٹی ہیں۔“

(میزان الاعتدال: 129/1)

✿ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فِي ذٰلِكَ جُزْءٌ، كُلُّهٗ كَذِبٌ .

”اس بارے میں پورا ایک کتابچہ ہے جو کہ سارا جھوٹ کا پلندہ ہے۔“

(المَنار المُنیف، ص 52)

✿ علامہ ابو الطاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ فِيهِ شَيْءٌ .

”اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(رِسالة في بَيان ما لم يثبت فيه حديث من الأبواب، ص 9)

❁ علامہ حلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ: وَلَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ، وَكُلُّ مَا وَرَدَ فِيْهِ؛ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ.

''بعض علما کا کہنا ہے کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں،اس بارے میں بیان کی جانے والی ساری روایات من گھڑت ہیں۔''

(السّيرة الحَلبيّة :121/1)

❁ علامہ زرقانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ذَكَرَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ أَنَّهٗ لَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ.

''بعض حفاظ کا کہنا ہے کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔''

(شرح الزُّرقاني على المَواهب اللّدنّيّة : 307/7)

❁ علامہ ابن عراق کنانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ الْأُبِّيُّ: لَمْ يَصِحَّ فِي فَضْلِ التَّسْمِيَةِ بِمُحَمَّدٍ حَدِيْثٌ، بَلْ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو الْعَبَّاسِ تَقِيُّ الدِّيْنِ الْحِرَّانِيُّ: كُلُّ مَا وَرَدَ فِيْهِ؛ فَهُوَ مَوْضُوْعٌ.

''علامہ اُبِّي رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ محمد نام کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں، بلکہ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بقول اس بارے میں بیان کی جانے والی ساری کی ساری روایات من گھڑت ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تنزیه الشّریعة :174/1)

سوال: روافض کے فرقہ ''امامیہ'' کا صحابہ کرام کے متعلق کیا نظریہ ہے؟

جواب: امامیہ شیعہ صحابہ کرام کو کافر اور فاسق قرار دیتے ہیں، بلکہ وہ اس بارے میں متفق ہیں، اس لیے اہل سنت والجماعت نے فرقہ امامیہ کو بالاتفاق کافر اور مرتد قرار دیا ہے، کیونکہ وہ صحابہ کی مدح وثنا پر مبنی بے شمار قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کے منکر ہوئے ہیں۔

❀ ابو منصور عبد القاہر بن طاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِمَامِيَّةُ الَّذِينَ أَكْفَرُوا أَخْيَارَ الصَّحَابَةِ ...... فَإِنَّا نُكَفِّرُهُمْ كَمَا يُكَفِّرُونَ أَهْلَ السُّنَّةِ وَلَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِم عِنْدَنَا وَلَا الصَّلَاةُ خَلْفَهُمْ.

''امامیہ شیعہ کبار صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں۔......وہ اہل سنت کی تکفیر کرتے ہیں، ہم بھی ان کی تکفیر کرتے ہیں، ہمارے نزدیک نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔''

(الفرق بین الفِرَق، ص 350)

❀ نیز فرماتے ہیں:

قَالُوا بِتَكْفِيرِ كُلِّ مَنْ أَكْفَرَ وَاحِدًا مِنَ الْعَشْرَةِ الَّذِينَ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَقَالُوا بِمُوَالَاةِ جَمِيعِ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَكْفَرُوا مَنْ أَكْفَرَهُنَّ أَوْ أَكْفَرَ بَعْضَهُنَّ.

''اہل علم نے عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر کرنے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والے کی تکفیر کی ہے۔ سب ازواج مطہرات سے محبت و احترام کا حکم دیا ہے اور تمام امہات المؤمنین یا کسی ایک کی تکفیر کرنے والے کی تکفیر کی ہے۔''

(الفَرق بين الفِرَق، ص 353)

❁ علامہ ابومظفر طاہر بن محمد اسفرائینی رحمہ اللہ (۴۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ الزَّيْدِيَةَ وَالْإِمَامِيَّةَ مِنْهُمْ مَنْ يَّكْفُرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَالْعَدَاوَةُ بَيْنَهُمْ قَائِمَةٌ دَائِمَةٌ وَالْكَيْسَانِيَةُ يَعْدُوْنَ فِي الْإِمَامِيَّةِ وَاعْلَمْ أَنَّ جَمِيْعَ مَنْ ذَكَرْنَاهُمْ مِنْ فِرَقِ الْإِمَامِيَّةِ مُتَّفِقُوْنَ عَلٰى تَكْفِيْرِ الصَّحَابَةِ وَيَدَّعُوْنَ أَنَّ الْقُرْآنَ قَدْ غُيِّرَ عَمَّا كَانَ وَوَقَعَ فِيْهِ الزِّيَادَةُ وَالنُّقْصَانُ مِنْ قِبَلِ الصَّحَابَةِ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ قَدْ كَانَ فِيْهِ النَّصُّ عَلٰى إِمَامَةِ عَلِيٍّ فَأَسْقَطَهُ الصَّحَابَةُ عَنْهُ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الْقُرْآنِ الْآنَ وَلَا عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الْأَخْبَارِ الْمَرْوِيَةِ عَنِ الْمُصْطَفٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعَمُوْنَ أَنَّهٗ لَا اعْتِمَادَ عَلَى الشَّرِيعَةِ الَّتِي فِي أَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ وَيَنْتَظِرُوْنَ إِمَامًا يَسَمُّوْنَهُ الْمَهْدِيَّ يَخْرُجُ وَيُعَلِّمُهُمُ الشَّرِيْعَةَ وَلَيْسُوْا فِي الْحَالِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ وَلَيْسَ مَقْصُوْدُهُمْ مِنْ هٰذَا الْكَلَامِ تَحْقِيْقَ الْكَلَامِ فِي الْإِمَامَةِ وَلٰكِنْ مَقْصُوْدُهُمْ إِسْقَاطُ كُلْفَةِ تَكْلِيْفِ الشَّرِيْعَةِ عَنْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَوَسَّعُوْا فِي اسْتِحْلَالِ الْمُحْرَمَاتِ الشَّرْعِيَّةِ وَيَعْتَذِرُوْا عِنْدَ الْعَوَامِ بِمَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعُدُّوْنَهٗ مِنْ تَحْرِيْفِ الشَّرِيْعَةِ وَتَغْيِيْرِ الْقُرْآنِ مِنْ عِنْدِ الصَّحَابَةِ وَلَا مَزِيْدَ عَلٰى هٰذَا النَّوْعُ مِنَ الْكفْرِ إِذْ لَا بَقَاءَ فِيْهِ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ الدِّيْنِ .

''زیدیہ اورامامیہ ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ صادر کرتے ہیں، ان کی دشمنی قائم و دائم ہے، کیسانیہ امامیہ پر حملہ آور ہوتے ہیں، جان لیجئے! امامیہ کے جتنے بھی فرقوں کا ہم نے تذکرہ کیا، تکفیر صحابہ پر سب کا اتفاق ہے، قرآن مجید میں تغیر و تبدل کا دعویٰ کرتے ہیں، کہتے ہیں صحابہ نے اس میں کمی و بیشی وتحریف کی ہے، جن نصوص میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی امامت کا ذکر تھا، انہیں حذف کر دیا، ان کے خیال میں قرآن، احادیث نبویہ اور موجودہ شریعت پر اعتماد درست نہیں، وہ مہدی کے منتظر ہیں، جو خروج کے بعد انہیں شریعت سکھائیں گے، فی الحال وہ دین کے کسی جزء پر کاربند نہیں ہیں، اس سے ان کی غرض مسئلہ امامت کی تحقیق ہرگز نہیں، بلکہ صرف شرعی پابندیوں سے آزادی ہے، انہوں نے شرعی محرمات کافی حد تک حلال سمجھ رکھی ہیں اور عوام (کی آنکھوں میں دھول ڈالتے ہوئے ان) کے سامنے شریعت وقرآن کے محرف ہونے کا بہانہ بناتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر کیا ہوسکتا ہے؟ اس لیے دین اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔''

(التّبصير في الدين وتمييز الفرقة النّاجية عن الفرق الهالكين، ص 24-25)

❁ علامہ ابوسعد سمعانی رحمہ اللہ (۵۶۲) فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْإِمَامِيَّةُ عَلٰى تَضْلِيْلِ الصَّحَابَةِ حَيْثُ جَعَلُوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْإِمَامَةَ لِغَيْرِ عَلِيٍّ .

”امامیہ صحابہ کو گمراہ سمجھنے پر متفق ہیں کہ جنھوں نے امامت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے کے سپرد کر دی۔“

(الأنساب : 365/6)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِجْتَمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی تَكْفِيرِ الْإِمَامِيَّةِ لِأَنَّهُمْ يَعْتَقِدُوْنَ تَضْلِيْلَ الصَّحَابَةِ وَيُنْكِرُوْنَ إِجْمَاعَهُمْ وَيُنْسِبُوْنَهُمْ إِلٰی مَا يَلِيْقُ بِهِمْ، وَأَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی أَنَّ الزَّيْدِيَةَ مُبْتَدِعَةٌ .

اُمت مسلمہ فرقہ امامیہ کی تکفیر پر متفق ہے، جنھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق گمراہی کا عقیدہ رکھا، ان کے اجماع کا انکار کیا اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کر ڈالیں، جو ان کی شایانِ شان نہیں تھیں، جمہور اہل علم فرقہ زیدیہ کو بدعتی کہتے ہیں۔“

(الأنساب : 365/6)

سوال: شکاری کتے کی خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: کتے کی خرید و فروخت منع ہے، شکاری کتے کی استثنا ثابت نہیں۔ اس بارے میں مروی ساری کی ساری روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں:

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ، وَالْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ سے بلے اور کتے کی کمائی سے منع کیا، سوائے شکاری کتے کے۔“

(سنن النسائي : 4668)

سند ضعیف ہے، ابوالزبیر مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اسے ”منکر“ کہا ہے۔ نیز فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ .

”یہ ثابت نہیں ہے۔“

(سنن النسائي، تحت الحديث : 4295)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ إِسْنَادُهُ .

”اس کی سند ثابت نہیں ہے۔“

(سنن الترمذي، تحت الحديث :1281)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَبَرٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ لَا أَصْلَ لَهُ وَلَا يَجُوزُ ثَمَنُ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ وَلَا غَيْرِهٖ .

”ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، کسی سکھائے ہوئے یا غیر سکھائے ہوئے کتے کی کمائی جائز نہیں۔“

(كتاب المجروحين :237/1)

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، إِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے کتے کی کمائی سے منع کیا، البتہ شکاری کتے کی کمائی کو جائز قرار دیا ہے۔“

(سنن الترمذي: 1281)

سند سخت ضعیف ہے۔ ابومہزم یزید بن سنان ضعیف و متروک ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ .

”یہ حدیث اس سند سے ثابت نہیں ہے۔“

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَصِحُّ .

”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(زاد المَعاد: 683/5)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ .

”رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے کی کمائی کی رخصت دی ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرّجال لابن عدي: 320/1)

جھوٹ ہے۔

① احمد بن عبداللہ کندی ضعیف و منکر الحدیث ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”باطل“ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

حَدَّثَ بِأَحَادِيثَ مَنَاكِيرَ لِأَبِي حَنِيفَةَ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اس نے ابوحنیفہ کی منکر احادیث بیان کی ہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرّجال: 320/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ الْحَقِّ : هٰذَا الْحَدِيثُ بَاطِلٌ .

''عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے۔''

(ميزان الاعتدال: 110/1)

② محمد بن حسن شیبانی ''کذاب'' ہے۔

③ نعمان بن ثابت باتفاق محدثین ''ضعیف'' ہے۔

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَمَنُ الْكَلْبِ سُحْتٌ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ .

''کتے کی کمائی حرام ہے، سوائے شکاری کتے کے۔''

(المُحلّى لابن حزم: 494/7، زاد المَعاد لابن القيم: 682/5)

سند ضعیف ہے۔ مثنی بن صباح جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف اور مختلط ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

إِنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَضٰى فِي كَلْبٍ بِأَرْبَعِينَ دِرْهَمًا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کا فیصلہ چالیس درہم میں کیا۔''

(البناية شرح الهداية للعيني: 380/8)

جھوٹ ہے۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ غَيْرُ ثَابِتَةٍ وَّإِنَّمَا ذَكَرَهَا الْأَصْحَابُ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ بِغَيْرِ إِسْنَادٍ .

''یہ غیر ثابت الفاظ ہیں، ہمارے اصحاب نے ان الفاظ کو کتب فقہ میں بغیر کسی سند کے ذکر کیا ہے۔''

(التنبيه على مشكلات الهداية : 441/4)

❁ (ا) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ قَضٰى فِي كَلْبِ الصَّيْدِ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا .

''آپ رضی اللہ عنہ نے شکاری کتے کا فیصلہ چالیس درہم میں کیا۔''

(سنن الدّارقطني : 4598)

سند ضعیف ہے، اسماعیل بن جستاس مجہول الحال ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۴/ ۱۷) میں ذکر کیا ہے، حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(مَعرفة السّنن والآثار : 175/8)

امام عقیلی رحمہ اللہ نے اسے ''کتاب الضعفاء'' میں ذکر کیا ہے۔

(الضّعفاء :81/1)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ .

''اس حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(التاريخ الكبير :349/1)

(ب) اس کی ایک اور سند ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(السنن الکبریٰ للبیهقي : 11014)

سند ضعیف ہے۔ابن جریج کا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔ نیز مدلس بھی ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

اسی طرح مصنف عبدالرزاق (۱۸۴۱۴) والی سند بھی ضعیف ہے۔اس میں امام عبد الرزاق اور ابن جریج دونوں مدلس ہیں، نیز اس میں اور بھی علت ہے۔

❀ عمران بن ابی انس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا كَانَ لَهٗ كَلْبٌ صَائِدٌ قَدْ أُعْطِيَهٗ بِهٖ عِشْرِينَ بَعِيرًا فَخَطَبَ امْرَأَةً وَّخَطَبَهَا مَعَهٗ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهَا فَقَالَتْ : لَا أَنْكِحُكَ إِلَّا عَلٰى كَلْبِكَ فَنَكَحَهَا وَسَاقَ الْكَلْبَ إِلَيْهَا فَعَدَا عَلَيْهِ الْآخَرُ فَقَتَلَهٗ فَتَرَافَعُوا إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَغَرَّمَهٗ عِشْرِينَ بَعِيرًا .

”ایک شخص کے پاس شکاری کتا تھا، جس کی قیمت بیس اونٹ رکھی گئی تھی، تو اس شخص نے ایک خاتون کو پیغام نکاح بھیجا، اس کے ساتھ ایک اور شخص نے بھی پیغام نکاح بھیج دیا، تو اس خاتون نے کتے کے مالک سے کہا: میں آپ سے تب نکاح کروں گی، اگر آپ حق مہر میں یہ کتا مجھے دیں گے۔ تو اس کا نکاح کتے کے حق مہر پر ہو گیا، جب اس نے خاتون کی طرف کتا روانہ کیا، تو پیغام نکاح بھیجنے والے دوسرے شخص نے اس کتے پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، معاملہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پہنچا، تو آپ نے اس کتے کو قتل کرنے والے پر بیس اونٹ جرمانہ عائد کیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(العِلَل ومعرفة الرّجال لأحمد برواية ابنه عبد اللّٰه : 2753)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن اسحاق بن یسار مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

② عمران بن ابی انس نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

هٰذَا بَاطِلٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ .

”یہ باطل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی کمائی سے منع کیا ہے۔“

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةٌ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ .

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (باسند صحیح) شکاری کتے کی رخصت ثابت نہیں ہے۔“

(جامع العلوم والحِكَم لابن رجب، ص 453)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الِاسْتِثْنَاءُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ فِي الْأَحَادِيثِ الثَّابِتَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ .

”کتے کی کمائی کے بارے میں ممانعت کی صحیح احادیث میں شکاری کتے کی استثنا کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔“

(مَعرفة السّنن والآثار : 177/8)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ .

”(شکاری کتے کی استثنا میں وارد) تمام احادیث باتفاق محدثین ضعیف ہیں۔“

(شرح صحیح مسلم : 233/10)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْجُمْهُورُ عَلَى الْمَنْعِ وَأَجَابُوا عَنْ هٰذَا بِأَنَّ الْحَدِيثَ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ .

”جمہور علما کہتے ہیں: کتے کی کمائی ممنوع ہے اور شکاری کتے والی روایت کے متعلق جواب دیتے ہیں کہ یہ محدثین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے۔“

(زَهْر الرُّبٰى : 191/7)

❁ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا بَأْسَ بِثَمَنِ الْكَلْبِ السَّلُوقِيِّ .

”سلوقی (نسل کے) کتے کی قیمت میں کوئی مسئلہ نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 20918)

سند سخت ضعیف ہے۔ جابر جعفی ضعیف و کذاب ہے۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا بَأْسَ بِثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ .

”شکاری کتے کی کمائی میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : 20922)

سند ضعیف ہے، مغیرہ بن مقسم ضبی مدلس ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) شبہات کے جواب میں فرماتے ہیں:

أَمَّا قِيَاسُ الْكَلْبِ عَلَى الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ، فَمِنْ أَفْسَدِ الْقِيَاسِ، بَلْ قِيَاسُهُ عَلَى الْخِنْزِيرِ أَصَحُّ مِنْ قِيَاسِهِ عَلَيْهِمَا؛ لِأَنَّ الشَّبَهَ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْخِنْزِيرِ أَقْرَبُ مِنَ الشَّبَهِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ، وَلَوْ تَعَارَضَ الْقِيَاسَانِ لَكَانَ الْقِيَاسُ الْمُؤَيَّدُ بِالنَّصِّ الْمُوَافِقِ لَهُ أَصَحَّ وَأَوْلَى مِنَ الْقِيَاسِ الْمُخَالِفِ لَهُ، فَإِنْ قِيلَ: كَانَ النَّهْيُ عَنْ ثَمَنِهَا حِينَ كَانَ الْأَمْرُ بِقَتْلِهَا، فَلَمَّا حَرُمَ قَتْلُهَا وَأُبِيحَ اتِّخَاذُ بَعْضِهَا، نُسِخَ النَّهْيُ، فَنُسِخَ تَحْرِيمُ الْبَيْعِ، قِيلَ: هٰذِهِ دَعْوٰى بَاطِلَةٌ لَّيْسَ مَعَ مُدَّعِيهَا لِصِحَّتِهَا دَلِيلٌ، وَلَا شُبْهَةٌ، وَلَيْسَ فِي الْأَثَرِ مَا يَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ هٰذِهِ الدَّعْوَى الْبَتَّةَ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ، وَيَدُلُّ عَلٰى بُطْلَانِهَا أَنَّ أَحَادِيثَ تَحْرِيمِ بَيْعِهَا وَأَكْلِ ثَمَنِهَا مُطْلَقَةٌ عَامَّةٌ كُلُّهَا، وَأَحَادِيثُ الْأَمْرِ بِقَتْلِهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اقْتِنَائِهَا نَوْعَانِ؛ نَوْعٌ كَذٰلِكَ وَهُوَ الْمُتَقَدِّمُ، وَنَوْعٌ مُقَيَّدٌ مُخَصَّصٌ وَهُوَ الْمُتَأَخِّرُ، فَلَوْ كَانَ النَّهْيُ عَنْ بَيْعِهَا مُقَيَّدًا مَخْصُوصًا، لَجَاءَتْ بِهِ الْآثَارُ كَذٰلِكَ فَلَمَّا جَاءَتْ عَامَّةً مُطْلَقَةً، عُلِمَ أَنَّ عُمُومَهَا وَإِطْلَاقَهَا مُرَادٌ، فَلَا يَجُوزُ إِبْطَالُهُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''کتے کو خچر اور گدھے پر قیاس کرنا فاسد ترین قیاس ہے۔ اس کی نسبت اگر خنزیر پر قیاس کیا جائے تو وہ درست ہوگا۔ کیوں کہ کتے کی شباہت خنزیر سے بہ نسبت خچر اور گدھے کے زیادہ ہے۔ اگر دو قیاس معارض ہو جائیں، تو وہ قیاس جس کی تائید نص کرتی ہے، وہ دوسرے قیاس کی نسبت درست ہوتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ کتے کی قیمت تب حرام تھی، جب کتوں کو قتل کرنے کا حکم تھا، پھر جب کتوں کا قتل حرام ہو گیا اور بعض قسم کے کتے رکھنا جائز ہو گیا، تو ان کی بیع کی حرمت بھی منسوخ ہو گئی۔ تو جواب ہے کہ یہ دعوی باطل ہے، کیوں کہ اس کے مدعی کے پاس اس دعوی کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے، اس بات میں کوئی شبہ نہیں، کیوں کہ کوئی ایک بھی دلیل کسی بھی طرح اس دعوی کی صحت کا ثبوت فراہم نہیں کرتی۔ بلکہ اس دعوی کے بطلان پر دلائل موجود ہیں، کتے کی کمائی کے حرام ہونے کی تمام روایات مطلق ہیں۔ البتہ کتوں کے قتل کی نصوص دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم کتوں کے مطلق قتل پر ہے، دوسری روایات میں ایک نوع کو خاص کیا گیا ہے۔ سو اگر کتوں کی کمائی سے بھی کوئی صورت خاص ہوتی، تو اس پر آثار وارد ہوتے، جیسا کہ مارنے کے متعلق وارد ہوئے ہیں۔ مگر جب کتوں کی کمائی کے بارے میں احادیث عام ہیں، تو معلوم ہو گیا کہ مراد ان کا عموم اور اطلاق ہے، اسے باطل قرار دینا درست نہیں۔ واللہ اعلم۔''

(زَاد المَعاد في هدي خير العباد : 5/684-685)

مشہور مفسر، علامہ الکیا الھراسی رحمہ اللہ (۵۰۴ھ) اسی شبہ کے رد میں فرماتے ہیں:

هٰذَا فِي غَايَةِ الْبُعْدِ عَنِ الْحَقِّ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”یہ دعویٰ حق سے بہت زیادہ بعید ہے۔“

(أحکام القرآن : 24/3)

ان صریح اور متواتر احادیث سے کتے کی خرید وفروخت حرام اور ممنوع ہے۔ کتا چھوٹا ہو یا بڑا، شوقیہ پالنے کے لیے ہو، رکھوالی کے لیے ہو یا شکار کے لیے۔ اس کی قیمت کھانا حرام اور ناجائز ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (نیل الاوطار : ۱۶۳/۵) اور محدث البانی رحمہ اللہ (سلسلہ صحیحہ : ۱۱۵۶/۶) شکاری کتے کی استثنا کرتے ہیں۔ یہ اہل علم کی اجتہادی خطا ہے، وہ اس پر عنداللہ ماجور ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ شکاری کتے کی استثنا ثابت نہیں، اس باب میں وارد روایات محدثین عظام کے نزدیک ضعیف اور غیر ثابت ہیں، بعض لوگ مطلق طور پر کتے کی خرید وفروخت کو جائز کہتے ہیں، یہ مؤقف بے دلیل اور بے ثبوت ہے، ائمہ محدثین میں سے کسی کا یہ مؤقف نہیں رہا۔ محدثین نے اپنے مذہب کی بنیاد احادیث پر ڈالی ہے، احادیث سے یہ ثابت ہے کہ کتے کی قیمت کھانا حرام ہے۔ اس کے باوجود حنفی فقہا کتے کی قیمت کھانا جائز سمجھتے ہیں۔

علامہ قدوری حنفی (۴۲۸ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَصْحَابُنَا : بَيْعُ الْكَلْبِ جَائِزٌ .

”ہمارے اصحاب کہتے ہیں: کتے کی کمائی جائز ہے۔“

(التّجرید : 2621/5)

الحاصل:

کتے کی خرید وفروخت ممنوع وحرام ہے، اس میں کسی قسم کی استثنا نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۹۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا رسول اللہ ﷺ کا نام ''محمد'' اللہ تعالیٰ نے رکھا؟

جواب: اس پر کوئی دلیل معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی اللہ تعالیٰ نے رکھا، بلکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نام آپ ﷺ کے گھر والوں نے رکھا ہے۔

❀ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي .

''میرا نام محمد ہے، یہ نام میرے گھر والوں نے رکھا۔''

(صحیح مسلم : 315)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ روایت ہے:

الْوَلَدُ سِرُّ أَبِيهِ .

''بیٹا اپنے والد کا رازدان ہوتا ہے۔''

جواب: ایسی کوئی روایت کتب حدیث میں موجود نہیں۔

❀ حافظ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ لَا أَصْلَ لَهُ وَقَدْ لَهِجَ بِهِ الْعَوَامُّ كَثِيرًا .

''یہ بے اصل حدیث ہے، البتہ لوگ اسے بڑے شوق سے بیان کرتے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(التّذكرة، ص 212)

حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ .

”یہ روایت بے اصل ہے۔“

(المَقاصد الحسنة : 1268)

سوال: کیا باپ حسب ضرورت اپنے بیٹے کے مال میں سے کچھ لے سکتا ہے؟

جواب: باپ ضرورت مند ہے، تو وہ اپنے بیٹے کی کمائی سے لے سکتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَتٰى أَعْرَابِيٌّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : إِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَّجْتَاحَ مَالِي ، قَالَ : أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ ، إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ، وَإِنَّ أَمْوَالَ أَوْلَادِكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ فَكُلُوهُ هَنِيئًا .

”ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہنے لگا: میرا باپ میرا مال ضائع کرنا چاہتا ہے، فرمایا: آپ اور آپ کا مال آپ کے باپ کی (ملکیت) ہے، آپ کا سب سے پاکیزہ کھانا آپ کی کمائی ہے اور آپ کی اولاد کا مال آپ کی کمائی ہے، چنانچہ آپ اسے بہ خوبی کھا سکتے ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 214/2، سنن أبي داوٗد : 3530، سنن ابن ماجه : 2292، المنتقى لابن الجارود : 995، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

سوال: کیا کسی صورت میں بیوی کو طلاق دینا جائز ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(جواب): طلاق کی مختلف صورتیں ہیں، اگر بیوی فرمانبردار ہے، نیک چال چلن والی ہے، تو بلاوجہ ایسی بیوی کو طلاق دینا جائز نہیں۔ یہ اس کی زندگی کے ساتھ ظلم ہے۔

اگر بیوی بدچلن ہے اور شوہر پاکدامن ہے، تو ایسی بیوی کو طلاق دے دے، کیونکہ پاکدامن مردوں کے لیے پاکدامن خواتین ہی ہونی چاہیے اور بدچلن کے بدچلن۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ، وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾(النّور : ٢٦)

''خبیث (زانی) مردوں کے لیے خبیث (زانیہ) عورتیں ہیں، خبیث عورتوں کے لیے خبیث مرد ہیں، پاکدامن مردوں کے لیے پاکدامن عورتیں ہیں اور پاکدامن عورتوں کے لیے پاکدامن مرد ہیں۔''

بیوی نافرمان یا بداخلاق ہے، تو اسے ہر لحاظ سے نصیحت کرنی چاہیے، اگر تمام راستے اختیار کرنے کے باوجود نافرمان ہو، تو ایسی بیوی کو طلاق دینے میں ہی عافیت ہے۔

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ يَدْعُونَ اللّٰهَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ ؛ رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا، وَرَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ آتٰى سَفِيهًا مَالَهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5).

''تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی: ① جس کی بیوی بداخلاق اور بدتمیز ہو،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ اسے طلاق نہ دے۔ ② جو کسی کو قرض دے، لیکن اس پر گواہ نہ بنائے۔ ③ جو اپنا مال (بغرض تجارت) کسی ناسمجھ کے حوالے کر دے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5) ''اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کرو۔''

(المستدرك للحاكم : 331/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 146/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

اس حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں؛

① جس کی بیوی بداخلاق ہے، وہ اسے طلاق نہیں دیتا، تو اس کی دعا قبول نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بیوی اسے پریشان کرتی ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ یہ پریشانی دور کر دے، تو اس کی یہ دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رخصت دی ہے کہ وہ ایسی بداخلاق بیوی کو طلاق دے کر خلاصی پا لے، لیکن وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایسا شخص اگر بیوی کی اذیتوں پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تو اس کی دعا رد ہو جاتی ہے۔ اس سے مطلق دعا مراد نہیں ہے۔

② جس نے کسی شخص کو قرض دیا ہو، قرض پر گواہ نہ بنایا ہو، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو قرض دیا، کسی کو گواہ نہ بنایا، پھر جب قرض کا مطالبہ کیا، تو قرض لینے والا مکر گیا، اب مطالبہ کرنے والا اسے بددعا دیتا ہے، تو اس شخص کی یہ دعا جو یہ دوسرے شخص کے خلاف کر رہا ہے، قبول نہ ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے قرض پر گواہ بنانے کی راہنمائی کی تھی، لیکن اس نے اللہ کے حکم کو اختیار نہ کیا، لہٰذا اب بطور سزا اس کی قرض لینے والے کے خلاف دعائیں قبول نہ ہوں گی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

③ جو اپنا مال کسی ناسمجھ کے سپرد کر دیتا ہے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص اپنا مال کسی ناسمجھ کو دیتا ہے کہ میرے مال میں تجارت کرو، لیکن وہ ناسمجھ مال ضائع کر دیتا ہے، اب مال کا مالک اس ناسمجھ کو بد دعائیں دیتا ہے، تو اس کی یہ بد دعائیں ہرگز قبول نہ ہوں گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ مال کو ناسمجھوں کے حوالے نہ کرو۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5)

''اپنے مال ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کریں۔''

ان تین افراد کی دعا مطلق رد نہیں ہوتی، بلکہ یہاں خاص دعا مراد ہے، جو رد کر دی جاتی ہے۔

تنبیہ:

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَزَوَّجُوا وَلَا تُطَلِّقُوا، فَإِنَّ الطَّلَاقَ يَهْتَزُّ لَهُ الْعَرْشُ .

''شادی کریں، طلاق مت دیں، کیونکہ طلاق سے عرش الٰہی لرز جاتا ہے۔''

(الكامل لابن عدي : 196/6، تاريخ أصبهان لأبي نعيم : 194/1، تاريخ بغداد للخطیب : 93/14)

روایت من گھڑت ہے۔

① عمرو بن جمیع ''متہم بالوضع'' اور بالاتفاق متروک ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُتَّفَقٌ عَلٰى تَرْكِهٖ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”بالاتفاق متروک ہے۔“

(تاریخ الإسلام : 935/4)

❀ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ كَذَّابًا خَبِيثًا .

”یہ خبیث کذاب ہے۔“

(تاريخ الدّوري : 2272)

② جویبر بن سعید ازدی ”ضعیف ومتروک“ ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ”منکر وغیر محفوظ“ قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 199/6)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ .

”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(المَوضوعات : 277/2)

❀ علامہ صغانی رحمہ اللہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے۔

(المَوضوعات : 97)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(المَقاصد الحَسَنة، ص 49)

مطلق طور پر طلاق کی کراہت نہیں، کیونکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی طلاق دی ہے۔

سوال: کیا قاضی یا جج کے فیصلے کے بغیر طلاق ہو جاتی ہے؟

جواب: شرعی لحاظ سے طلاق شوہر کا وظیفہ ہے، وہ اپنے اختیار سے طلاق دے سکتا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، قاضی یا جج کے فیصلے کی ضرورت نہیں، البتہ قانونی دستاویزات تیار کرنا بہتر ہے، اس کا تعلق ریاستی آئین سے ہے۔

سوال: کیا نمرود مچھر سے ہلاک ہوا؟

جواب: اس پر کتاب وسنت میں کوئی دلیل معلوم نہیں۔

سوال: مردود ہونے سے پہلے ابلیس کا نام کیا تھا؟

جواب: کتاب وسنت میں ابلیس نام ہی وارد ہوا ہے، بعض کہتے ہیں کہ گمراہ ہونے سے پہلے ابلیس کا نام عزازیل تھا، بعد میں ابلیس رکھا گیا، مگر یہ بات بے دلیل ہے۔

سوال: کیا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں تیمّم کر کے نماز پڑھتے تھے؟

جواب: اس پر کوئی معتبر دلیل معلوم نہیں ہو سکی۔

سوال: شہد کی مکھی کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: شہد کی مکھی کی خرید وفروخت جائز ہے۔ شریعت نے اس کی بیع سے منع نہیں کیا، اس سے شہد کی صورت میں فائدہ حاصل کیا جاتا ہے، لہٰذا اس کی بیع بھی جائز ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا، یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام قرار نہیں دیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح جائز تھا، صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہیں چاہتے تھے کہ ابوجہل، جو کہ اللہ کا دشمن تھا، کی بیٹی اور اللہ کے نبی کی بیٹی ایک انسان کے نکاح میں جمع ہوں۔

❀ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا، وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ أَبَدًا.

''میں حلال کو حرام نہیں کر سکتا، نہ حرام کو حلال کر سکتا ہوں، مگر اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔''

(صحيح البخاري : 3110، صحيح مسلم : 2449)

اس فرمان کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لیے سوائے ابو جہل کی بیٹی کے دوسرا نکاح جائز اور حلال تھا۔

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

جواب: محمد کریم ﷺ کی قبر مبارک کے سوا کسی نبی کی قبر کا تعین نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قبر مبارک شام کے علاقے ''کرک'' میں ہے، مگر یہ بات بے ثبوت ہے، اس پر کوئی معتبر دلیل معلوم نہیں۔

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ (۸۰۶ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ مَا هُوَ مُحَقَّقٌ سِوٰى قَبْرِ نَبِيِّنَا.

''انبیا کی قبروں میں سے کوئی ایسی نہیں، جس کے بارے میں یقیناً کہا جا سکے کہ یہ فلاں نبی کی قبر ہے، سوائے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے۔''

(طرح التّثريب : 303/3)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ تَعْيِينُ قَبْرِ أَحَدٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرِ قَبْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”نبی کریم ﷺ کی قبر کے سوا کسی نبی کی قبر کو یقینی طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا۔“

(المَشرَب الوَردي، ص 33)

سوال: قرض لینا کیسا ہے؟

جواب: بوقت ضرورت قرض لیا جا سکتا ہے، یہ سودی نظام کا نعم البدل ہے، اجتناب بہتر ہے۔

سوال: عشق کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: عشق جھوٹی محبت کا نام ہے۔ یہ صوفیا کی جھوٹی اصطلاح ہے۔

۞ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعِشْقُ : وَهُوَ الْحُبُّ الْمُفْرِطُ الَّذِي يُخَافُ عَلٰى صَاحِبِهٖ مِنْهُ، وَلٰكِنْ لَّا يُوصَفُ بِهِ الرَّبُّ تَعَالٰى وَلَا الْعَبْدُ فِي مَحَبَّةِ رَبِّهٖ، وَإِنْ كَانَ قَدْ أَطْلَقَهُ بَعْضُهُمْ، وَاخْتُلِفَ فِي سَبَبِ الْمَنْعِ، فَقِيلَ : عَدَمُ التَّوْقِيفِ، وَقِيلَ غَيْرُ ذٰلِكَ، وَلَعَلَّ امْتِنَاعَ إِطْلَاقِهٖ أَنَّ الْعِشْقَ مَحَبَّةٌ مَّعَ شَهْوَةٍ.

”عشق حد درجہ کی محبت کو کہتے ہیں کہ جس میں عاشق پر کئی خطرات وخدشات ہو سکتے ہیں۔ لیکن رب تعالیٰ کو اس لفظ سے متصف نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی بندے کی اللہ سے محبت پر عشق کا لفظ بولا جا سکتا ہے، اگرچہ بعض نے استعمال بھی کیا ہے۔ (اللہ کی محبت پر) اس لفظ کی ممانعت کی وجہ میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق کہ یہ لفظ شرعاً ثابت نہیں، کئی اور اقوال بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ ممانعت کی (ایک) وجہ یہ بھی ہو کہ عشق اس محبت کو کہتے ہیں جس میں شہوت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پائی جائے۔“

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 165)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ ہر پوشیدہ وظاہری شے کو ملاحظہ فرماتے ہیں؟

جواب: ہمارے نبی کریم ﷺ وہی کچھ دیکھتے تھے، جو اللہ تعالیٰ آپ کو دکھا دیتے تھے۔ وہی خبر دیتے تھے، جو اللہ تعالیٰ آپ کو وحی کر دیتے تھے۔ اس کے علاوہ دیکھنا یا خبر دینا آپ کے اختیار میں نہ تھا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا .

”جہنم کے دو گروہوں کو میں نے نہیں دیکھا۔“

(صحيح مسلم : 2128)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَّا كُرِبْتُ مِثْلَهٗ قَطُّ، قَالَ : فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ، مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهٖ .

”میں حطیم کعبہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقعہ معراج کے بارے میں پوچھ رہے تھے، انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ نشانیاں پوچھیں، جن کو میں یاد نہ رکھ سکا، جس کی وجہ سے میں اتنا پریشان ہوا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا پریشان نہ ہوا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا، وہ مجھ سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بیت المقدس کی نشانیاں پوچھ رہے تھے اور میں ان کو دیکھ کر بتا تا جارہا تھا۔“

(صحيح مسلم : 172)

اگر نبی کریم ﷺ چیزوں کے وجود سے پہلے بھی انہیں دیکھ رہے ہوتے، تو بیت المقدس کے ستون، جنہیں دیکھا بھی تھا، مگر یاد نہیں رکھ سکے، کے متعلق بتانے میں پریشانی نہ ہوتی، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دکھا دیے، تو آپ نے بتا دیا۔ یہ ستون تو وجود میں آ چکے تھے۔ کتنے ہی موقعوں پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: أَيْنَ أَنْتَ؟ آپ کہاں تھے؟

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ .

”جس نے خود کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔“

جواب: بے سند جھوٹی روایت ہے۔

✿ علامہ ابومظفر سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”نبی کریم ﷺ سے یہ روایت ثابت نہیں۔“

(قواطع الأدلة في الأصول : 60/2)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِثَابِتٍ .

”یہ روایت ثابت نہیں۔“

(فتاوى النّووي، ص 248)

✿ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَعْضُ النَّاسِ يَرْوِي هٰذَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا هُوَ فِي شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيثِ وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ إِسْنَادٌ .

”بعض لوگ ان الفاظ کو نبی کریم ﷺ سے منسوب کرتے ہیں، جبکہ یہ نبی کریم ﷺ کا کلام نہیں ہے، کتب حدیث میں اس کا ذکر نہیں اور نہ ہی اس کی سند معلوم ہے۔“

(مَجموع الفتاوی : 349/16)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا هُوَ أَثَرٌ إِسْرَائِيلِيٌّ بِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ .

”یہ رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث نہیں ہے، بلکہ یہ تو اسرائیلی روایت ہے، جس کے الفاظ بھی مختلف ہیں۔“

(مَدارج السّالکین :427/1)

❀ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے اسے بے اصل قرار دیا ہے۔

(الفتاوی الحدیثیة، ص 206)

سوال: صفات باری تعالیٰ کی قسم اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: صفات باری تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کی غیر نہیں ہیں، لہٰذا جب اللہ کی قسم اٹھانا جائز ہے، تو اس کی صفات کی قسم اٹھانا بھی بالاجماع جائز ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ فِي هٰذَا الْبَابِ هُوَ أَنَّهٗ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ أَوْ بِاسْمٍ مِّنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ أَوْ بِصِفَةٍ مِّنْ صِفَاتِهٖ أَوْ بِالْقُرْآنِ أَوْ بِشَيْءٍ مِّنْهُ فَحَنِثَ فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ عَلٰى مَا وَصَفَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهٖ مِنْ حُكْمِ الْكَفَّارَةِ وَهٰذَا مَا لَا خِلَافَ فِيهِ عِنْدَ أَهْلِ الْفُرُوعِ وَلَيْسُوا فِي هٰذَا الْبَابِ بِخِلَافٍ وَّأَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ تَصْرِيحَ الْيَمِينِ بِاللّٰهِ هُوَ قَوْلُ الْحَالِفِ بِاللّٰهِ أَوْ وَاللّٰهِ أَوْ تَاللّٰهَ.

''اس پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ، اللہ کے کسی نام، اس کی کسی صفت، قرآن کریم یا اس کے کسی حصے کی قسم اٹھائی اور نبھا نہ سکا، تو اس پر قسم کا وہ کفارہ واجب ہے، جو اللہ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے، اہل فرع کے ہاں اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ اللہ کی قسم کی تصریح ان الفاظ میں ہے: باللہ، تاللہ، واللہ۔''

(التّمهيد لما في المؤطّأ من المعاني والأسانيد : 369/14)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ حَلَفَ بِاسْمٍ مِّنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ فَحَنِثَ، فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ؛ لِأَنَّ اسْمَ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَّمَنْ حَلَفَ بِالْكَعْبَةِ أَوْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ؛ لِأَنَّهٗ مَخْلُوقٌ، وَّذَاكَ غَيْرُ مَخْلُوقٍ.

''جس نے اللہ کے کسی نام کی قسم کھائی اور اسے نبھا نہ سکا، اس پر کفارہ ہے، کیوں کہ اللہ کے نام مخلوق نہیں ہیں۔ جس نے کعبہ یا صفا و مروہ کی قسم اٹھائی، اس پر کفارہ نہیں ہے، کیوں کہ یہ مخلوق ہیں اور اللہ کا نام مخلوق نہیں ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(آداب الشّافعي لابن أبي حاتم، ص 193، حلية الأولياء لأبي نعيم : 113/9، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 28/10، مناقب الشّافعي للبيهقي : 405/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا اصحاب کہف کا کتا اور صالح علیہ السلام کی اونٹنی جنت میں جائیں گے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جنت مؤمن جن وانس کے لیے بنائی ہے، جانوروں کے لیے نہیں۔ جو جانور جنت میں ہوں گے، وہ اہل جنت کی منفعت کے لیے ہوں گے، وہ دنیا والے جانور نہیں ہوں گے، کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی قبروں سے نور نکلتا ہے؟

جواب: یہ محض غلو ہے۔

❀ سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ.

”دین میں غلو سے بچیں، پہلی قوموں کو دین میں غلو نے ہلاک کر دیا۔“

(سنن النّسائي : 3057، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

كَذٰلِكَ الْغُلُوُّ فِي بَعْضِ الْمَشَايِخِ؛ إِمَّا فِي الشَّيْخِ عَدِيٍّ وَيُونُسَ الْقَتٰى أَوِ الْحَلَّاجِ وَغَيْرِهِمْ؛ بَلِ الْغُلُوُّ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَنَحْوِهٖ بَلِ الْغُلُوُّ فِي الْمَسِيحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَحْوِهٖ، فَكُلُّ مَنْ غَلَا فِي حَيٍّ؛ أَوْ فِي رَجُلٍ صَالِحٍ كَمِثْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْ عَدِيٍّ أَوْ نَحْوِهٖ؛ أَوْ فِيمَنْ يُعْتَقَدُ فِيهِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الصَّلَاحُ؛ كَالْحَلَّاجِ أَوْ الْحَاكِمِ الَّذِي كَانَ بِمِصْرَ أَوْ يُونُسَ الْقَتّٰى وَنَحْوِهِمْ وَجَعَلَ فِيهِ نَوْعًا مِنْ الْإِلٰهِيَّةِ مِثْلَ أَنْ يَقُولَ : كُلُّ رِزْقٍ لَا يَرْزُقُنِيهِ الشَّيْخُ فُلَانٌ مَا أُرِيدُهُ أَوْ يَقُولَ إِذَا ذَبَحَ شَاةً : بِاسْمِ سَيِّدِي، أَوْ يَعْبُدُهُ بِالسُّجُودِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَوْ يَدْعُوهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ تَعَالٰى؛ مِثْلَ أَنْ يَقُولَ : يَا سَيِّدِي فُلَانُ اغْفِرْ لِي أَوْ ارْحَمْنِي أَوْ انْصُرْنِي أَوْ ارْزُقْنِي أَوْ أَغِثْنِي أَوْ أَجِرْنِي أَوْ تَوَكَّلْتُ عَلَيْك أَوْ أَنْتَ حَسْبِي؛ أَوْ أَنَا فِي حَسْبِكَ؛ أَوْ نَحْوَ هٰذِهِ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ؛ الَّتِي هِيَ مِنْ خَصَائِصِ الرُّبُوبِيَّةِ الَّتِي لَا تَصْلُحُ إِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى فَكُلُّ هٰذَا شِرْكٌ وَضَلَالٌ يُسْتَتَابُ صَاحِبُهُ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ، فَإِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا أَرْسَلَ الرُّسُلَ وَأَنْزَلَ الْكُتُبَ لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَا نَجْعَلَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ .

”اسی طرح بعض مشائخ کی شان میں غلو کیا جاتا ہے، مثلاً شیخ عدی، یونس قتی اور حلاج وغیرہ، بلکہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ کی شان میں غلو اور سیدنا مسیح علیہ السلام وغیرہ کی شان میں غلو۔ جس نے بھی کسی زندہ کی شان میں غلو کیا یا کسی نیک ہستی جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا عدی وغیرہ کی شان میں غلو کیا یا اس کی شان میں غلو کیا، جس کو صالح سمجھا جاتا ہے، مثلاً حلاج، حاکم مصر، یا یونس قتی وغیرہ اور ان کے متعلق الوہیت کی کوئی نوع ثابت کی، مثلاً یہ کہا کہ جو رزق مجھے فلاں شیخ نہ دے، وہ مجھے نہیں چاہیے۔ یا بکری ذبح کرتے وقت کہا: سیدی کے نام کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ساتھ۔ یا اسے یا کسی اور کو سجدہ کر کے اس کی عبادت کی، یا اللہ کے علاوہ اس کی پکار کی، مثلاً یہ کہا: اے فلاں سیدی! مجھے معاف فرما، مجھ پر رحم فرما، میری مدد فرما، مجھے رزق دے، میری مدد کو آ، مجھے پناہ دے، یا میں تجھ پر توکل کرتا ہوں، تو مجھے کافی ہے، میں تیرے سپرد ہوں یا ان جیسے جملے بولے یا ایسے افعال کا ارتکاب کیا، جو ربوبیت کے خصائص ہیں اور اسے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے انجام دیا جا سکتا ہے۔ تو یہ سب شرک اور گمراہی ہے، ایسا کرنے والے سے توبہ کروائی جائے گی، توبہ کر لے، تو درست ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رسولوں کو بھیجنے اور کتابوں کو نازل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم اللہ وحدہ لاشریک کی ہی عبادت کریں اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ نہ بنائیں۔"

(مجموع الفتاوی: 395/3)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ قرآنی احکامات کو نزول سے پہلے ہی جانتے تھے؟

جواب: کلام الٰہی کے نزول سے پہلے نبی کریم ﷺ قرآنی احکام کیسے جانتے تھے اور قرآن پر عامل کیسے تھے؟

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾(الشّورٰی: ٥٢)

"آپ کتاب و ایمان سے واقف نہ تھے، ہم نے اپنے حکم سے آپ کی طرف روح القدس جبریل امین کو (وحی دے کر) بھیجا، ہم نے اس وحی کو اپنے چنیدہ

www.KitaboSunnat.com

بندوں کے لیے راہ ہدایت بنا دیا اور آپ کو جادۂ مستقیم کا داعی بنا دیا۔“

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾(النّسآء : ١١٣)

”اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب و حکمت نازل کی اور آپ کو وہ کچھ سکھایا، جو آپ پہلے جانتے نہیں تھے، آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔“

❁ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ﴾(العنکبوت : ٤٨)

”نزول قرآن سے قبل آپ کوئی کتاب پڑھ سکتے تھے، نہ لکھ، (کیوں کہ اگر ایسا ہوتا، تب تو) باطل لوگ شک کا شکار ہوتے۔“

سوال: فرعون کی لاش کہاں ہے؟

جواب: فرعون کی لاش محفوظ نہیں۔ مصر کے عجائب گھر میں جو لاش رکھی گئی ہے، اسے فرعون کی لاش قرار دینا درست نہیں، معلوم نہیں وہ کس کی لاش ہے؟ دو تین صدیوں پہلے یہ لاش کہاں تھی؟ کسی کو اس کا علم نہیں۔

فرعون کے مردہ جسم کو رب تعالیٰ نے سمندر کے کنارے پر نکال پھینکا، تا کہ بنی اسرائیل کے جو افراد باقی رہ گئے تھے، وہ عبرت پکڑیں کہ جو شخص اپنے آپ کو خدا کہتا تھا، اس کا بدن بول بول کر اپنی بے بسی کا اظہار کر رہا ہے، لہٰذا اس کے بدن سے عبرت پکڑو اور اللہ کی نافرمانی سے باز آ جاؤ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جسم کے محفوظ ہونے کا یہ مطلب لینا کہ قیامت تک محفوظ رہے گا، درست نہیں۔

سوال: امانت کی قسم اٹھانا کیسا ہے؟

جواب: امانت کی قسم اٹھانا جائز نہیں، کیونکہ امانت غیر اللہ ہے۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا .

”جس نے امانت کی قسم کھائی، وہ ہم میں سے نہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 352/5، سنن أبي داوٗد : 3253، وسندہٗ صحیحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (4363) نے ”صحیح“، امام حاکم رحمہ اللہ (298/4) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔

سوال: کسی مستحب عمل کو بلا وجہ ترک کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر کسی عمل کی فضیلت معلوم ہو جائے، تو اس پر عمل کرنا چاہیے، خواہ زندگی میں ایک بار ہی کیوں نہ ہو، تاکہ آپ اس پر عمل کرنے والوں میں شامل ہو جائیں، اس عمل کو مطلق نظر انداز کرنا مناسب نہیں، بلکہ جہاں تک ممکن ہو، اسے بجالانا چاہیے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ .

”میرے احکام پر بقدر استطاعت عمل کی کوشش کیا کریں۔“

(صحیح البخاري : 7288؛ صحیح مسلم : 1337)

البتہ جانتے بوجھتے کسی ثابت منصوص مستحب عمل کا انکار کفر ہے۔

سوال: درج ذیل واقعہ کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے متعلق نازل ہوئی، جو پہلے غریب تھا، حضور سے عرض کیا کہ میری امیری کے لیے دعا فرمائیں، حضور نے فرمایا: تیری لیے غریبی ہی اچھی ہے، اس نے قسم کھا کر کہا کہ اگر میں امیر ہو جاؤں، تو بہت شکریہ ادا کروں گا، حضور نے دعا فرما دی، اللہ نے اس کی بکریوں میں ایسی برکت دی کہ مدینہ میں نہ رہ سکیں، ثعلبہ انہیں لے کر جنگل میں چلا گیا، جماعت کی نماز سے محروم ہو گیا، پھر زکوٰۃ سے انکاری ہو گیا اور جب حضور کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے اس کی زکوٰۃ لینے اس کے پاس گئے، تو بولا: زکوٰۃ کیا بھاری ٹیکس ہے، جاؤ، میں سوچ لوں، تو دوں گا۔ اس کی یہ شکایت حضور کی بارگاہ میں پیش ہوئی، پھر وہ زکوٰۃ لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا، مگر حضور نے قبول نہ فرمائی، عہد صدیقی وفاروقی میں زکوٰۃ لایا، قبول نہ ہوئی، خلافت عثمانی میں کافر ہو کر مرا۔ (الاحادیث الطّوال للطبرانی، ص۲۲۵ وغیرہ)“

(تفسیر نور العرفان از احمد یار خان نعیمی، ص316)

جواب: اس قصہ کی سند سخت ضعیف ہے۔

۱۔ معان بن رفاعہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

۲۔ علی بن یزید الالہانی بھی ضعیف ہے۔

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَشْهُورٌ فِيمَا بَيْنَ أَهْلِ التَّفْسِيرِ وَإِنَّمَا يُرْوٰى مَوْصُولًا بِأَسَانِيدَ ضِعَافٍ .

”مفسرین کے یہاں یہ حدیث مشہور ہے، یہ حدیث ضعیف اسانید کے ساتھ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

موصول بھی مروی ہے۔“

(دلائل النُّبُوة : 292/5)

❁ نیز فرماتے ہیں:

فِي إِسْنَادِ هٰذَا الْحَدِيثِ نَظَرٌ .

”اس حدیث کی سند محل نظر ہے۔“

(شُعب الإيمان، تحت الحديث : 4048)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(المُغني عن حَمَل الأسفار في الأسفار، ص 1179)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لٰكِنَّهٗ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ .

”یہ حدیث ضعیف اور نا قابل حجت ہے۔“

(فتح الباري : 266/3)

اس کا ایک شاہد ابن مردویہ کے حوالے سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

(الإصابة في تمييز الصّحابة لابن حجر :516/1)

اس کی سند بھی ضعیف ہے۔عطیہ عوفی ضعیف و مدلس ہے۔

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحِفْظِ مَشْهُورٌ بِالتَّدْلِيسِ الْقَبِيحِ .

”ضعیف الحفظ ہے، قبیح تدلیس میں مشہور ہے۔“

(طبقات المدلِّسين : 122)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۰)

غلام مصطفی ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ، فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ .

"جب آپ اذان سنیں اور برتن آپ کے ہاتھ میں ہو، تو اس وقت تک نہ رکھیں، جب تک اپنی ضرورت پوری نہ کر لیں۔"

(سنن أبي داود : 2350)

جواب: مرفوعاً یہ روایت ضعیف ہے۔

❀ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِصَحِيحٍ .

"یہ روایت ثابت نہیں۔"

(عِلل الحديث لابن أبي حاتم : 340، 759)

البتہ یہ روایت عمار بن ابی عمار عن ابی ہریرۃ کے طریق سے موقوف ثابت ہے، جیسا کہ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلل الحديث لابن أبي حاتم : 340، 759)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں، اہل علم کے مطابق اس حدیث میں اذان سے مرادرات کی اذان ہے، جو طلوع فجر سے پہلے کہی جاتی تھی، جسے عام طور پر تہجد کی اذان کہا جاتا ہے۔ یا اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس شخص کو یقین ہو کہ ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی اور مؤذن نے غلطی سے پہلے اذان کہہ دی ہے، تو وہ حسب ضرورت کھاتا پیتا رہے، کیونکہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے، البتہ جس شخص کو طلوع فجر کا یقین ہو جائے، تو اس کے لیے اذان سننے کے بعد کھانا پینا جائز نہیں، بلکہ وہ ترک کردے گا۔

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا عَلٰى قَوْلِهٖ : إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، أَوْ يَكُونُ مَعْنَاهُ أَنْ يَسْمَعَ الْأَذَانَ وَهُوَ يَشُكُّ فِي الصُّبْحِ مِثْلَ أَنْ تَكُونَ السَّمَاءُ مُتَغَمَّةً فَلَا يَقَعُ لَهُ الْعِلْمُ بِأَذَانِهٖ أَنَّ الْفَجْرَ قَدْ طَلَعَ لِعِلْمِهٖ أَنَّ دَلَائِلَ الْفَجْرِ مَعَهُ مَعْدُومَةٌ وَلَوْ ظَهَرَتْ لِلْمُؤَذِّنِ لَظَهَرَتْ لَهٗ أَيْضًا، فَأَمَّا إِذَا عَلِمَ انْفِجَارَ الصُّبْحِ فَلَا حَاجَةَ بِهٖ إِلٰى أَذَانِ الصَّارِخِ لِأَنَّهٗ مَأْمُورٌ بِأَنْ يُمْسِكَ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِذَا تَبَيَّنَ لَهُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ .

”اس روایت کا معنی وہی ہے، جو اس فرمان نبوی کا معنی ہے کہ ”بلال رات کو اذان کہتے ہیں، لہٰذا آپ کھاتے پیتے رہیں، یہاں تک کہ ابن اُم مکتوم اذان کہہ دیں۔“ یا اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اذان سنتا ہے اور اسے فجر کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

طلوع ہونے میں شک ہے، مثلاً مطلع ابر آلود ہے، پس اسے اذان سے یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ فجر طلوع ہوچکی ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ (اس کی طرح) مؤذن کے پاس بھی فجر کے طلوع ہونے کا ثبوت نہیں ہے، اگر مؤذن پر فجر کا وقت ظاہر ہو جاتا، تو اس پر بھی ظاہر ہو جاتا۔ البتہ اگر اسے طلوع فجر کا علم ہو جائے، تو اسے مؤذن کی آواز سننے کی حاجت نہیں، کیونکہ اسے حکم ہے کہ جب فجر کے وقت سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے (یعنی فجر کی روشنی طلوع ہو جائے) تو وہ کھانے پینے سے رک جائے۔''

(مَعالم السّنن : 106/2)

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مَحْمُولٌ عِنْدَ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمَ أَنَّ الْمُنَادِيَ كَانَ يُنَادِي قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِحَيْثُ يَقَعُ شُرْبُهٗ قُبَيْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ .

''اکثر اہل علم کے نزدیک یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ مؤذن طلوع فجر سے پہلے اذان کہتا ہے، اس اعتبار سے اس کا (کھانا اور) پینا طلوع فجر سے پہلے ہی ہوگا۔''

(السنن الکبریٰ، تحت الحدیث : 8020)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا روایت مرفوعاً ثابت نہیں، موقوف ثابت ہے اور اس کا بھی ظاہری معنی مراد نہیں، بلکہ اس رات کی اذان کے متعلق ہے، جو طلوع فجر سے پہلے دی جاتی ہے۔ ہمارے دور میں چونکہ گھڑیاں موجود ہیں اور اذان بھی وقت پر ہوتی ہے، لہٰذا اذان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فجر سننے کے بعد کھانا پینا جائز نہیں، واللہ اعلم!

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ مجاہد بن جبر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى مِنَ الصَّلَاةِ .

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ آپ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے۔''

(شرح مَعاني الآثار : ١/٢٢٥)

جواب: یہ روایت ابوبکر بن عیاش کا وہم اور خطا ہے۔

① امام احمد بن محمد بن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ (الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ) عَنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ فِي الرَّفْعِ؟ قَالَ : رَوَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، وَهُوَ بَاطِلٌ .

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رفع الیدین کے متعلق حدیث کے بارے میں سوال ہوا، تو فرمایا: اسے ابوبکر بن عیاش نے حصین عن مجاہد عن ابن عمر کی سند سے بیان کیا ہے اور یہ روایت باطل ہے۔''

(موسوعة أقوال الإمام أحمد ابن حنبل : ٤/٣٣٠)

② امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ حُصَيْنٍ ، إِنَّمَا هُوَ تَوَهُّمٌ مِنْهُ لَا أَصْلَ لَهُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ابوبکر بن عیاش کی حصین سے بیان کردہ حدیث ان کا وہم ہے۔اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔“(جُزء رفع اليدين للبخاري : ١٧/١)

③ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

كَانَ صَاحِبُهٗ (أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ) قَدْ تَغَيَّرَ بِأُخْرَةٍ .

”اسے بیان کرنے والے (ابوبکر بن عیاش) کا آخری عمر میں حافظہ بگڑ گیا تھا۔“

(جُزء رفع اليدين : ٧١/١)

امام بخاری رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق ابوبکر بن عیاش نے یہ حدیث حافظہ کی خرابی کے بعد بیان کی ہے۔

④ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَهٗ أَبُو بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ حُصَيْنٍ، وَهُوَ وَهْمٌ مِنْهُ، أَوْ مِنْ حُصَيْنٍ .

”یہ روایت ابوبکر بن عیاش نے حصین سے بیان کی ہے، یہ اس کا وہم ہے یا حصین کا وہم ہے۔“

(علل الدارقطني : ١٦/١٣)

⑤ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

...... مِنْ طَعْنِ الْحُفَّاظِ فِي تِلْكِ الرِّوَايَةِ .

”......محدثین نے اس روایت پر جرح کی ہے۔“

(مَعرِفة السّنن والآثار : ٤٣٥/٢)

مزید فرماتے ہیں:

ثُمَّ اخْتَلَطَ عَلَيْهِ حِينَ سَاءَ حِفْظُهٗ، فَرَوٰى مَا قَدْ خُولِفَ فِيهِ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَكَيْفَ يَجُوزُ دَعْوَى النَّسْخِ فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيثِ الضَّعِيفِ؟.

''پھر جب ابوبکر بن عیاش کا حافظہ خراب ہوا، تو اس نے ایسی روایات بیان کیں، جن میں ثقہ راویوں کی طرف سے اس کی مخالفت کی گئی، لہٰذا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نسخ کا دعویٰ اس جیسی ضعیف حدیث کی وجہ سے کیسے کیا جا سکتا ہے؟''

(مَعرِفة السّنن والآثار : ٤٢٨/٢)

⑥ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ مَا حَكَوْا لَا عَنْ عُمَرَ وَلَا عَنْ عَلِيٍّ وَلَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

''سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے منسوب جو (عدم رفع الیدین) بیان کیا جاتا ہے، یہ ثابت نہیں۔''

(التّحقيق في مسائل الخِلاف : ٣٣٦/١)

ابوبکر بن عیاش کے متعلق بہترین رائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

اَلصَّوَابُ فِي أَمْرِهِ مُجَانَبَةُ مَا عُلِمَ أَنَّهُ أَخْطَأَ فِيهِ وَالْاِحْتِجَاجُ بِمَا يَرْوِيهِ سَوَاءً وَافَقَ الثِّقَاتَ أَوْ خَالَفَهُمْ لِأَنَّهُ دَاخِلٌ فِي جُمْلَةِ أَهْلِ الْعَدَالَةِ، وَمَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ لَمْ يَسْتَحِقَّ الْقَدْحَ وَلَا الْجَرْحَ إِلَّا بَعْدَ زَوَالِ الْعَدَالَةِ عَنْهُ بِأَحَدِ أَسْبَابِ الْجَرْحِ، وَهٰكَذَا حُكْمُ كُلِّ مُحَدِّثٍ ثِقَةٍ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَتَبَيَّنَ خَطَاؤُهُ.

''ابوبکر بن عیاش کے معاملے میں درست بات یہ ہے کہ ان کی جن روایات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں غلطی معلوم ہو جائے، ان سے اجتناب کیا جائے اور ان کی باقی روایات خواہ وہ ثقات کے موافق ہوں یا مخالف، ان سے حجت لی جائے، کیونکہ وہ بھی اہل عدالت میں شامل ہیں۔ جس راوی کی عدالت ثابت ہو جائے، وہ جرح و قدح کا مستحق نہیں ہے، مگر جب اس سے کسی سبب جرح کے ساتھ عدالت زائل ہو جائے۔ یہی حکم ہر اس محدث کا ہے، جس کی عدالت ثابت ہو اور اس کی خطا واضح ہو جائے۔" (الثّقات : ٦٧٠/٧)

محدثین کرام اور ائمہ دین نے ابوبکر بن عیاش کی اس روایت کو خطا اور وہم قرار دیا ہے، لہٰذا اس روایت سے اجتناب کیا جائے گا۔

❀ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ تَحقَّقَ حَدِيثُ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ لَمْ يَرَ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ لَكَانَ حَدِيثُ طَاوُسٍ، وَسَالِمٍ، وَنَافِعٍ، وَمُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، وَابْنِ الزُّبَيْرِ حِينَ رَأَوْهُ أَوْلٰى لِأَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَوَاهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ يُخَالِفُ الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ مَا رَوَاهُ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، وَالْمَدِينَةِ، وَالْيَمَنِ، وَالْعِرَاقِ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ .

"اگر مجاہد کی روایت ثابت بھی ہو جائے کہ انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رفع الیدین کرتے نہیں دیکھا، تب بھی طاؤس، سالم، نافع، محارب بن دثار رحمہم اللہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت ہی راجح ہوگی، انہوں نے عبداللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن عمر رضی اللہ عنہما کو رفع الیدین کرتے دیکھا ہے، کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رفع الیدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے، اس لیے آپ رضی اللہ عنہ رفع الیدین چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ مکہ، مدینہ، یمن اور عراق کے اہل علم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رفع الیدین کرنا بیان کیا ہے۔" (جُزء رفع اليدين، تحت الحديث : ٢٧)

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ (۱۳۰۴ھ) لکھتے ہیں:

لَوْ ثبتَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ تَرْكُ ذٰلِكَ فَلَا يَثْبُتُ مِنْهُ نَسْخُ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّابِتِ بِالطُّرُقِ الصَّحِيحَةِ، عَنِ الْجَمْعِ الْعَظِيمِ إِلَّا إِذَا كَانَ فِيهِ تَصْرِيحٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذْ لَيْسَ فَلَيْسَ .

"اگر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ترک رفع الیدین ثابت بھی ہو جائے، تب بھی اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک، جو کہ صحابہ کے ایک جم غفیر سے صحیح سندوں سے ثابت ہے، کا نسخ ثابت نہیں ہوتا، الا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی منسوخ ہونے کی صراحت آ جائے، جب صراحت نہیں، تو منسوخ بھی نہیں۔"

(التّعليق المُمجّد :377/1)

سوال: لاکھ نکالنا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے، قرآن وحدیث اور فہم سلف صالحین میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

✿ علامہ احمد رضا خان بریلوی صاحب سے سوال ہوا:

"حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل اور برہنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔''

تو جواب میں کہتے ہیں:

''کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ معہ درود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے، انشاء اللہ پڑھنے والے اور جس کو بخشتا ہے، دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا۔ اور پڑھنے والوں کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تگنا اسی طرح کروڑوں بلکہ جمیع مومنین ومومنات کو ایصال ثواب کر سکتا ہے، اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو بڑا ثواب ہوگا، حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے، کھانا کھاتے ہوئے دفعتا رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اسے لئے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس یہی کلمہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا، آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فورا وہ لڑکا ہنسا، آپ نے سبب ہنسنے کا دریافت فرمایا: لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لئے جا رہے ہیں، شیخ ارشاد فرماتے ہیں: اس حدیث کی تصدیق مجھے اس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے!''

(ملفوظات حصہ اول، ص81۔82، مرقاۃ شرح مشکوۃ للملا علی القاری تحت الحدیث:1142)

ان لوگوں نے کس قبیل کی بدعات داخل اسلام میں داخل کر رکھی ہیں، کیا جہنم سے آزادی دلوانے کا یہ کامیاب نسخہ محمد عربی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو نہیں ملا، جو ان کو مل گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ اسی طرح کشف سے روایت صحیح یا ضعیف ہونا اصول محدثین سے انحراف ہے، اسلام کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں، محدثین جنہوں نے ہمیں یہ احادیث دی ہیں، احادیث کے اصل وارث انہوں نے تو کبھی اس طرح کے دعوے نہیں کیے، انہیں تو اس طرح کا خیال بھی نہیں گزرا کہ کشف وغیرہ سے احادیث کا صحیح یا ضعیف ہونا معلوم ہو جاتا ہے۔

رہا ابن عربی (۶۳۸ھ) جس کا لقب محی الدین تھا، تو وہ زندیق، ملحد، ضال، مضل، غالی صوفی، عقیدہ وحدت الوجود کا موجد تھا، اس نے فصوص الحکم اور الفتوحات المکیہ جیسی ردی کتابیں لکھیں، اہل علم نے اس کے رد میں کتابیں لکھیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ أَرْدَإِ تَوَالِيفِهِ كِتَابُ الْفُصُوصِ، فَإِنْ كَانَ لَا كُفْرَ فِيهِ، فَمَا فِي الدُّنْيَا كُفْرٌ، نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالنَّجَاةَ.

”اس کی ردی ترین کتاب فصوص الحکم ہے، اگر اس کتاب میں کفر نہیں ہے، تو دنیا میں کفر کا وجود ہی نہیں، ہم اللہ سے عافیت اور نجات طلب کرتے ہیں۔“

(سِیَر أعلام النبلاء : 48/23)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

كُفْرُ ابْنِ عَرَبِيٍّ وَأَمْثَالُهُ فَوْقَ كُفْرِ الْقَائِلِينَ: ﴿لَنْ نُؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ﴾(الْأَنْعَام : ١٢٤) وَلٰكِنَّ ابْنَ عَرَبِيٍّ وَأَمْثَالَهُ مُنَافِقُونَ زَنَادِقَةٌ، اتِّحَادِيَّةٌ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.

”ابن عربی اور اس جیسوں کا کفران کے کفر سے بڑا ہے، جو واضح الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ ہم تب تک ایمان نہیں لائیں گے، جب تک ہمارے پاس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بھی وحی نہیں آتی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ابن عربی اور اس قبیل کے لوگ زندیق منافق ہیں، یہ وحدت الوجودی جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔"

(شرح عقيدة الطّحاوية، ص 494، الرّد على القائلين بوحدة الوجود، ص 60)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ مَنِ اعْتَقَدَ حَقِيقَةَ عَقِيدَةِ ابْنِ عَرَبِيٍّ فَكَافِرٌ بِالْإِجْمَاعِ مِنْ غَيْرِ النِّزَاعِ.

"یقین کرلیں کہ جو ابن عربی والا عقیدہ رکھتا ہے، بالاجماع کافر ہے، اس میں کوئی دورائے نہیں۔"

(الرّد على القائلين بوحدةالوجود، ص 154)

سوال: بعض کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے والدین کو دوبارہ زندہ کیا گیا اور وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر فوت ہوئے، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ کے والدین کا دوبارہ زندہ ہونا ثابت نہیں۔ اس کے متعلق ایک جھوٹی روایت پیش کی جاتی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ إِلَى الْحَجُونِ كَئِيبًا حَزِينًا، فَأَقَامَ بِهِ مَا شَاءَ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُورًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نَزَلْتَ إِلَى الْحَجُونِ كَئِيبًا حَزِينًا، فَأَقَمْتَ بِهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ رَجَعْتَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَسْرُورًا، قَالَ : سَأَلْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَأَحْيَا لِي أُمِّي، فَآمَنَتْ بِي، ثُمَّ رَدَّهَا .

''رسول اللہ ﷺ غم اور پریشانی کی حالت میں مقامِ حجون کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں جتنی دیر اللہ نے چاہا، قیام فرمایا، پھر خوش وخرم واپس پلٹے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا معاملہ ہے کہ آپ مقامِ حجون کی طرف غم و پریشانی کی حالت میں تشریف لے گئے تھے، پھر جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ نے قیام فرمایا، پھر آپ خوش وخرم لوٹ آئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے ربّ سے دُعا کی۔ اس نے میرے لیے میری والدہ کو زندہ کر دیا، وہ مجھ پر ایمان لے آئیں، پھر اللہ نے انہیں فوت کر دیا۔''

(ناسخ الحديث ومنسوخه لابن شاهين : 656، السّابق واللاحق للخطيب : 283/1، 284، الموضوعات لابن الجوزي : 283/1، اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة للسّيوطي : 244/1، الأباطيل والمناكير للجورقاني : 207)

روایت جھوٹی ہے۔

① ابوغزیہ محمد بن یحییٰ زہری کے بارے میں؛

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ . ''یہ حدیثیں گھڑتا تھا۔'' (الضّعفاء والمتروكون : 482)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمُتَّهَمُ بِهٖ هُوَ .

''اس حدیث کو اسی نے گھڑا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(لسان المیزان : 91/4)

اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔

② محمد بن حسن بن زیاد، ابوبکر، نقاش کے بارے میں:

❁ حافظ ابوبکر برقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثِهِ مُنْكَرٌ .

”اس کی بیان کردہ ساری حدیثیں منکر ہیں۔“

(تاریخ بغداد للخطیب : 205/2)

❁ خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي أَحَادِيثِهِ مَنَاكِيرُ بِأَسَانِيدَ مَشْهُورَةٍ .

”اس کی بیان کردہ احادیث مشہور سندوں کے ساتھ منکر روایات ہیں۔“

(تاریخ بغداد : 202/2)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلَّذِي وَضَحَ لِي أَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ مَعَ جَلَالَتِهِ وَنُبْلِهِ مَتْرُوكٌ، لَيْسَ بِثِقَةٍ .

”جو بات مجھ پر واضح ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ شخص اپنی جلالت وشوکت کے باوجود متروک ہے، ثقہ نہیں۔“

(تاریخ الإسلام : 36/8)

حافظ عثمان بن سعید، دانی رحمہ اللہ کا اُس کی شہادت کو مقبول قرار دینا درست نہیں۔

① خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی سند میں ابو العلاء، محمد بن علی، قاضی ہے۔ اسے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال : 654/3)

② حافظ ذہبی رحمہ اللہ ابوطالب، عمر بن ربیع، خشاب کے متعلق فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ كَذَّابٌ . ''یہ کذاب ہے۔''

(میزان الاعتدال : 196/3)

③ علی بن احمد، کعبی [ابو القاسم، علی بن ایوب، کعبی] کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَصَرِيٌّ مُتَّهَمٌ .

''یہ بصرہ کا رہنے والا ہے، اس پر حدیث گھڑنے کا الزام ہے۔''

(لسان المیزان : 192/4)

④ احمد بن یحییٰ ''مجہول'' ہے۔

یوں یہ روایت من گھڑت اور خود ساختہ ہے۔

اس روایت کے بارے میں ائمہ دین اور محدثین کرام کے تبصرے ملاحظہ فرمائیں:

① اس روایت کو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''منکر و باطل'' قرار دیا ہے۔

(لسان المیزان لابن حجر : 91/4)

② حافظ ابن الجوزی اپنے استاذ ابوفضل ناصر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مَّوْضُوعٌ . ''یہ حدیث من گھڑت ہے۔''

(الموضوعات : 284/1)

③ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا حَدِيثٌ مَّوْضُوعٌ بِلَا شَكٍّ، وَالَّذِي وَضَعَهٗ قَلِيلُ الْفَهْمِ، عَدِيمُ الْعِلْمِ، إِذْ لَوْ كَانَ لَهٗ عِلْمٌ لَّعَلِمَ أَنَّ مَنْ مَّاتَ كَافِرًا لَّا يَنْفَعُهٗ أَنْ يُّؤْمِنَ بَعْدَ الرَّجْعَةِ، لَا بَلْ لَّوْ آمَنَ عِنْدَ الْمُعَايَنَةِ لَمْ يَنْتَفِعْ، وَيَكْفِي فِي رَدِّ هٰذَا الْحَدِيثِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ﴾، وَقَوْلُهٗ فِي الصَّحِيحِ : اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأُمِّي، فَلَمْ يَأْذَنْ.

''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ حدیث من گھڑت ہے۔ جس شخص نے اسے گھڑا ہے، وہ کم عقل اور علم سے کورا تھا۔ اگر اس کے پاس علم ہوتا، تو اسے ضرور معلوم ہوتا کہ جو شخص کفر کی حالت میں فوت ہو جائے، اس کو دنیا میں دوبارہ لوٹائے جانے کے بعد ایمان کوئی فائدہ نہیں دے گا، بلکہ اگر وہ ملک الموت کو دیکھنے کے وقت بھی ایمان لے آئے، تو اس کے لیے مفید نہیں۔ اس من گھڑت حدیث کے ردّ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی کافی ہے: ﴿فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ﴾ (البقرۃ: ۲۱۷) (جو کفر کی حالت میں مر جائیں [وہ ہمیشہ کے جہنمی ہیں])۔ اسی طرح صحیح مسلم (۹۷۶) میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: میں نے اپنے ربّ سے اپنی والدہ کے لیے دُعائے مغفرت کی اجازت طلب کی، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت نہیں دی۔''

(الموضوعات: 284/1)

④ حافظ سہیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بِسَنَدٍ فِيهِ مَجْهُولُونَ .

’’اس سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔‘‘

(الرّوض الأنف : 187/2)

⑤ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ مُّنْكَرٌ . ’’یہ منکر حدیث ہے۔‘‘

(لسان الميزان لابن حجر : 305/4)

⑥ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ كَذِبٌ، لِمَا صَحَّ مِنْ أَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اسْتَأْذَنَ رَبَّهٗ فِي الِاسْتِغْفَارِ لَهَا، فَلَمْ يَأْذَنْ لَهٗ .

’’یہ جھوٹی حدیث ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ سے اپنی والدہ کے لیے استغفار کی اجازت چاہی، تو اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی [صحیح مسلم: ۹۷۶]۔‘‘

(ميزان الاعتدال : 684/2)

⑦ حافظ سیوطی نے اس کی سند کو ’’ضعیف‘‘ قرار دیا ہے۔

(الحاوي للفتاوي : 230/2)

✿ نیز لکھا ہے:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ .

’’باتفاق محدثین یہ حدیث ضعیف ہے۔‘‘

(الحاوي للفتاوي : 230/2)

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

فائدہ:

❀ حافظ ابن دحیہ کلبی رحمہ اللہ (٦٣٣ھ) کہتے ہیں:

إِنَّ الْحَدِيثَ فِي إِيمَانِ أُمِّهِ وَأَبِيهِ مَوْضُوعٌ، يَرُدُّهُ الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ وَالْإِجْمَاعُ، قَالَ اللّٰهُ الْعَظِيمُ : ﴿وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ﴾ (النساء : ١٨)، فَمَنْ مَّاتَ كَافِرًا لَّمْ يَنْفَعْهُ الْإِيمَانُ بَعْدَ الرَّجْعَةِ، بَلْ لَّوْ آمَنَ عِنْدَ الْمُعَايَنَةِ لَمْ يَنْتَفِعْ، فَكَيْفَ بَعْدَ الْإِعَادَةِ؟

”رسول اللہ ﷺ کے والدین کے (دوبارہ زندہ ہو کر) ایمان لانے والی روایت من گھڑت ہے۔ قرآنِ کریم اور اجماعِ امت اس کا ردّ کرتے ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ﴾ (النّساء : ١٨) (اور [ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی] جو کفر کی حالت میں فوت ہوتے ہیں)۔ چنانچہ جو بھی شخص کفر کی حالت میں فوت ہو جاتا ہے، اسے مرنے کے بعد لوٹائے جانے پر ایمان لانا فائدہ نہیں دیتا، بلکہ اگر وہ ملک الموت کو دیکھنے کے بعد ایمان لائے، تو بھی اس کو کوئی فائدہ نہیں، چہ جائیکہ دوبارہ زندہ ہو کر ایمان لایا جائے۔“

(التّذكرة للقرطبي، ص 140)

❀ حافظ ابن دحیہ کا ردّ کرتے ہوئے علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ إِحْيَاءُ هُمَا وَإِيمَانُهُمَا بِمُمْتَنِعٍ عَقْلًا وَّشَرْعًا .

”ان کا دوبارہ زندہ ہو کر ایمان لانا عقلی اور شرعی اعتبار سے ناممکن نہیں ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(التذکرۃ، ص 141)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

هٰذَا كُلُّهُ مُتَوَقَّفٌ عَلٰى صِحَّةِ الْحَدِيثِ، فَإِذَا صَحَّ فَلَا مَانِعَ مِنْهُ .

"یہ ساری بحث تو حدیث کی صحت پر موقوف ہے۔ اگر اس بارے میں مروی حدیث صحیح ثابت ہو جائے، تو پھر واقعی یہ ممکن ہو گا (لیکن یہ روایت ہی من گھڑت ہے)۔"

(تفسير ابن كثير : 224/4)

نبی کریم ﷺ کے چچا کا دوبارہ زندہ ہونا اور ایمان لانا ثابت نہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اگر میں نہ ہوتا، تو میرے چچا ابو طالب جہنم کے نیچے والے طبقے میں ہوتے، تو نبی کریم ﷺ کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی کہ اہل دوزخ میں انہیں کم تر عذاب ہو گا کہ انہیں آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے، جن سے ان کا دماغ ہنڈیا کی طرح اُبلے گا۔ معلوم ہوا کہ ابو طالب شرعی مومن نہ تھے، جیسا کہ بعض ملحدین کہتے ہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

اَلْإِمَامُ ضَامِنٌ، وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ، اَللّٰهُمَّ أَرْشِدِ الْأَئِمَّةَ، وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِينَ .

"امام (اپنی اور مقتدیوں کی نماز کا) ضامن ہے، مؤذن (وقت پر اذان کہنے کا) امین ہے، اے اللہ! اماموں کی راہنمائی فرمانا اور مؤذنوں کو بخش دینا۔"

(سنن التّرمذي : 207)

جواب: روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اضطراب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ لَمْ يُثْبِتْ حَدِيثَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَلَا حَدِيثَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَائِشَةَ فِي هٰذَا.

”آپ رحمہ اللہ اس بارے میں ابوصالح عن ابی ہریرہ اور ابوصالح عن عائشہ والی (دونوں روایات کو) ثابت نہیں سمجھتے تھے۔“

(سنن الترمذي، تحت الرقم: 207)

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ حدیث ابی ہریرہ کے متعلق فرماتے ہیں:

مَا أُرٰى لِهٰذَا الْحَدِيثِ أَصْلًا.

”میرے مطابق اس حدیث کی کوئی سند ثابت نہیں۔“

(مسائل أبي داود: 1871)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدِ اضْطَرَبَ الْحَدِيثُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ.

”ابوصالح سے یہ حدیث مضطرب ہے۔“

(العلل: 10/197)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا يَصِحُّ.

”یہ حدیث ثابت نہیں۔“

(العِلل المتناهية: 1/437)

❁ اس حدیث کو حافظ نووی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(خلاصة الأحكام :278/1)

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي سَنَدِهِمَا اضْطِرَابٌ .

”حدیث ابی ہریرہ اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہما کی سند میں اضطراب ہے۔“

(نصب الرّاية : 59/2)

تنبیہ:

اس معنی کی روایت دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے، مگر وہ بھی ضعیف وغیر ثابت ہے۔

سوال: خنزیر کے بالوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: خنزیر نجس العین ہے، اس کے بال بھی نجس ہیں۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا ...... أَنَّ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَشَحْمَهٗ وَوَدَكَهٗ وَغُضْرُوفَهٗ وَمُخَّهٗ وَعَصَبَهٗ حَرَامٌ كُلُّهٗ وَكُلُّ ذٰلِكَ نَجَسٌ .

”اہل علم کا اتفاق ہے کہ...... خنزیر کا گوشت، چربی، چکنائی، نرم ہڈی، بھیجہ اور اعصاب سب کچھ حرام ہے، نیز سب نجس ہے۔“

(مَراتب الإجماع، ص 23)

❁ علامہ ابوالمظفر سمعانی رحمہ اللہ (۴۸۹ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِجْمَاعَ انْعَقَدَ عَلٰى نَجَاسَتِهٖ بِعِظَامِهٖ وَشُعُورِهٖ .

”خنزیر کی ہڈیوں اور بالوں کے نجس ہونے پر اجماع منعقد ہے۔“

(الاصطلام :103/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا رات کے نوافل چار چار رکعت کر کے پڑھنا مسنون ہے؟

جواب: رات کے نوافل دو دو رکعت پڑھنا مسنون ہے۔ رات کو چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا ثابت نہیں۔

❁ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اکرم ﷺ کی رمضان میں نماز کیسی تھی؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا، فَلَا تَسَئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ : يَا عَائِشَةُ، إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي .

”رسول اکرم ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے، چار رکعت پڑھتے، ان کا حسن اور ان کی طوالت مت پوچھئے، پھر چار رکعت پڑھتے، طوالت اور حسن میں مثالی، پھر تین وتر پڑھتے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

میں نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا۔''

(صحیح البخاري : 1147، صحیح مسلم : 125/738)

بعض نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک سلام سے چار رکعت پڑھتے تھے، جبکہ دوسری حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ وہ چار رکعت ایک سلام سے نہیں ہوتی تھیں، بلکہ نبی کریم ﷺ دو دو کر کے آٹھ رکعت ادا کرتے تھے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ، إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ.

''نماز عشاء جسے لوگ ''عتمہ'' کہتے ہیں اور نماز فجر کے درمیان نبی کریم ﷺ گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔''

(صحیح مسلم : 736/122)

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ ان لوگوں کا رد کرتے ہیں، جو رات کی نماز کو چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا مسنون سمجھتے ہیں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں۔

❁ چنانچہ فرماتے ہیں:

قِيلَ لَهٗ : فَقَدْ رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهٗ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ، وَهٰذَا الْبَابُ إِنَّمَا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

يُؤْخَذُ مِنْ جِهَةِ التَّوْقِيفِ وَالِاتِّبَاعِ لِمَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِهِ وَفَعَلَهُ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهِ فَلَمْ نَجِدْ عِنْدَ مَنْ فَعَلَهُ وَلَا مِنْ قَوْلِهِ : أَنَّهُ أَبَاحَ أَنْ يُصَلَّى فِي اللَّيْلِ بِتَكْبِيرَةٍ أَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَبِذٰلِكَ نَأْخُذُ وَهُوَ أَصَحُّ الْقَوْلَيْنِ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ .

”ایسے لوگوں (جو رات کی نماز کو چار رکعت ایک سلام سے مسنون کہتے ہیں) کو جواب دیا جائے گا کہ زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے۔ یہ مسئلہ توقیفی ہے اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے اور یہی فرمایا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اصحاب نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ جو لوگ رات کی نماز کو چار چار رکعت کر کے پڑھتے ہیں، ان کے پاس یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں کوئی دلیل نہیں کہ جس سے رات کو دو رکعت سے زیادہ ایک سلام سے پڑھنا ثابت ہوتا ہو۔ ہمارا موقف یہی ہے، اس مسئلہ میں ہمارے مطابق صحیح ترین قول یہی ہے۔“

(شرح معاني الآثار: 1/336)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى .

”رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 2/26، 51؛ سنن أبي داوٗد : 1295، سنن النّسائي : 677،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سنن التّرمذي : 597؛ سنن ابن ماجه : 1322، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال : کیا کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو چوما جا سکتا ہے؟

جواب : کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو چومنا ثابت نہیں۔ کعبۃ اللہ میں صرف حجر اسود کو چومنا مسنون ہے۔

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِهٰذَا أَصْلٌ فِي السُّنَّةِ، وَلَمْ يرِدْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ مِنَ الْبَيْتِ غَيْرَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ، وَالْاِتِّبَاعُ أَوْلٰى مِنَ الْاِبْتِدَاعِ، بَلْ هُوَ الْوَاجِبُ .

”کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو چومنے پر سنت میں کوئی دلیل نہیں، نبی کریم ﷺ سے حجر اسود کے علاوہ کعبۃ اللہ کے کسی حصہ کو چومنا ثابت نہیں۔ سنت پر عمل کرنا بدعت سے بہتر ہے، بلکہ سنت پر عمل کرنا ہی واجب ہے۔“

(التّنبيه على مشكلات الهداية : 3/1055)

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، تو فرمایا:

لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ .

”اگر میں نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا، تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔“

(صحيح البخاري : 1597، صحيح مسلم : 1270)

معلوم ہوا کہ جس چیز کا بوسہ شریعت سے ثابت نہ ہو، اسے بوسہ دینا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِرْمِذِيِّ : فِيهِ كَرَاهِيَةُ تَقْبِيلِ مَا لَمْ يَرِهُ الشَّرْعُ بِتَقْبِيلِهِ .

''ہمارے شیخ (حافظ عراقی رحمہ اللہ) جامع ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو بوسہ دینے کی تعلیم شریعت نے نہ دی ہو، اسے بوسہ دینا مکروہ ہے۔''

(فتح الباري : 463/3)

❀ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِتِّبَاعَ كَمَا يَكُونُ فِي الْفِعْلِ يَكُونُ فِي التَّرْكِ، فَالْفِعْلُ سُنَّةٌ وَالتَّرْكُ سُنَّةٌ .

''اتباع جس طرح فعل نبوی میں ہوتا ہے، اسی طرح ترک میں بھی ہوتا ہے۔ لہذا (نبی کریم ﷺ کا) فعل بھی سنت ہے اور (آپ ﷺ کا) ترک بھی سنت ہے۔''

(التّنبيه على مشكلات الهداية :269/1)

ثابت ہوا جس کام کا محرک موجود ہو، اس کے بارے میں شرعی ممانعت بھی ثابت نہ ہو اور نہ ہی اسے سرانجام دینے میں کوئی رکاوٹ ہو، اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے اسے ترک کیا ہو، تو اسے ترک کرنا سنت ہے اور اس پر عمل کرنا بدعت سیئہ وقبیحہ ہے۔

سوال: ''وجد'' کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: وجد اور حال جو صوفیوں کے اعمال وافعال ہیں، بے حقیقت اور بے ثبوت ہیں۔ اسے تلبیس ابلیس کہہ سکتے ہیں۔ یہ وجد اور حال نصاریٰ سے مستعار ہے۔ نبی ﷺ، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین سے ایسا ثابت نہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ علامہ سرخسی حنفی رحمہ اللہ (۴۸۳ھ) کہتے ہیں:

إِنَّ مَا يَفْعَلُهُ الَّذِينَ يَدَّعُونَ الْوَجْدَ وَالْمَحَبَّةَ مَكْرُوهٌ لَا أَصْلَ لَهٗ فِي الدِّينِ .

”لوگ وجد اور محبت کے حال کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ مکروہ ہے، دین میں اس کی کوئی اصل نہیں۔“

(البَحر الرّائق لابن نُجَيم : 82/5)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَبَسَ الْعِنَبَ أَيَّامَ الْقِطَافِ حَتّٰى يَبِيعَهٗ مِنْ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ، أَوْ مِمَّنْ يَتَّخِذُهٗ خَمْرًا، فَقَدْ تَقَحَّمَ النَّارَ عَلٰى بَصِيرَةٍ .

”جس نے کٹائی کے دنوں میں انگور روک لیے، تاکہ انہیں کسی یہودی یا عیسائی یا شراب کشید کرنے والے کو بیچے، تو اس نے جانتے بوجھتے خود کو جہنم میں گرا دیا۔“

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 5356)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① عبدالکریم بن (ابی) عبدالکریم مجہول ہے۔

② حسن بن مسلم بھی مجہول و نامعلوم ہے۔

③ حسین بن واقد کی روایت عبداللہ بن بریدہ سے منکر ہوتی ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوٰى عَنْهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا !.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”عبداللہ بن بریدہ کی وہ روایات، جو اس سے حسین بن واقد بیان کرتا ہے، کس قدر منکر ہیں!“

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد اللّٰه : 1420)

یہ جرح مفسر ہے۔

❀ اس حدیث کے بارے میں امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حديثٌ كَذِبٌ بَاطِلٌ .

”یہ حدیث جھوٹی اور باطل ہے۔“

(علل الحديث : 1165)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَا أَصْلَ لَهٗ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ .

”حسین بن واقد سے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔“

(كتاب المَجروحين :236/1)

❀ نیز ”منکر“ بھی کہا ہے۔

(كتاب المَجروحين :236/1)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ”موضوع (من گھڑت)“ کہا ہے۔

(ميزان الاعتدال :523/1)

سوال: درج ذیل روایت کا مفہوم کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ستر ہزار لوگوں کے بارے میں فرمایا، جو بغیر حساب و کتاب جنت میں جائیں گے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

هُمُ الَّذِينَ لَا يَرْقُونَ، وَلَا يَسْتَرْقُونَ ....

’’وہ نہ خود دم کرتے ہوں گے اور نہ دم کراتے ہوں گے۔‘‘

(صحیح مسلم : 220)

جواب: دم کرنا یا کرانا جائز اور مشروع ہے۔ ترک کرنا اولیٰ اور افضل ہے۔ حدیث میں ان لوگوں کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ جو نہ خود دم کریں گے اور نہ دوسروں سے دم کرائیں گے، بلکہ اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کو تفویض کر دیں گے اور اللہ پر کامل توکل کریں گے۔ اس سے دم کرنے یا کرانے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

سوال: رقص کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: رقص بالا جماع حرام ہے۔

❁ علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّقْصُ وَالتَّصْفِيقُ وَالصَّرِيخُ وَضَرْبُ الْأَوْتَارِ وَالصَّنْجِ وَالْبُوقِ الَّذِي يَفْعَلُهُ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِي التَّصَوُّفَ فَإِنَّهُ حَرَامٌ بِالْإِجْمَاعِ .

’’رقص کرنا، تالیاں بجانا، چیخیں مارنا، کمان کی تاند بجانا، باجہ بجانا اور ہارن وغیرہ مارنا، جو کہ بعض صوفیا کرتے ہیں، بالا جماع حرام ہے۔‘‘

(حاشية الطّحطاوي على مراقي الفلاح، ص 215)

❁ علمائے احناف کہتے ہیں:

اَلسَّمَاعُ وَالْقَوْلُ وَالرَّقْصُ الَّذِي يَفْعَلُهُ الْمُتَصَوِّفَةُ فِي زَمَانِنَا حَرَامٌ لَا يَجُوزُ الْقَصْدُ إِلَيْهِ وَالْجُلُوسُ عَلَيْهِ وَهُوَ وَالْغِنَاءُ وَالْمَزَامِيرُ سَوَاءٌ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سماع،قوالی اور رقص، جو ہمارے زمانے کے صوفیا کرتے ہیں،حرام ہیں،ان مجلسوں اور محفلوں میں جانا اور ان میں بیٹھنا جائز نہیں۔قوالی، گانا اور موسیقی کا حکم ایک ہے۔“

(فتاویٰ عالمگیری:5/352،فتاویٰ شامی:6/349)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّقْصُ، فَلَمْ يَأْمُرِ اللّٰهُ بِهٖ وَلَا رَسُوْلُهٗ وَلَا أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ .

”رقص کرنے کا حکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا، نہ اس کے رسول ﷺ نے اور نہ کسی امام نے کہا۔“

(مَجموع الفتاویٰ:11/599)

❁ امیر صنعانی رحمہ اللہ (۱۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّقْصُ وَالتَّصْفِيقُ فَشَأْنُ أَهْلِ الْفِسْقِ .

”رقص کرنا اور تالیاں بجانا اہل فسق کا کام ہے۔“

(سبل السّلام : 2/192)

سوال:تصویر کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: جو تصویر ہاتھ سے بنائی جائے، وہ ممنوع اور حرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت خلق سے مشابہت ہے،تصویر کے بارے میں جو ممانعت، وعید یا مذمت بیان ہوئی ہے، وہ اسی تصویر کے بارے میں ہے۔

کیمرے سے بنائی گئی تصویر حرام نہیں،لغوی اور شرعی طور پر اسے تصویر نہیں کہا جا سکتا، اگرچہ عرف میں اسے بھی ”تصویر“ کہہ دیا جاتا ہے،مگر حقیقت میں یہ عکس ہے،تصویر نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: درج ذیل آیت کریمہ کا کیا معنی ہے؟

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طه : ٥)

''رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ﴾

(الأعراف : ٥٤، يونس : ٣، الرعد : ٢، الفرقان : ٥٩، السجدة : ٤، الحديد : ٤)

جواب: سلف صالحین اور ائمہ دین نے ان آیاتِ بینات کا معنی بیان کیا ہے کہ ''وہ عرش پر بلند ہوا۔''

❀ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ : عَلَا، فَهُوَ صَحِيحٌ، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَقِّ .

''جن لوگوں نے کہا ہے کہ (استوا علی العرش کا معنی یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ بلند ہوا، ان کی بات صحیح ہے۔ اہل سنت اور اہل حق کا یہی مذہب ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : ٩٢/٢٠)

❀ امام مجاہد بن جبر مکی رحمہ اللہ (۱۰۴ھ) استوا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

عَلَا عَلَى الْعَرْشِ .

''عرش پر بلند ہوا۔''

(تغليق التّعليق لابن حَجَر : ٣٤٥/٥، وسندهٗ حسنٌ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلرَّحْمٰنُ عَلٰی عَرْشِهٖ ارْتَفَعَ وَعَلَا .

''اللہ تعالیٰ عرش پر بلند ہوا۔''

(تفسير الطّبري : ۲۷۰/۱۸، ۱٦۹/۲۳)

❁ امامِ لغت، محمد بن زیاد، ابن الاعرابی رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

أَتَعرِفُ فِي اللُّغَةِ اِسْتَوٰى بِمَعْنٰى اِسْتَوْلٰى؟ فَقَالَ : لَا .

''کیا آپ لغت میں استویٰ کا معنیٰ ''غلبہ پانا'' جانتے ہیں؟ فرمایا: نہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 201/3، وسندهٗ حسنٌ)

❁ داود بن علی ظاہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنَّا عِنْدَ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، مَا مَعْنٰى قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ (طٰهٰ : ٥) قَالَ : هُوَ عَلٰى عَرْشِهٖ كَمَا أَخْبَرَ .

قَالَ الرَّجُلُ : لَيْسَ كَذَاكَ هُوَ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، إِنَّمَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ : ﴿اسْتَوٰى﴾ اِسْتَوْلٰى .

فَقَالَ ابْنُ الْأَعْرَابِيِّ : اُسْكُتْ، مَا يُدْرِيكَ مَا هٰذَا؟ اَلْعَرَبُ لَا تَقُولُ لِلرَّجُلِ، اسْتَوْلٰى عَلَى الشَّيْءِ حَتّٰى يَكُونَ لَهٗ فِيهِ مُضَادٌّ، فَأَيُّهُمَا غَلَبَ قِيلَ : قَدِ اسْتَوْلٰى عَلَيْهِ، وَاللّٰهُ لَا مُضَادَّ لَهٗ هُوَ عَلٰى عَرْشِهٖ كَمَا أَخْبَرَ، وَالْاِسْتِيلَاءُ بَعْدَ الْمُغَالَبَةِ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”ہم محمد بن زیاد ابن الاعرابی رحمہ اللہ کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابو عبد اللہ! فرمان الٰہی : ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾ ”رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔“ کا کیا معنی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر ہے، جیسا کہ اس نے خبر دی ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: اے ابو عبد اللہ! اس کا یہ معنی نہیں ہے، بلکہ استویٰ کا معنی غلبہ پانا ہے۔ تو امام ابن الاعرابی رحمہ اللہ نے فرمایا: خاموش ہو جا، کیا تمہیں یہ بھی نہیں معلوم نہیں؟ اہل عرب کسی شخص کے بارے میں ”استولیٰ“ اسی وقت کہتے ہیں، جب اس شخص کا اس معاملہ میں کوئی مقابل ہو، دونوں میں جو غالب آ جائے، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اس پر غالب آ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا تو کوئی مقابل نہیں، وہ اپنے عرش پر ہے، جیسا کہ اس نے خبر دی ہے۔ ”استیلاء“ ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے بعد ہوتا ہے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب : 201/3، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا قادیانی اقلیت ہیں؟

جواب: غلام احمد قادیانی کاذب، مفتر، زندیق، ملحد، دجال، کافر اور مرتد تھا۔ اس کا ارتداد کئی وجوہ سے تھا؛ ① دعوئ نبوت ② دعوئ شریعت ③ انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین ④ متواتر ضروریات دین کا انکار ⑤ انبیائے کرام علیہم السلام کو سب وشتم کرنا۔

مرزا کے بے شمار کفریات ہیں، جو اس کی اپنی کتب سے عیاں ہیں۔ اس کے زندیق ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے شریعت کے الفاظ کی حقیقت بدل دی، یوں ملحد ٹھہرا۔

یاد رہے کہ اسلام میں چار طرح کے لوگوں کی جان و مال کی حرمت ہے: ① مومن ② ذمی، جس کے ساتھ یہ معاہدہ ہو کہ وہ جزیہ دے کر پُر امن طریقے سے اسلامی ریاست میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رہے گا③ جس کے ساتھ یہ معاہدہ طے پا جائے کہ نہ وہ مسلمانوں سے جنگ کرے گا اور نہ مسلمان اس سے جنگ کریں گے۔④ ایسا شخص، جو نہ تو ذمی ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے، لیکن وہ ایک محدود مدت تک اَمان طلب کر لیتا ہے کہ میں کسی بھی غرض سے آپ کی سلطنت میں رہوں گا، اسے امان حاصل ہے۔تمام کفار کو اقلیت کے حقوق حاصل ہیں۔

اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کو جائز سمجھے، تو وہ مرتد کافر ہے۔ اگر وہ خود دعویٰ نبوت کر دے، تو بھی مرتد کافر ہے۔ اگر کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، تو بھی مرتد کافر ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ تینوں خرابیاں پائی جاتی تھیں۔ اس سب کے باوجود جو ایسے کی تصدیق کرے، وہ اُس جیسا مرتد کافر ہے۔

قادیانی نہ صرف مرزا کو نبی مانتے ہیں، بلکہ اُس کی جھوٹی نبوت کی دعوت بھی دیتے ہیں اور جو اسے نبی نہ مانے، اسے مسلمان بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اسلام کے الفاظ کی حقیقت کو بھی بدلتے ہیں، لہٰذا ان کا کفر عام کفر نہیں ہے، بلکہ ان کا کفر، کفر ارتداد مغلظ ہے۔ ایسوں کو کسی اسلامی سلطنت میں رہنے کا کوئی حق نہیں، چہ جائیکہ انہیں اقلیت تسلیم کر لیا جائے۔ اسلام میں ان کی کوئی حرمت ہے، نہ حقوق۔ ارتداد کی وجہ سے ان کی سزا قتل ہے، خواہ پیدائشی قادیانی ہوں، یا بعد میں مرتد ہو گئے ہوں، دونوں کا حکم ایک ہی ہے، البتہ یہ ذمہ داری مسلمان حکمران کی ہے، عام انسان کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں۔

❁ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (620ھ) لکھتے ہیں:

مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ، أَوْ صَدَّقَ مَنِ ادَّعَاهُ، فَقَدِ ارْتَدَّ.

”جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرتا ہے، وہ مرتد ہے۔“

(المُغني: 28/9)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ أَثْبَتَ نَبِيًّا بَعْدَ مُحَمَّدٍ فَهُوَ شَبِيهٌ بِأَتْبَاعِ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ وَأَمْثَالِهِ مِنَ الْمُتَنَبِّئِينَ.

”جو محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کا اثبات کرتا ہے، وہ مسیلمہ کذاب اور اس جیسے دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کے پیرکاروں کے حکم میں ہے۔“

(منہاج السّنّۃ : 187/6)

۞ سعودی عرب کے مفتی اعظم، علامہ ابن باز رحمہ اللہ (1420ھ) فرماتے ہیں:

مَنِ ادَّعٰى أَنَّهُ نَبِيٌّ أَوْ أُوحِيَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَالْقَادِيَانِيَّةِ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ ضَالٌّ مُّضِلٌّ مُّرْتَدٌّ عَنْ دِينِ الْإِسْلَامِ.

”جو دعویٰ کرے کہ وہ نبی ہے یا اس پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے، تو وہ کافر، گمراہ، گمراہ گر اور دین اسلام سے مرتد ہے، جیسا کہ قادیانی ہیں۔“

(مَجموع فتاوی ابن باز : 28/6)

۞ علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (1421ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ نَبِيٌّ بَعْدَ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ فَهُوَ كَاذِبٌ كَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ وَالْمَالِ، وَمَنْ صَدَّقَهُ فِي ذٰلِكَ؛ فَهُوَ كَافِرٌ حَلَالُ الدَّمِ وَالْمَالِ، وَلَيْسَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے، وہ کافر اور جھوٹا ہے، اس کا خون اور مال حلال ہے، نیز جس نے مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ بھی کافر ہے، اس کا مال

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وجان بھی حلال ہے، ایسا شخص نہ مسلمان ہے اور نہ امت محمدیہ میں داخل ہے۔‘‘

(مَجموع ورسائل العثيمين : 478/9)

❁ سعودی علما کا فتویٰ ہے:

...... هٰؤُلَاءِ كُفَّارٌ مُّرْتَدُّونَ عَنِ الْإِسْلَامِ وَإِنْ زَعَمُوا أَنَّهُمْ مُسْلِمُونَ، وَإِنِ اجْتَهَدُوا فِي الدَّعْوَةِ إِلَيْهِ عَلٰى عَقِيدَتِهِمْ وَطَرِيقَتِهِمْ؛ كَجَمَاعَةِ الْقَادِيَانِيَّةِ الْأَحْمَدِيَّةِ الَّذِينَ أَنْكَرُوا خَتْمَ النُّبُوَّةِ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَعَمُوا أَنَّ غُلَامَ أَحْمَدَ الْقَادِيَانِيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ وَرَسُولُهٗ، أَوْ أَنَّهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، أَوْ تَقَمَّصَتْ رُوْحُ مُحَمَّدٍ أَوْ عِيسٰى بَدَنَهٗ فَكَانَ بِمَنْزِلَتِهٖ فِي النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ .

’’......یہ لوگ کافر اور اسلام سے مرتد ہیں، اگر چہ یہ خود کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں اور اپنے عقیدے اور طریقے کے مطابق اسلام کی طرف دعوت بھی دیتے ہیں، جیسے قادیانی احمدی فرقہ، جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا نبی اور رسول ہے یا وہ مسیح (موعود) عیسیٰ بن مریم ہے یا محمد کریم (ﷺ) اور عیسیٰ (علیہ السلام) کی روح غلام احمد کے بدن میں داخل ہو چکی ہے، یوں اسے نبوت اور رسالت کا مقام حاصل ہو گیا ہے۔‘‘(فتاوى اللّجنة الدّائمة : 226/2)

❁ علامہ صالح بن فوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنِ ادَّعٰى عَدَمَ خَتْمِ النُّبُوَّةِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَوْ صَدَّقَ مَنْ يَدَّعِي ذٰلِكَ؛ فَهُوَ مُرْتَدٌّ عَنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، وَلِهٰذَا حَكَمَ الصَّحَابَةُ عَلٰى مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرِّدَّةِ، وَقَاتَلُوهُ هُوَ وَأَتْبَاعَهُ، وَسَمَّوْهُمْ بِالْمُرْتَدِّينَ، وَهٰذَا مِمَّا أَجْمَعَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ الْمُسْلِمِينَ سَلَفًا وَّخَلَفًا.

”جس نے محمد کریم ﷺ کے خاتم النبیین نہ ہونے کا دعویٰ کیا، یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی، تو وہ دین اسلام سے مرتد ہے۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والوں پر ارتداد کا فتویٰ لگایا تھا، متنبّی سے بھی قتال کیا اور اس کے پیروکاروں سے بھی، نیز انہیں مرتد بھی قرار دیا۔ پہلے اور بعد والے مسلمان اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔“

(الإرشاد إلى صحيح الاعتقاد، ص 213)

❁ علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) نقل کرتے ہیں:

هٰذَا وَمَنْ تَبِعَهُ مُلْحِدٌ زِنْدِيقٌ كَافِرٌ مُّرْتَدٌّ بِلَا رَيْبٍ وَّشَكٍّ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَهُوَ الْحَقُّ وَفِيهِ الصَّوَابُ، وَكَذَا مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ بَعْدَ اطِّلَاعِهٖ عَلٰى كُفْرِيَاتِهٖ فَعَلَيْهِ مَا عَلَيْهِ، وَلَعْنَةٌ فِي الدُّنْيَا وَذِلَّةٌ فِي الْآخِرَةِ، وَعَذَابٌ وَّعِقَابٌ، كَيْفَ وَلَوْ لَمْ يَكُنْ هٰذَا وَمَنْ تَبِعَهُ خَارِجًا عَنِ الْإِسْلَامِ مُرْتَدًّا، لَمْ يَكُنْ مُسَيْلَمَةُ وَأَتْبَاعُهُ وَأَمْثَالُهُ كَافِرًا مُّرْتَدًّا عِنْدَ الْجَزَاءِ يَوْمَ الْحِسَابِ.

”مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کو ماننے والے دونوں بلاشک وشبہ ملحد، زندیق،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کافر اور مرتد ہیں۔ یہی فتویٰ ہے، درست اور حق بات بھی یہی ہے۔ اسی طرح جو مرزا قادیانی کے کفریات جاننے کے بعد بھی اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، تو اس پر بھی وہی فتویٰ لگے گا، جو مرزا قادیانی پر فتویٰ لگا ہے، دنیا میں لعنت اور آخرت میں رسوائی اس کا مقدر ہے، نیز عذاب اور سزا کا مستحق بھی ہے۔ اگر مرزا قادیانی اور اس کو ماننے والے اسلام سے خارج اور مرتد نہیں ہے، تو مسیلمہ وغیرہ اور ان کے ماننے والے بھی روز آخرت کافر مرتد نہیں ہوں گے۔''

(إكفار الملحدين في ضروريات الدِّين، ص 165)

سوال: کیا دعا سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: تمام علما کا اجماع واتفاق ہے کہ میت کے لیے دعا کرنا مفید و نافع ہے، اس کا ثواب اسے پہنچتا ہے۔ دعا تدفین سے پہلے ہو، یا بعد، جنازہ سے پہلے ہو یا جنازہ کے بعد، انفرادی ہو یا اجتماعی، ہاتھ اٹھا کر ہو، یا ہاتھ اٹھائے بغیر، ہر صورت جائز ہے۔ اسی طرح تعزیت کرتے وقت دعا کی جاسکتی ہے، البتہ مروجہ دعا کا کوئی ثبوت نہیں۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (الحشر : ١٠)

''مہاجرین وانصار کے بعد ایمان لانے والے عرض کرتے ہیں: یارب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی بخشش فرما، جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے گئے، ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کینہ وبغض نہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رکھنا۔ ہمارے رب! تو بہت شفیق اور بے انتہا رحیم ہے۔“

بہت سی احادیث اس مفہوم پر دلالت کناں ہیں؛

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ .

”اللہ! بقیع غرقد والوں کی بخشش فرما۔“

(صحيح مسلم : 947)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنازے پر جب لوگ تعریف کررہے تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، قَالَ عُمَرُ : فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي، مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتَ : وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتَ : وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ .

”واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، اس کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مذمت کی گئی، تو فرمایا: واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، پہلے ایک جنازہ گزرا، اس کی تعریف کی گئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، پھر ایک جنازہ گزرا، اس کی مذمت کی گئی، تو آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، فرمایا: آپ لوگوں نے جس کی تعریف کی تھی، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی مذمت کی تھی، اس کے لیے جہنم واجب ہو گئی، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں، آپ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔''

(صحیح البخاري: 1367؛ صحیح مسلم: 949؛ واللّفظ لہٗ)

❀ ابو اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں مدینہ منورہ آیا، ان دنوں وہاں ایک بیماری پھیل چکی تھی، میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہو گئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی، اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا کہ واجب ہو گئی، پھر تیسرا جنازہ نکلا، لوگ اس کی برائی کرنے لگے، آپ نے فرمایا: واجب ہو گئی۔ ابو اسود دؤلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: امیر المومنین! کیا چیز واجب ہو گئی، فرمایا: میں نے وہی کہا ہے، جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس شخص کی اچھائی پر چار آدمی گواہی دیں، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، ہم نے کہا: اگر تین گواہی دیں؟ فرمایا: تین پر بھی، پوچھا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دو؟ فرمایا: دو پر بھی، ہم نے یہ البتہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے تو؟"

(صحيح البخاري : 1368)

❁ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے، زخموں کی تاب نہ لا سکے اور شہید ہو گئے، تو شہید ہوتے وقت اپنے ساتھی سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے لیے دعا کی درخواست کرنا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا، وضو کیا اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ ...... اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ .

"اللہ! اپنے پیارے بندے ابو عامر کی بخشش فرما، ......اللہ! ان کو روز قیامت بہتوں پر فوقیت و برتری عطا فرمانا۔"

(صحيح البخاري : 4323)

سوال: تعزیت کے لیے مجلس بنا کر بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: تعزیت کے لیے مجلس بنا کر بیٹھنا مکروہ ہے، کسی کے گھر اس غرض سے بیٹھ جانا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کریں، مناسب فعل نہیں۔ بیٹھنے کا عمل بہر صورت مکروہ ہے، خواہ مردوں کی طرف سے ہو، یا عورتوں کی طرف سے۔ البتہ تعزیت کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، جنازہ کے موقع پر بھی اور بعد میں بھی۔

یاد رہے کہ سوگ صرف قریبی عورتوں کے لیے ہے، مردوں کے لیے اسلام میں سوگ نہیں۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا یا مبعوث نہیں ہو گا۔ آپ کی نبوت ورسالت پوری انسانیت کے لیے ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے، اس کے بغیر ایمان نہیں، جو نبی کریم ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے یا مدعی نبوت کی تصدیق کرے، وہ مرتد کافر ہے، کیونکہ اس سے قرآنی آیات، متواتر احادیث اور اجماع اُمت کا انکار لازم آتا ہے۔

❁ شیخی زادہ حنفی رحمہ اللہ (1078ھ) نقل کرتے ہیں:

أَمَّا الْإِيمَانُ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَيَجِبُ بِأَنَّهُ رَسُولُنَا فِي الْحَالِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ فَإِذَا آمَنَ بِأَنَّهُ رَسُولٌ وَّلَمْ يُؤْمِنْ بِأَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَكُونُ مُؤْمِنًا.

”رہے ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ، تو اس پر ایمان لانا واجب ہے کہ آپ ﷺ اب ہمارے رسول اور خاتم الانبیا والرسل ہیں، جو آپ کی نبوت پر تو ایمان لائے، لیکن آپ ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان نہ لائے، وہ مومن نہیں ہے۔“

(مَجمع الأنهر: 691/1)

❁ علامہ عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ (۴۲۹ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ وَأَهْلُ الْكِتَابِ عَلَى أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أُرْسِلَ مِنَ النَّاسِ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَآخِرَهُمْ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''مسلمانوں اور اہل کتاب کا اجماع ہے کہ انسانوں کی طرف سب سے پہلے بھیجے جانے والے نبی آدم علیہ السلام ہیں اور مسلمانوں کا اجماع ہے کہ سب سے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

(أصول الدّين، ص 159)

✿ نیز فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ أَقَرَّ بِنُبُوَّةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَقَرَّ بِأَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ، وَأَقَرَّ بِتَأْبِيدِ شَرِيعَتِهٖ وَمَنْعِ مَنْ نَسَخَهَا ...... وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْإِخْبَارُ عَنْهُ بِقَوْلِهٖ : لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَمَنْ رَدَّ حُجَّةَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ فَهُوَ الْكَافِرُ .

''جو بھی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتا ہے، اسے یہ بھی اقرار کرنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا والرسل ہیں، نیز وہ اقرار کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اور اسے منسوخ کرنے والا کوئی نہیں آئے گا۔ ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان متواتر منقول ہیں: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' جس نے قرآن وسنت کی حجت کو رد کیا، وہ کافر ہے۔''

(أصول الدين، ص 162-163)

✿ قاضی ابو یعلی ابن الفراء رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اَلدَّلَالَةُ عَلَيْهِ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ أَنَّ نَبِيَّنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ .

''اُمت کا اجماع دلالت کناں ہے کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم النبیین ہیں۔''

(المُعتمد في أصول الدِّين، ص 167)

❁ علامہ صرصری رحمہ اللہ (۷۱۶ھ) فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ بِنَصِّ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ .

''قرآن، حدیث اور اجماع کی نص ہے کہ محمد کریم ﷺ خاتم الانبیا ہیں۔''

(شرح مختصر الرَّوضة :76/1)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنَّهٗ تَعَالٰى شَرَعَ لِكُلِّ رَسُولٍ شِرْعَةً عَلٰى حِدَةٍ، ثُمَّ نَسَخَهَا أَوْ بَعْضَهَا بِرِسَالَةِ الْآخَرِ الَّذِي بَعْدَهٗ حَتّٰى نَسَخَ الْجَمِيعَ بِمَا بَعَثَ بِهٖ عَبْدَهٗ وَرَسُولَهٗ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي ابْتَعَثَهٗ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ قَاطِبَةً، وَجَعَلَهٗ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ .

''اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو مستقل شریعت دی، پھر ہر ایک کی مکمل یا بعض شریعت کو بعد میں آنے والے رسول کے ذریعے منسوخ کر دیا، یہاں تک کہ تمام رسولوں کی شریعتوں کو اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ کی بعثت سے منسوخ کر دیا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام اہل زمین کی طرف مبعوث کیا ہے اور انہیں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے ''خاتم'' بنایا ہے۔''

(تفسير ابن كثير :130/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ﴾(یونس : ۱۷)

”اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے، جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے؟ بلاشبہ مجرم لوگ کامیاب نہیں ہوسکتے۔“

❁ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالٰى : لَا أَحَدَ أَظْلَمَ وَلَا أَعْتٰى وَلَا أَشَدَّ إِجْرَامًا ﴿مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ وَتَقَوَّلَ عَلَى اللّٰهِ، وَزَعَمَ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ، وَلَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ، فَلَيْسَ أَحَدٌ أَكْبَرَ جُرْمًا وَلَا أَعْظَمَ ظُلْمًا مِنْ هٰذَا، وَمِثْلُ هٰذَا لَا يَخْفٰى أَمْرُهُ عَلَى الْأَغْبِيَاءِ، فَكَيْفَ يُشْتَبَهُ حَالُ هٰذَا بِالْأَنْبِيَاءِ! فَإِنَّ مَنْ قَالَ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ صَادِقًا أَوْ كَاذِبًا، فَلَا بُدَّ أَنَّ اللّٰهَ يَنْصِبُ عَلَيْهِ مِنَ الْأَدِلَّةِ عَلٰى بِرِّهِ أَوْ فُجُورِهِ مَا وَأَظْهَرَ مِنَ الشَّمْسِ، فَإِنَّ الْفَرْقَ بَيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، لَعَنَهُ اللّٰهُ، لِمَنْ شَاهَدَهُمَا أَظْهَرُ مِنَ الْفَرْقِ بَيْنَ وَقْتِ الضُّحٰى وَوَقْتِ نِصْفِ اللَّيْلِ فِي حَنْدَسِ الظَّلْمَاءِ.

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سے بڑا ظالم، سرکش اور مجرم کون ہوسکتا ہے، جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے اور باتیں بنا کر اللہ کے ذمہ لگا دے اور یہ دعویٰ کرے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا ہے، جبکہ اسے مبعوث کیا نہیں؟ جرم اور ظلم میں ایسے شخص سے بڑا کوئی نہیں ہوسکتا۔ ایسے شخص کا معاملہ تو بیوقوفوں پر بھی مخفی نہیں رہتا، تو اس کا معاملہ انبیائے کرام علیہم السلام کے مشابہ کیسے ہوسکتا ہے! جو بھی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ سچا ہو یا جھوٹا، اللہ تعالیٰ اس کی نیکی یا برائی پر ایسی نشانیاں پیدا کر دیتا ہے، جو سورج سے زیادہ واضح ہوتی ہیں۔ اس لیے جن لوگوں نے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور لعین مسیلمہ کذاب دونوں کا مشاہدہ کیا ہے، ان کے لیے دونوں کے درمیان فرق اتنا واضح تھا کہ جتنا چاشت کے وقت کی روشنی اور آدھی رات کے اندھیرے میں ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر : 254/4)

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهٖ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾ (الأنعام : ٢١)

”اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے، جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیات کو جھٹلائے؟ بلاشبہ ظالم لوگ کامیاب نہیں ہوسکتے۔“

❀ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَظْلَمُ مِمَّنْ تَقَوَّلَ عَلَى اللّٰهِ، فَادَّعٰى أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهٗ وَلَمْ يَكُنْ أَرْسَلَهٗ، ثُمَّ لَا أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَحُجَجِهٖ وَبَرَاهِينِهٖ وَدَلَالَاتِهٖ، ﴿إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ﴾ أَيْ لَا يُفْلِحُ هٰذَا وَلَا هٰذَا، لَا الْمُفْتَرِي وَلَا الْمُكَذِّبُ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں، جو باتیں بنا کر اللہ کے ذمہ لگائے اور دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا ہے، جبکہ مبعوث نہیں کیا۔ نیز اس سے بھی بڑا ظالم کوئی نہیں، جو اللہ تعالیٰ کی آیات، حجتوں، دلائل اور براہین کو جھٹلائے۔ ”بلا شبہ ظالم لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔“ یعنی اللہ پر جھوٹ باندھنے والا بھی کامیاب نہیں ہوسکتا اور اللہ کی آیات کو جھٹلانے والا بھی نہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر : 245/3)

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ﴾(الأنعام : ٩٣)

”اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے، جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا یہ کہے کہ مجھے وحی ہوئی ہے، جبکہ اسے کوئی وحی نہ ہوئی ہو؟“

❀ اس آیت کی تفسیر میں علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَا أَحَدَ أَعْظَمُ ظُلْمًا، وَلَا أَكْبَرُ جُرْمًا، مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ بِأَنْ نَسَبَ إِلَى اللّٰهِ قَوْلًا أَوْ حُكْمًا وَهُوَ تَعَالٰى بَرِيءٌ مِنْهُ، وَإِنَّمَا كَانَ هٰذَا أَظْلَمَ الْخَلْقِ، لِأَنَّ فِيهِ مِنَ الْكَذِبِ، وَتَغْيِيرِ الْأَدْيَانِ أُصُولِهَا، وَفُرُوعِهَا، وَنِسْبَةُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ مَا هُوَ مِنْ أَكْبَرِ الْمَفَاسِدِ، وَيَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ ادِّعَاءُ النُّبُوَّةِ، وَأَنَّ اللّٰهَ يُوحٰى

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْهِ، وَهُوَ كَاذِبٌ فِي ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ مَعَ كَذِبِهِ عَلَى اللّٰهِ، وَجُرْأَتِهِ عَلٰى عَظَمَتِهِ وَسُلْطَانِهِ يُوجِبُ عَلَى الْخَلْقِ أَنْ يَتَّبِعُوهُ، وَيُجَاهِدُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَيَسْتَحِلُّ دِمَاءَ مَنْ خَالَفَهُ وَأَمْوَالَهُمْ، وَيَدْخُلُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ كُلُّ مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ، كَمُسَيْلَمَةِ الْكَذَّابِ وَالْأَسْوَدِ الْعَنَسِيِّ وَالْمُخْتَارِ، وَغَيْرِهِمْ مِمَّنِ اتَّصَفَ بِهٰذَا الْوَصْفِ.

''اس سے بڑا ظالم اور مجرم کوئی نہیں، جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے کہ اس کی طرف ایسی بات یا حکم منسوب کر دے، جس سے باری تعالیٰ بری ہے۔ یہ شخص کائنات کا سب سے بڑا ظالم ہے، کیونکہ اس نے جھوٹ بولا اور ادیان کے اُصول وفروع کو تبدیل کر دیا ہے، پھر اس کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا، جو کہ سب سے بڑا خرابی ہے۔ اس جھوٹ میں یہ بھی شامل ہے کہ کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی کی ہے، جبکہ وہ اس بات میں جھوٹا ہو، کیونکہ اس نے ایک تو اللہ پر جھوٹ باندھا ہے اور اس کی عظمت وبادشاہت پر جرأت کی ہے، دوسرا یہ کہ لوگوں کے لیے اپنا اتباع واجب قرار دی ہے، ان سے اس بارے میں زبردستی کی ہے اور اپنے مخالف کے مال وجان کو حلال قرار دیا ہے۔ نیز اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہے، جس نے نبوت کا (جھوٹا) دعویٰ کیا ہے، مثلاً مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مختار ثقفی وغیرہ۔''

(تفسير السّعدي، ص 264)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (الأحزاب : 40)

''محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔''

❁ علامہ شربینی رحمہ اللہ (۹۷۷ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ أَيْ آخِرَهُمُ الَّذِي خَتَمَهُمْ لِأَنَّ رِسَالَتَهٗ عَامَّةٌ وَمَعَهَا إِعْجَازُ الْقُرْآنِ فَلَا حَاجَةَ مَعَ ذٰلِكَ إِلَى اسْتِنْبَاءٍ وَلَا إِرْسَالٍ ...... وَالْحَاصِلُ أَنَّهٗ لَا يَأْتِي بَعْدَهٗ نَبِيٌّ مُطْلَقًا بِشَرْعٍ جَدِيدٍ وَلَا يَتَجَدَّدُ بَعْدَهٗ مُطْلَقًا اسْتِنْبَاءٌ، وَهٰذِهِ الْآيَةُ مُثْبِتَةٌ لِكَوْنِهٖ خَاتَمًا عَلٰى أَبْلَغِ وَجْهٍ وَأَعْظَمِهٖ .

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیائے کرام میں آخری ہیں، آپ ﷺ نے انبیا کے سلسلہ کو ختم کر دیا، کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت عام ہے، اس کے ساتھ ساتھ قرآن کا اعجاز بھی ہے، جس کے ہوتے ہوئے کسی نبوت یا رسالت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ......حاصل کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد مطلق طور پر کوئی نبی نئی شریعت لے کر نہیں آئے گا، نہ آپ ﷺ کے بعد مطلق طور پر نئی نبوت ہوگی۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو ''خاتم'' ہونے کی کامل اور عظیم ترین صورت حاصل ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تفسير الشّربيني : 252/3)

❁ علامہ آلوسی رحمہ اللہ (۱۳۴۲ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِكَوْنِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خَاتَمَهُمُ انْقِطَاعُ حُدُوثِ وَصْفِ النُّبُوَّةِ فِي أَحَدٍ مِنَ الثَّقَلَيْنِ بَعْدَ تَحَلِّيهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِهَا فِي هٰذِهِ النَّشْأَةِ .

”نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت کے بعد جن وانس میں سے کسی کو وصف نبوت سے متصف نہیں کیا جائے گا۔“

(رُوح المَعاني :213/11)

سوال: کیا خاتم النبیین ہونا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے؟

جواب: عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی معنی میں نبوت نہیں۔

❁ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾(الأحزاب : 40)

”محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔“

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾، فِيهِ أَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ، وَأَنَّ مَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ بَعْدَهٗ قُطِعَ بِكِذْبِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ کا معنی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا قطعاً جھوٹا ہوگا۔“

(الإکلیل، ص 212)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَآخِرُهُمْ بَعْثًا فَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، وَشَرْعُهُ مُؤَبَّدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُنْسَخُ، وَنَاسِخٌ لِّجَمِيعِ الشَّرَائِعِ قَبْلَهُ.

”نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور سب سے آخر میں مبعوث ہوئے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے، کبھی منسوخ نہیں ہوگی، نیز سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہے۔“

(أنموذج اللّبیب، ص 49، الخصائص الکُبریٰ: 318/2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”باب خاتم النبیین“ قائم کیا ہے، یہ بتانے کے لیے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک نام ”خاتم النبیین“ بھی ہے۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم بدر کو دعا کی:

اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اَللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اَللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ.

”اے اللہ! جو تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے، اسے پورا فرما، اللہ! اگر تو نے مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا، تو کرہ ارض پر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔“

(صحیح مسلم: 1763)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

إِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ لِأَنَّهُ عَلِمَ أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فَلَوْ هَلَكَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ حِينَئِذٍ لَمْ يُبْعَثْ أَحَدٌ مِمَّنْ يَدْعُو إِلَى الْإِيمَانِ وَلَاسْتَمَرَّ الْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَ غَيْرَ اللّٰهِ فَالْمَعْنٰى لَا يُعْبَدُ فِي الْأَرْضِ بِهٰذِهِ الشَّرِيعَةِ.

''نبی کریم ﷺ نے یہ دعا اس لیے کی، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ خاتم النبیین ہیں، کہ اگر آپ اور آپ کے ساتھی اس وقت شہید کر دیے گئے، تو کوئی ایسا شخص مبعوث نہیں کیا جائے گا، جو ایمان کی طرف دعوت دے اور مشرکین بدستور غیر اللہ کی عبادت جاری رکھیں گے۔ لہٰذا حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ شریعت محمدیہ کے مطابق اللہ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔''

(فتح الباري : 289/7)

علامہ بحرق رحمہ اللہ (۹۳۰ھ) فرماتے ہیں:

ثَبَتَتْ نُبُوَّتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ دَلَّ كَلَامُ رَبِّهِ الْمُنَزَّلُ عَلٰى أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَأَنَّهُ مَبْعُوثٌ إِلَى النَّاسِ أَجْمَعِينَ ثَبَتَ بِذٰلِكَ عُمُومُ رِسَالَتِهٖ، وَنَسْخُ شَرِيعَتِهٖ لِسَائِرِ الشَّرَائِعِ، لِوُجُوبِ طَاعَتِهٖ وَاتِّبَاعِهٖ عَلَى الْكُلِّ : ﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ .

''نبی کریم ﷺ کی نبوت ثابت ہو چکی ہے، اللہ رب العالمین کا کلام منزل اس بات پر دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کو تمام لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف مبعوث کیا گیا ہے،اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کی رسالت عام ہے اور آپ ﷺ کی شریعت نے تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے، کیونکہ آپ کی اطاعت اور اتباع تمام لوگوں پر واجب ہے۔(فرمان باری تعالیٰ ہے :)﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ ''جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا،اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ روز آخرت خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔''

(حدائق الأنوار، ص 132)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَسُولَ الثَّقَلَيْنِ؛ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَأَنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَمِنْهَا أَنَّ شَرَفَ الرَّسُولِ بِالرِّسَالَةِ، وَرِسَالَتُهُ أَشْرَفُ الرِّسَالَاتِ بِأَنَّهَا نَسَخَتْ مَا تَقَدَّمَهَا مِنَ الرِّسَالَاتِ، وَلَا تَأْتِي بَعْدَهَا رِسَالَةٌ تَنْسَخُهَا .

''نبی کریم ﷺ تمام جنوں اور انسانوں کے رسول ہیں، خاتم النبیین ہیں، رسول اللہ ﷺ کو رسالت کے شرف سے متصف کیا گیا ہے،آپ ﷺ کی رسالت سب سے اشرف ہے کہ آپ کی رسالت نے سابقہ تمام رسالتوں کو منسوخ کر دیا ہے،اس رسالت کے بعد کوئی رسالت نہیں آئے گی، جو اسے منسوخ کر دے۔''

(دلائل النُّبُوة: 498/5)

❁ علامہ حلیمی رحمہ اللہ (۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا رَسُولَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، وَالشَّرِيعَةُ الْمَشْرُوعَةُ لَهُ آخِرُ الشَّرِيعَةِ وَعَلَيْهَا تَقُومُ السَّاعَةُ .

”نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی رسول یا نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے، اسی شریعت پر قیامت قائم ہوگی۔“

(المِنهاج في شُعب الإيمان :238/1)

❁ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوبٌ لَّخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ ذٰلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسٰى بِي، وَالرُّؤْيَا الَّتِي رَأَتْ أُمِّي، وَكَذٰلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ يَرَيْنَ، أَنَّهَا رَأَتْ حِينَ وَضَعَتْنِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ .

”آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں پروئے گئے تھے کہ مجھے اللہ نے خاتم النبیین لکھ دیا تھا، میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ کا خواب ہوں، میری پیدائش کے ایام میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ان سے ایک روشنی پھوٹی ہے اور اس نے شام کے محلات کو منور کر دیا ہے، انبیا کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھتی ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد : 127/4، تفسير الطّبري :566/1، 87/28، واللّفظ لهٗ، تفسير ابن أبي حاتم : 1264، طبقات ابن سعد : 148/1-149، تاريخ المدينة لعمر بن شبة : 636/2، المَعرِفة والتّاريخ ليعقوب بن سفيان الفَسوي : 345/2، المُعجم الكبير

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

للطّبراني : 252/18، مسند الشّاميين للطّبراني : 1939، المستدرك للحاكم : 418/2، دلائل النّبوة للبيهقي :80/1، 389-390، 130/2، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (6404) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' بھی کہا ہے۔

(سير أعلام النُّبلاء :47/1)

✿ اس حدیث کے تحت علامہ حلیمی رحمہ اللہ (۴۰۳ھ) فرماتے ہیں:

يَحْتَمِلُ هٰذَا الْحَدِيثُ أَنْ يَكُونَ قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى بِأَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ سَبَقَ خَلْقِهٖ .

''اس حدیث کا یہ معنی بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی تخلیق سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہوں گے۔''

(المِنهاج في شُعب الإيمان : 46/2)

✿ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِأَنَّهٗ لَوِ ادَّعٰى أَحَدٌ النُّبُوَّةَ فَطَلَبَ مِنْهُ شَخْصٌ الْمُعْجِزَةَ كَفَرَ .

''ہمارے بعض علما نے صراحت کی ہے کہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کسی شخص نے اس سے (اس کی نبوت پر) معجزے کا مطالبہ کیا، تو وہ کافر ہو جائے گا۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3485/8)

✿ علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سُئِلَ الْحَافِظُ بُرْهَانُ الدِّينِ الْحَلَبِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی : هَلْ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ مِنْ خَصَائِصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَوْ كُلُّ نَبِيٍّ مَخْتُومٌ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ؟ فَأَجَابَ : لَا أَسْتَحْضِرُ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا وَلٰكِنَّ الَّذِي يَظْهَرُ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُصَّ بِذٰلِكَ لِمَعَانٍ مِنْهَا؛ أَنَّهُ إِشَارَةٌ إِلٰى أَنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ غَيْرُهُ، وَلِأَنَّ بَابَ النُّبُوَّةِ خُتِمَ بِهِ فَلَا يُفْتَحُ بَعْدَهُ أَبَدًا .

”حافظ برہان الدین حلبی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: کیا مہر نبوت نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے ہے یا ہر نبی کو مہر نبوت عطا کی گئی؟ تو انھوں نے جواب دیا: اس بارے میں کوئی واضح دلیل تو مجھے یاد نہیں ہے، لیکن جو بات میری ذہن میں آتی ہے، وہ یہ ہے کہ یہ کئی اعتبار سے نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، مثلاً: یہ نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی طرف اشارہ ہے، جبکہ دیگر انبیا خاتم النبیین نہیں ہیں۔ اور چونکہ نبوت کا دروازہ نبی کریم ﷺ (کی آمد) کے ساتھ بند ہو چکا ہے اور آپ کے بعد کبھی نہیں کھولا جائے گا......“

(سُبُل الهُدیٰ: 50/2)

سوال: کیا سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ علیہا السلام کا جنت میں رسول اللہ ﷺ کی بیویاں بننا ثابت ہے؟

جواب: سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ بنت مزاحم علیہما السلام دونوں کا جنت میں نبی اکرم ﷺ کی بیویاں ہونا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ اس بارے میں جتنی بھی روایات ہیں، ان میں سے کوئی بھی اصولِ محدثین کے مطابق پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ ملاحظہ فرمائیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا:

أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ زَوَّجَنِي فِي الْجَنَّةِ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، وَكَلْثَمَ أُخْتَ مُوسٰى، وَامْرَأَةَ فِرْعَوْنَ.

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں مریم بنت عمران، موسیٰ علیہ السلام کی بہن کلثم اور فرعون کی بیوی (آسیہ) سے میرا نکاح کر دیا ہے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني: ٢٥٩/٨، ح: ٨٠٠٦، الكامل لابن عدي: ١٨٠/٧)

جھوٹی روایت ہے۔

① خالد بن یوسف سمتی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② عبدالنور بن عبداللہ ''وضاع'' یعنی حدیثیں خود گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے والا ہے۔

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ غَالِيًا فِي الرَّفْضِ، وَيَضَعُ الْحَدِيثَ، خَبِيثًا.

''یہ شخص غالی رافضی تھا، حدیثیں گھڑتا تھا اور خبیث تھا۔''

(الضُّعفاء الكبير: ١١٤/٣، ت: ١٠٨٧)

③ یونس بن شعیب کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الضّعفاء الكبير للعُقيلي: ٤٥٩/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُهٗ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”اس کی حدیث غیر محفوظ ہے۔“

(الضُّعفاء الكبير : ٤٥٩/٤)

❁ سیدنا سعد بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَنِي فِي الْجَنَّةِ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، وَامْرَأَةَ فِرْعَوْنَ، وَأُخْتَ مُوسٰى .

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں میرا نکاح مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی اور موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کر دیا ہے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : ٥٢/٦، ح : ٥٤٨٥)

سند سخت ”ضعیف“ ہے۔

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ مَنْ لَّمْ أَعْرِفْهُمْ .

”اس سند میں کئی ایسے راوی ہیں، جنہیں میں نہیں پہچانتا۔“

(مَجمع الزّوائد : ٢١٨/٩)

① سعد بن محمد عوفی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ذَاكَ جَهْمِيٌّ ...... لَوْ لَمْ يَكُنْ هٰذَا أَيْضًا، لَمْ يَكُنْ مِمَّنْ يَسْتَأْهِلُ أَنْ يُّكْتَبَ عَنْهُ .

”یہ جہمی تھا......اگر یہ مسئلہ نہ بھی ہو، تب بھی اس قابل نہیں کہ اس کی حدیث لکھی جائے۔“

(تاريخ بغداد : ١٢٦/٩، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

② حسین بن حسن بن عطیہ عوفی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔ اسے امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم رازی، امام ابن عدی، امام ابن سعد، امام عقیلی اور امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

❀ ابن ابی رواد رحمہ اللہ سے مروی ہے:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَدِيجَةَ، وَهِيَ فِي مَرَضِهَا الَّذِي تُوُفِّيَتْ فِيهِ، فَقَالَ لَهَا : بِالْكُرْهِ مِنِّي مَا الَّذِي أَرٰى مِنْكِ يَا خَدِيجَةُ وَقَدْ يَجْعَلُ اللّٰهُ فِي الْكُرْهِ خَيْرًا كَثِيرًا، أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ اللّٰهَ زَوَّجَنِي مَعَكِ فِي الْجَنَّةِ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَكُلْثَمَ أُخْتَ مُوسٰى وَآسِيَةَ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ؟، قَالَتْ : وَقَدْ فَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ : نَعَمْ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت میں ان کے پاس تشریف لائے، فرمایا: مجھے آپ کی یہ حالت دیکھ کر دُکھ ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اس دُکھ میں بہت زیادہ بھلائی رکھ دے گا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں میرا نکاح آپ کے ساتھ ساتھ مریم بنت عمران، کلثم اخت موسیٰ اور آسیہ زوجہ فرعون کے ساتھ کر دیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : ٢٢/٤٥١، ح : ١١٠٠)

جھوٹی روایت ہے۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مُنْقَطِعُ الْإِسْنَادِ، وَفِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ زَبَالَةَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ .

''سند منقطع ہے، نیز اس میں محمد بن الحسن بن زبالہ راوی ضعیف ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : ۲۱۸/۹)

محمد بن حسن بن زبالہ ''متروک وکذاب'' ہے۔

❁ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ مرض الموت میں مبتلا تھیں۔ فرمایا:

يَا خَدِيجَةُ، إِذَا لَقِيتِ ضَرَائِرَكِ فَأَقْرِئِيهِنَّ مِنِّي السَّلَامَ ، قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَهَلْ تَزَوَّجْتَ قَبْلِي ، قَالَ : لَا، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَنِي مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَآسِيَةَ بِنْتَ مَزَاحِمَ وَكَلْثَمَ أُخْتَ مُوسٰى .

''اے خدیجہ! جب آپ اپنی سوتنوں سے ملنا، تو میری طرف سے انہیں سلام کہنا۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے شادی کی تھی؟ فرمایا: نہیں، اللہ تعالیٰ نے (جنت میں) میرا نکاح مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون اور کلثم اختِ موسیٰ علیہ السلام سے کر دیا ہے۔''

(تاریخ ابن عساکر : ۱۱۸/۷۰)

روایت باطل ہے۔ ابوبکر سلمی بن عبداللہ ہذلی ''متروک الحدیث'' ہے۔

❁ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریم بنت عمران اور سیدہ آسیہ کے بارے میں فرمایا:

هُمَا مِنْ أَزْوَاجِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''یہ دونوں روزِ قیامت میری بیویاں ہوں گی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ ابن عساکر : ۱۱۸/۷۰)

سند سخت ضعیف ہے۔ محمد بن عمر بن صالح کلاعی ''منکر الحدیث'' ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ عَنْ ثِقَاتِ النَّاسِ .

''یہ ثقہ راویوں سے منسوب منکر احادیث بیان کرتا ہے۔''

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : ۲۰۹/٦)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ جِدًّا، اِسْتَحَقَّ تَرْكَ الْاِحْتِجَاجِ بِحَدِيثِهٖ إِذَا انْفَرَدَ .

''سخت منکر الحدیث ہے۔ جب یہ کسی حدیث کو بیان کرنے میں منفرد ہو، تو یہ ناقابل حجت ہوتا ہے۔'' (كتاب المَجروحين : ۲۹۱/۲)

الحاصل:

سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ کا جنت میں رسول اللہ ﷺ کا بیویاں بننا کسی صحیح حدیث میں مذکور نہیں۔ اس بارے میں کوئی روایت پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔

سوال: درود تاج کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: درودِ تاج بے اصل اور خودساختہ درود ہے۔ اس میں غلو پر مبنی شرکیہ الفاظ موجود ہیں۔ اسے پڑھنا گمراہی اور بدعتِ سیّئہ ہے۔

بعض نے اس درود کی فضیلت بھی بنا رکھی ہے، لیکن فضیلت وہی ہے، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کے دوران سیدنا زکریا علیہ السلام سے مکالمہ ہوا، سیدنا زکریا علیہ السلام نے فرمایا:

قَالَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ : قَدْ غَضِبَ إِلٰهُ زَكَرِيَّا لِزَكَرِيَّا، فَتَعَالَوْا حَتّٰى نَغْضَبَ لِمَلِكِنَا، فَنَقْتُلَ زَكَرِيَّا، قَالَ : فَخَرَجُوا فِي طَلَبِي لِيَقْتُلُونِّي، فَجَائَنِي النَّذِيرُ، فَهَرَبْتُ مِنْهُمْ، وَإِبْلِيسُ أَمَامَهُمْ، يَدُلُّهُمْ عَلَيَّ، فَلَمَّا أَنْ تَخَوَّفْتُ أَنْ لَّا أُعْجِزَهُمْ، عَرَضَتْ لِي شَجَرَةٌ، فَنَادَتْنِي، فَقَالَتْ : إِلَيَّ، وَانْصَدَعَتْ لِي، فَدَخَلْتُ فِيهَا، قَالَ : وَجَاءَ إِبْلِيسُ حَتّٰى أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِي، وَالْتَأَمَتِ الشَّجَرَةُ، وَبَقِيَ طَرَفُ رِدَائِي خَارِجًا مِّنَ الشَّجَرَةِ، وَجَائَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ، فَقَالَ إِبْلِيسُ : أَمَا رَأَيْتُمُوهُ دَخَلَ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ، هٰذَا طَرَفُ رِدَائِهٖ، دَخَلَهَا بِسِحْرِهٖ، فَقَالُوا : نُحَرِّقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةَ، فَقَالَ إِبْلِيسُ : شُقُّوهَا بِالْمِنْشَارِ شَقًّا، قَالَ :

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فَشُقِقْتُ مَعَ الشَّجَرَةِ بِالْمِنْشَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا زَكَرِيَّا! هَلْ وَجَدْتَّ لَهٗ مَسًّا أَوْ وَجَعًا؟، قَالَ : لَا، إِنَّمَا وَجَدْتُّ ذٰلِكَ الشَّجَرَةَ جَعَلَ اللّٰهُ رُوحِي فِيهَا .

''بنی اسرائیل نے کہا کہ زکریا کا الٰہ اس سے ناراض ہو گیا ہے، آؤ ہم اپنے بادشاہ کی خاطر زکریا سے ناراض ہو جائیں اور اسے قتل کر دیں۔ وہ مجھے (زکریا علیہ السلام کو) قتل کرنے کے لیے تلاش کرنے لگے۔ ایک شخص نے مجھے اس بات کی اطلاع دی تو میں بھاگ نکلا۔ ابلیس ان لوگوں کے آگے آگے تھا اور میرے بارے میں ان کو بتا رہا تھا۔ جب مجھے خوف ہوا کہ میں مزید بھاگ نہیں پاؤں گا تو ایک درخت میرے سامنے آ کر کہنے لگا: میرے پاس آ جاؤ۔ یہ کہہ کر اس کا تنا پھیل گیا۔ میں اس میں داخل ہونے لگا۔ اتنی دیر میں ابلیس نے آ کر میری چادر کا ایک کونہ پکڑ لیا۔ اسی دوران درخت کا تنا لپٹ گیا اور میری چادر کا کونہ درخت سے باہر ہی رہ گیا۔ جب بنی اسرائیل آئے تو ابلیس ان سے کہنے لگا: کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ زکریا اپنے جادو کے ذریعے اس درخت میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ رہا اس کی چادر کا کونہ! بنی اسرائیل کہنے لگے کہ ہم اس درخت کو جلائیں گے۔ ابلیس نے کہا: اسے آرے سے چیر دو۔ یوں آرے سے مجھے درخت کے ساتھ ہی چیر دیا گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زکریا علیہ السلام سے پوچھا: کیا اس سے آپ کو کوئی گزند یا تکلیف پہنچی؟ سیدنا زکریا علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، مجھے تو یوں لگا کہ میری روح اللہ تعالیٰ نے درخت ہی میں ڈال دی تھی۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 56/19)

(جواب): جھوٹی روایت ہے۔اسحاق بن بشر بن محمد بن عبداللہ، ابوحذیفہ، بخاری ''متروک وکذاب'' ہے۔

(مِیزان الاعتدال للذّهبي :1/184-186)

سیدنا زکریا علیہ السلام سے منسوب اسی طرح کا واقعہ بعض تابعین سے بھی بیان کیا گیا ہے، ان سے مروی روایات کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں؛

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ والی روایت (تاریخ دمشق:207/64) میں علی بن زید بن جدعان ''ضعیف'' ہے۔

❁ وہب بن منبہ رحمہ اللہ والی روایت (تاریخ دمشق:55/19) جھوٹی ہے۔

① عبدالمنعم بن ادریس ''متروک وکذاب'' ہے۔

② اس کا باپ ادریس بن سنان، ابوالیاس صنعانی ''ضعیف'' ہے۔

❁ محمد بن اسحاق بن یسار کی بیان کردہ روایت (تاریخ طبری:1/536) بھی سخت ضعیف ہے۔محمد بن حمید رازی ''ضعیف وکذاب'' ہے۔

ثابت ہوا کہ سیدنا زکریا علیہ السلام کا درخت سے پناہ طلب کرنا ثابت نہیں۔

(سوال): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کی کسی نے امامت نہیں کی، بلکہ فرداً فرداً اس طرح ادا کی گئی کہ لوگ گروہ درگروہ ایک دروازے سے حجرے میں داخل ہو کر تکبیرات کہتے، درود پڑھتے، دُعا کرتے اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے۔

❁ سیدنا سالم بن عبید رضی اللہ عنہ، جو اصحاب صفہ میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أُغْمِيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهٖ، فَأَفَاقَ، فَقَالَ : «أَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : «مُرُوا بِلَالًا فَلْيُوَذِّنْ، وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ، فَقَالَ : «أَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ؟» فَقُلْنَ : نَعَمْ، فَقَالَ : «مُرُوا بِلَالًا فَلْيُوَذِّنْ، وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، قَالَتْ عَائِشَةُ : إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيفٌ، فَقَالَ : «إِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوسُفَ، مُرُوا بِلَالًا فَلْيُوَذِّنْ، وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ»، فَأَمَرْنَ بِلَالًا، أَنْ يُوَذِّنَ، وَأَمَرْنَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ؟» قُلْنَ : نَعَمْ، قَالَ : «ادْعُوا لِي إِنْسَانًا أَعْتَمِدُ عَلَيْهِ»، فَجَاءَ تْ بَرِيرَةُ وَآخَرُ مَعَهَا، فَاعْتَمَدَ عَلَيْهَا، فَجَاءَ، وَأَبُو بَكْرٍ يُّصَلِّي، فَجَلَسَ إِلٰى جَنْبِهٖ، فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَّتَأَخَّرُ، فَحَبَسَهٗ، حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عُمَرُ : لَا يَتَكَلَّمْ أَحَدٌ بِمَوْتِهٖ إِلَّا ضَرَبْتُهٗ بِسَيْفِي هٰذَا، فَسَكَتُوا وَكَانُوا قَوْمًا أُمِّيِّينَ، لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ نَبِيٌّ قَبْلَهٗ، قَالُوا : يَا سَالِمُ، اذْهَبْ إِلٰى صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَادْعُهٗ، قَالَ : فَخَرَجْتُ، فَوَجَدْتُ أَبَا بَكْرٍ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَالَ أَبُو بَكْرٍ : مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قُلْتُ : إِنَّ عُمَرَ يَقُولُ : لَا يَتَكَلَّمُ أَحَدٌ بِمَوْتِهِ إِلَّا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي هٰذَا، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى سَاعِدِي، ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي حَتّٰى دَخَلَ، قَالَ : فَوَسَّعُوا لَهُ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَكَبَّ عَلَيْهِ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَّمَسَّ وَجْهُهُ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى اسْتَبَانَ لَهُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾(الزمر : ٣٠)، قَالُوا : يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَعَلِمُوا أَنَّهُ كَمَا قَالَ، قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَلْ نُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَكَيْفَ يُصَلّٰى عَلَيْهِ؟ قَالَ : يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، وَيَجِيءُ آخَرُونَ، قَالُوا : يَا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَلْ يُدْفَنُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَأَيْنَ يُدْفَنُ؟ قَالَ : فِي الْمَكَانِ الَّتِي قَبَضَ اللّٰهُ فِيهَا رُوحَهُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَقْبِضْ رُوحَهُ إِلَّا فِي مَكَانٍ طَيِّبَةٍ، قَالَ : فَعَلِمُوا أَنَّهُ كَمَا قَالَ، ثُمَّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ : عِنْدَكُمْ صَاحِبُكُمْ، وَخَرَجَ أَبُو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بَكْرٍ، وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُونَ، فَجَعَلُوا يَتَشَاوَرُونَ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ قَالُوا : انْطَلِقُوا إِلٰى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَإِنَّ لَهُمْ مِّنْ هٰذَا الْحَقِّ نَصِيبًا، فَأَتَوُا الْأَنْصَارَ، فَقَالَ الْأَنْصَارُ : مِنَّا أَمِيرٌ وَّمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالَ عُمَرُ : سَيْفَانِ فِي غَمْدٍ وَّاحِدٍ، إِذًا لَّا يَصْلُحَانِ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ : مَنْ لَّهٗ هٰذِهِ الثَّلَاثُ؟ ﴿إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾(التوبة : ٤٠)، مَنْ صَاحِبُهٗ ﴿إِذْ هُمَا فِى الْغَارِ﴾(التوبة : ٤٠) مَنْ هُمَا ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾(التوبة : ٤٠)، مَعَ مَنْ؟ ثُمَّ بَايَعَهٗ، ثُمَّ قَالَ : بَايِعُوا، فَبَايَعَ النَّاسُ أَحْسَنَ بَيْعَةٍ وَّأَجْمَلَهَا .

”رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں!، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلال کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر جب افاقہ ہوا، تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ ازواج مطہرات نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: بلال کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میرے ابو جی بڑے کمزور دل والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ ان عورتوں کی طرح ہیں، جو یوسف کو دیکھنے کے لئے جمع ہوگئیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلال کو کہیں کہ وہ اذان دیں اور ابو بکر کو کہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر انہوں نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا کہا۔ جب جماعت کھڑی ہوگئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا جماعت شروع ہو گئی ہے؟ ازواجِ مطہرات نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے لئے کوئی ایسا آدمی دیکھیں، جس کا میں سہارا لے سکوں۔ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا اور ایک دوسرا آدمی آئے۔ ان دونوں کا سہارا لیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ایک جانب آ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ دیکھ کر پیچھے ہٹنے لگے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے، تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، تو میں اسے اپنی تلوار سے مار ڈالوں گا۔ اس پر لوگ خاموش ہو گئے، کیونکہ وہ اَن پڑھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ لوگوں نے مجھے کہا: سالم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا لائیں۔ میں ان کی طرف نکلا۔ میں نے انہیں مسجد میں کھڑے دیکھا۔ انہوں نے دریافت کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں؟ میں نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سن لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، تو میں اسے اپنی تلوار سے مار ڈالوں گا۔ انہوں نے میری کلائی پکڑی اور چل پڑے، یہاں تک کہ حجرۂ عائشہ رضی اللہ عنہا میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے ان کو راستہ دیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جھک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئے، حتی کہ ان کا چہرہ آپ ﷺ کے رخِ انور کو چھو گیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ واقعی وفات پا چکے ہیں۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ (الزمر: ۳۰) ''بلاشبہ آپ بھی فوت ہونے والے ہیں، یقیناً یہ (کفار) بھی مر جائیں گے۔'' صحابہ کرام نے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! تو لوگوں نے جان لیا کہ صحیح بات ایسے ہی ہے۔ پھر صحابہ کرام نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! صحابہ کرام نے پوچھا: ہم آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: کچھ لوگ اندر (حجرہ میں) داخل ہوں گے، تکبیریں پڑھیں گے اور دعا کریں گے۔ پھر وہ باہر آ جائیں گے اور دوسرے لوگ جائیں گے۔ صحابہ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی! کیا رسول اللہ ﷺ کی تدفین بھی ہو گی؟ فرمایا: جی ہاں۔ صحابہ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کی تدفین کہاں ہو گی؟ فرمایا: جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے قبض کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی روح کو اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ جگہ ہی میں قبض کیا ہے؟ تو لوگوں نے جان لیا کہ صحیح بات یہی ہے۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ابھی) آپ کے صاحب (نبی کریم ﷺ) آپ کے پاس ہیں۔ پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے گئے اور مہاجرین جمع ہو کر (خلافت کے بارے میں) باہم مشورہ کرنے لگے۔ انہوں نے کہا: انصاری بھائیوں کے پاس چلیں کہ ان کا بھی اس (خلافت)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں حق ہے۔ وہ انصار کے پاس آئے، تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ایک آپ میں سے ہوگا۔ اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو تلواریں ایک میان میں! دونوں ہی درست نہیں رہیں گی۔ پھر انہوں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ تینوں باتیں کس کے بارے میں ہیں؟ ﴿اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ﴾ ”جب نبی اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے۔“ وہ ساتھی کون تھا؟ ﴿اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ﴾ ”جب وہ دونوں غار میں تھے۔“ وہ دونوں کون تھے؟ ﴿لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ ”آپ غم نہ کھائیے، بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ کس کے ساتھ؟ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور لوگوں سے فرمایا: آپ بھی بیعت کریں، تو سب لوگوں نے بڑے خوبصورت اور احسن انداز میں بیعت کر لی۔“

(سنن ابن ماجه : 1234، الشّمائل المحمّديّة للترمذي : 396، مسند عبد بن حُمَيد : 365، المُعجم الكبير للطّبراني : 65/7، دلائل النُّبوّة للبَيْهقي : 299/7، وسندهٗ حسنٌ)

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1514، 1624) نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

✿ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ، رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ .

”یہ سند صحیح ہے اور اس کے سارے راوی ثقہ ہیں۔“

(مِصباح الزُّجاجة : 146/1، ح : 1234)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ، لٰكِنَّهٗ مَوْقُوْفٌ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”سند صحیح ہے، البتہ یہ قول صحابی ہے۔“

(فتح الباري :523/1)

❀ سنن کبریٰ بیہقی (30/4، وسندہ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

يَجِيئُونَ عُصْبًا عُصْبًا، فَيُصَلُّونَ .

”لوگ گروہ در گروہ داخل ہو کر نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ ادا کریں گے۔“

❀ شمائلِ ترمذی (396، وسندہ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

قَالُوا : يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُصَلّٰى عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالُوا : وَكَيْفَ؟ قَالَ : يَدْخُلُ قَوْمٌ، فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ، فَيُكَبِّرُونَ وَيُصَلُّونَ وَيَدْعُونَ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ، حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ .

”لوگوں نے پوچھا: اے رسول اللہ ﷺ کے ساتھی! کیا رسول اللہ ﷺ کی نمازِ جنازہ بھی ادا کی جائے گی؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! انہوں نے پوچھا: کیسے؟ فرمایا: لوگ اندر (حجرہ میں) داخل ہوں گے، تکبیریں پڑھیں گے، درود پڑھیں گے اور دعا کریں گے، پھر باہر آ جائیں گے۔ پھر لوگوں کا دوسرا گروہ داخل ہو گا، وہ تکبیریں پڑھیں گے، درود پڑھیں گے اور دعا کر کے باہر آ جائیں گے۔ ایسے ہی باقی لوگ داخل ہوتے جائیں گے۔“

❀ سیدنا ابو عسیم/ابو عسیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ شَهِدَ الصَّلَاةَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَالُوا : كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالَ : ادْخُلُوا أَرْسَالًا أَرْسَالًا، قَالَ : فَكَانُوا يَدْخُلُونَ مِنْ هٰذَا الْبَابِ، فَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَخْرُجُونَ مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ، قَالَ : فَلَمَّا وُضِعَ فِي لَحْدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ الْمُغِيرَةُ : قَدْ بَقِيَ مِنْ رِجْلَيْهِ شَيْءٌ لَّمْ يُصْلِحُوهُ، قَالُوا : فَادْخُلْ فَأَصْلِحْهُ، فَدَخَلَ، وَأَدْخَلَ يَدَهٗ، فَمَسَّ قَدَمَيْهِ، فَقَالَ : أَهِيلُوا عَلَيَّ التُّرَابَ، فَأَهَالُوا عَلَيْهِ التُّرَابَ، حَتّٰى بَلَغَ أَنْصَافَ سَاقَيْهِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَكَانَ يَقُولُ : أَنَا أَحْدَثُكُمْ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کے وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے، لوگ کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ جنازہ کیسے ادا کریں؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک ایک گروہ کی شکل میں داخل ہوں۔ چنانچہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کرتے اور دوسرے دروازے سے باہر نکل جاتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں اتارا گیا، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں کی جانب سے کچھ حصہ ایسا رہ گیا، جسے درست نہیں کیا گیا۔ لوگوں نے کہا: پھر آپ ہی قبر میں اتر کر اسے صحیح کر دیں۔ چنانچہ وہ قبر مبارک میں اترے اور اپنا ہاتھ قبر میں ڈالا۔ جب قدم مبارک کو چھوا، تو کہنے لگے: اب میری طرف سے مٹی ڈالیں، لوگوں نے مٹی ڈالنا شروع کر دی، یہاں تک کہ وہ ان (سیدنا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مغیرہ رضی اللہ عنہ) کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچ گئی۔ پھر وہ باہر نکل آئے اور کہنے لگے: نبی کریم ﷺ سے سب سے قریب کا زمانہ مجھے ملا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 81/5، ح: 21047، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ قَالُوا: كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْهِ؟ قَالُوا: ادْخُلُوا مِنْ ذَا الْبَابِ أَرْسَالًا أَرْسَالًا، فَصَلُّوا عَلَيْهِ، وَاخْرُجُوا مِنَ الْبَابِ الْآخَرِ.

''جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے، تو بعض صحابہ نے کہا: نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ کیسے ادا کی جائے؟ تو (کبار) صحابہ نے جواب دیا: اس دروازے سے گروہ در گروہ داخل ہوتے جائیں اور نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ ادا کر کے دوسرے دروازے سے نکلتے جائیں۔''

(طَبقات ابن سعد: 289/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اہل علم کا فیصلہ:

① امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ لِعِظَمِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي، وَتَنَافُسِهِمْ فِي أَنْ لَّا يَتَوَلَّى الْإِمَامَةَ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَاحِدٌ، وَصَلَّوْا عَلَيْهِ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ.

''میرے ماں باپ نبی کریم ﷺ پر قربان! آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ اس لیے فرداً فرداً ادا کی گئی کہ اس میں آپ ﷺ کی عظمت کا اظہار تھا، نیز صحابہ کرام نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ کا کوئی امام بنے۔''

(السّنن الکبرٰی للبیهقي : 30/4، وسندهٗ صحیحٌ)

② حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا صَلَاةُ النَّاسِ عَلَيْهِ أَفْذَاذًا، فَمُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ، عِنْدَ أَهْلِ السِّيَرِ، وَجَمَاعَةُ أَهْلِ النَّقْلِ لَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ .

''نبی کریم ﷺ کی فرداً فرداً نمازِ جنازہ ادا کرنے پر اہل سیرت کا اجماع ہے، محدثین کا بھی اس میں اختلاف نہیں۔''

(التّمهید : 397/24)

③ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الصَّنِيعُ، وَهُوَ صَلَاتُهُمْ عَلَيْهِ فُرَادٰى، لَمْ يَؤُمَّهُمْ أَحَدٌ عَلَيْهِ، أَمْرٌ مُّجْمَعٌ عَلَيْهِ، لَا خِلَافَ فِيهِ .

''نبی کریم ﷺ کی نمازِ جنازہ کے فرداً فرداً ادا کیے جانے اور کسی کے امامت نہ کرانے پر اجماع واتفاق ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(البِدایة والنّهایة : 232/5)

مدینہ میں موجود کسی صحابی کا آپ ﷺ کا جنازہ نہ پڑھنا ثابت نہیں۔

سوال: خطبہ جمعہ سے پہلے منبر پر بیٹھ کر وعظ اور تقریر کرنا کیسا ہے؟

جواب: بعض لوگ خطبہ جمعہ سے پہلے منبر پر بیٹھ کر وعظ وتقریر کرتے ہیں، پھر دو خطبے پڑھ کر نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ان کا یہ اقدام درست نہیں، یہ طریقہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، نیز سلف صالحین کے عمل کے خلاف ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ؛ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا، يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَيُذَكِّرُ النَّاسَ .

”نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دو خطبے ارشاد فرماتے تھے۔آپ ﷺ ان دونوں کے درمیان میں بیٹھتے اور (دونوں میں) قرآنِ کریم پڑھ کر لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے تھے۔“

(صحيح مسلم: 862)

اس مروجہ وعظ پر جو دلائل پیش کرتے ہیں، ان کا تجزیہ پیش خدمت ہے:

❁ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلٰى جَانِبِ الْمِنْبَرِ --- ثُمَّ يَقْبِضُ عَلٰى رُمَّانَةِ الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ فِي بَعْضِ ذٰلِكَ: وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فَإِذَا سَمِعَ حَرَكَةَ بَابِ الْمَقْصُورَةِ بِخُرُوجِ الْإِمَامِ؛ جَلَسَ .

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر کی ایک طرف کھڑے ہو جاتے ---، پھر منبر کا کنارہ پکڑ کر فرماتے: ابو القاسم ﷺ نے یوں فرمایا، محمد ﷺ نے یوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا، صادق و مصدوق ﷺ نے یوں فرمایا۔ بعض دفعہ یہ کہتے: اہل عرب کے لیے اس شر سے ہلاکت ہے، جو قریب آچکا ہے۔ پھر جب امام کے نکلنے کی وجہ سے باب المقصورہ کی حرکت سنتے، تو بیٹھ جاتے۔“

(المُستدرك للحاكم: 108/1)

تجزیہ:

سند منقطع (ضعیف) ہے۔ محمد بن زید بن عبداللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ انْقِطَاعٌ.

”اس سند میں انقطاع ہے۔“

(تلخيص المُستدرك: 108/1)

❁ حمید بن عبدالرحمن رحمہ اللہ سے مروی ہے:

إِنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ سِنِينَ، فَأَبٰى أَنْ يَّأْذَنَ لَهٗ، فَاسْتَأْذَنَهٗ فِي يَوْمٍ وَّاحِدٍ، فَلَمَّا أَكْثَرَ عَلَيْهِ؛ قَالَ لَهٗ: مَا تَقُولُ؟ قَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، وَآمُرُهُمْ بِالْخَيْرِ، وَأَنْهَاهُمْ عَنِ الشَّرِّ، قَالَ عُمَرُ: ذٰلِكَ الذِّبْحُ، ثُمَّ قَالَ: عِظْ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ فِي الْجُمُعَةِ، فَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ يَوْمًا وَّاحِدًا فِي الْجُمُعَةِ، فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ؛ اسْتَزَادَهٗ، فَزَادَهٗ يَوْمًا آخَرَ.

”سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کئی سال وعظ کرنے کے بارے میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اجازت طلب کرتے رہے،لیکن انہوں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے ایک دن کے لیے اجازت طلب کی۔ جب زیادہ اصرار کیا،تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ (وعظ میں) کیا کہیں گے؟ انہوں نے عرض کیا: میں قرآن پڑھوں گا،نیکی کا حکم دوں گا اور برائی سے منع کروں گا۔فرمایا: یہ(وعظ) ذبح ہونے کے مترادف ہے۔پھر فرمایا: جمعہ کے دن میرے(خطبہ کے لیے) نکلنے سے پہلے وعظ کرلیا کیجیے۔یوں سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ ہفتے میں ایک دن وعظ کرتے رہے۔جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے،تو سیدنا تمیم رضی اللہ عنہ نے ان سے زیادہ وعظ کرنے کی اجازت طلب کی،جس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک اور دن کی اجازت دے دی۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عَساکر :11/80-81)

تجزیہ:

سند ضعیف ہے۔

① زہری رحمہ اللہ کا عنعنہ ہے۔

② حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔

③ عبد اللہ بن نافع صائغ کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثِقَةٌ، صَحِيحُ الْكِتَابِ، فِي حِفْظِهٖ لِينٌ .

''یہ ثقہ ہے،اس کی کتاب صحیح ہے،لیکن حافظہ میں کمزوری ہے۔''

(تقریب التّھذیب : 3659)

❁ ابوالزاہریہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى خَرَجَ الْإِمَامُ .

”میں سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن (مسجد میں) بیٹھا کرتا تھا، آپ رضی اللہ عنہ ہم سے باتیں کرتے رہتے، یہاں تک کہ امام تشریف لے آتے۔“

(المُستدرك للحاكم :288/1، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :366/1، وسندهٗ حسنٌ)

تجزیہ:

اس حدیث میں خطبہ جمعہ سے پہلے باتیں کرنے کا جواز ہے، خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ ونصیحت کا ثبوت نہیں۔

الحاصل:

خطبہ جمعہ سے پہلے وعظ وتقریر کے نام پر بیان ثابت نہیں ہے۔ مذکورہ روایات کا جمعہ سے پہلے مروّجہ وعظ سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: قبر پر کتبہ لگانا کیسا ہے؟

جواب: ہمارے ہاں قبروں کو پختہ اور چونا گچ کیا جاتا ہے اور ان پر کتبہ لگا کر آیات قرآنیہ یا اشعار وغیرہ لکھے جاتے ہیں، یہ حرام اور جاہلی رسم ہے۔ اگر قبر کچی ہو اور اس پر بطور نشانی پتھر رکھ کر اس پر میت کا نام لکھ دیا جائے، تو اگرچہ اس کو بھی بعض اہل علم نے مکروہ کہا ہے، مگر اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، البتہ اجتناب بہتر ہے۔

❀ علامہ سغدی حنفی رحمہ اللہ (۴۶۱ھ) کہتے ہیں:

أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ اسْمُ صَاحِبِهٖ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”قبر پر میت کا نام لکھنا (بھی مکروہ ہے)۔“

(النُّتَف في الفتاوى :1/130)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَئِمَّةَ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الشَّرْقِ إِلَى الْغَرْبِ مَكْتُوبٌ عَلٰى قُبُورِهِمْ، وَهُوَ عَمَلٌ أَخَذَ بِهِ الْخَلَفُ عَنِ السَّلَفِ .

”مشرق سے مغرب تک کے ائمہ مسلمین کی قبروں پر (ان کا نام) لکھا ہوا تھا، یہ عمل سلف سے خلف میں منتقل ہوا۔“

(المُستدرك :1/370)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا قُلْتُ طَائِلًا وَلَا نَعْلَمُ صَحَابِيًّا فَعَلَ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ أَحْدَثَهٗ بَعْضُ التَّابِعِينَ فَمَنْ بَعْدَهُمْ وَلَمْ يَبْلُغْهُمُ النَّهْيُ .

”میں زیادہ بات نہیں کرتا، البتہ ہم نہیں جانتے کہ کسی صحابی نے ایسا کیا ہو، یہ بعد میں بعض تابعین اور تبع تابعین وغیرہ نے جاری کیا، (ممکن ہے) انہیں ممانعت نہیں پہنچی ہوگی۔“

(تلخيص المُستدرك :1/370)

امام حاکم رحمہ اللہ کی مراد قبر پر میت کا نام لکھنا ہے، نہ کہ زمانہ جاہلیت کی طرح میت کی مدح وستائش اور اس کے کارنامے درج کرنا۔ یہ درست بات ہے۔

اگر یہ مراد ہو کہ وہ قبروں پر کتبے لگاتے تھے اور ان پر میت کے متعلق لکھتے تھے، تو یہ درست نہیں، جیسا کہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

✿ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ وُجِدَ الْإِجْمَاعُ الْعَمَلِيُّ بِهَا .

”قبر پر (میت کا نام) لکھنے کے بارے میں عملی اجماع ہے۔“

(فتاویٰ شامی : 237/2)

✿ علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ بِالْكِتَابَةِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ كِتَابَاتِ الْمَدْحِ وَالثَّنَاءِ؛ لِأَنَّ هٰذِهٖ هِيَ الَّتِي يَكُونُ بِهَا الْمَحْظُورُ، أَمَّا الَّتِي بِقَدَرِ الْإِعْلَامِ، فَإِنَّهَا لَا تُكْرَهُ .

”(ممنوع) کتابت سے مراد وہ ہے، جو زمانہ جاہلیت میں لوگ (قبروں پر) میت کی مدح وثنا لکھتے تھے، کیونکہ ممانعت اسی بنا پر ہے۔ نشانی کے طور پر (میت کا نام) لکھنا مکروہ نہیں۔“

(الشّرح المُمتع لابن العُثَيمين : 366/5)

✿ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكِتَابَةُ عَلَيْهِ فِيهَا تَفْصِيلٌ؛ اَلْكِتَابَةُ الَّتِي لَا يُرَادُ بِهَا إِلَّا إِثْبَاتُ الْاِسْمِ لِلدَّلَالَةِ عَلَى الْقَبرِ فَهٰذِهٖ لَا بَأْسَ بِهَا وَأَمَّا الْكِتَابَةُ الَّتِي تُشْبِهُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُكْتَبُ اسْمُ الشَّخْصِ وَيُكْتَبُ الثَّنَاءُ عَلَيْهِ وَأَنَّهُ فَعَلَ كَذَا وَكَذَا وَغَيْرُهُ مِنَ الْمَدِيحِ أَوْ تُكْتَبُ الْأَبْيَاتُ . . فَهٰذَا حَرَامٌ وَمِنْ هٰذَا مَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْجُهَّالِ أَنَّهٗ يَكْتُبُ عَلَى الْحَجَرِ الْمَوْضُوعِ عَلَى الْقَبرِ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ مَثَلًا.. أَوْ غَيْرَهَا مِنَ الْآيَاتِ فَكُلُّ هٰذَا حَرَامٌ.

”قبر پر لکھنے کے متعلق تفصیل ہے۔ اگر صرف نام لکھا جائے، تا کہ قبر کی نشاندہی رہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر قبر پر لکھنا اہل جاہلیت کے مشابہ ہو کہ وہ قبر پر میت کا نام لکھتے تھے، اس کی تعریفیں، کارنامے اور اشعار لکھتے تھے، ......تو یہ حرام ہے۔ اسی طرح بعض جاہل لوگ قبر پر موجود پتھر پر سورت فاتحہ یا دیگر آیات قرآنیہ لکھ دیتے ہیں، یہ سب حرام ہے۔“

(شرح رِیاض الصّالحین : 522/6)

تنبیہ:

سنن ابی داود (٣٢٠٦) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر پتھر رکھا اور فرمایا:

أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي .

”اس سے میں اپنے بھائی کی قبر معلوم کرلوں گا۔“

سند ضعیف ہے۔

① کثیر بن زید اسلمی وہم کھا جاتا تھا۔

② مطلب بن عبداللہ بن حنطب مدلس اور کثیر الارسال ہے۔ اس کا کسی صحابی سے سماع نہیں، ائمہ علل یہی کہتے ہیں۔ لہٰذا اس نے جو سماع کی صراحت کی ہے، وہ وہم ہے۔

تنبیہ:

سنن ترمذی (١٠٥٢) میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبر پر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لکھنے سے منع فرمایا۔

مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ابن جریج اور ابوالزبیر کا عنعنہ ہے۔صحیح مسلم والی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

❁ اس روایت کی بنا پر علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) مطلق طور پر قبر پر لکھنا حرام سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

فِيهِ تَحْرِيمُ الْكِتَابَةِ عَلَى الْقُبُورِ، وَظَاهِرُهُ عَدَمُ الْفَرْقِ بَيْنَ كِتَابَةِ اسْمِ الْمَيِّتِ عَلَى الْقَبْرِ وَغَيْرِهَا .

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ قبروں پر لکھنا حرام ہے۔اس کے ظاہر سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کا نام یا کوئی اور بات لکھنے میں کوئی فرق نہیں۔''

(نيل الأوطار : 104/4)

الحاصل:

قبر پر کتبہ لگانا جائز نہیں۔

❁❁❁❁❁❁❁

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: نماز میں قیام کے لیے اٹھتے وقت ہاتھ زمین پر کیسے ٹیکے جائیں؟

جواب: نماز میں قیام کے لیے اٹھتے وقت زمین پر ٹیک لگا کر ہاتھوں کے سہارے اٹھا جائے گا۔

❁ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھ کر دکھاتے ہیں:

إِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ عَنِ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ قَامَ.

”آپ رضی اللہ عنہ نے جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا، تو بیٹھ گئے، زمین پر ٹیک لگائی، پھر (اگلی رکعت کے لیے) کھڑے ہوئے۔“

(صحيح البخاري : 824)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

بِهٰذَا نَأْخُذُ، فَنَأْمُرُ مَنْ قَامَ مِنْ سُجُودٍ، أَوْ جُلُوسٍ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَّعْتَمِدَ عَلَى الْأَرْضِ بِيَدَيْهِ مَعًا، اتِّبَاعًا لِّلسُّنَّةِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ أَشْبَهُ لِلتَّوَاضُعِ، وَأَعْوَنُ لِلْمُصَلِّي عَلَى الصَّلَاةِ، وَأَحْرٰى أَنْ لَّا يَنْقَلِبَ، وَلَا يَكَادُ يَنْقَلِبُ، وَأَيُّ قِيَامٍ قَامَهٗ سِوٰى هٰذَا كَرِهْتُهٗ لَهٗ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”ہم اسی حدیث کے مطابق فتویٰ دیتے ہیں اور جو شخص نماز میں سجدے یا تشہد سے (اگلی رکعت کے لیے) اٹھے، اسے حکم دیتے ہیں کہ سنت پر عمل کرتے ہوئے وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیکے۔ یہ عمل عاجزی کے قریب تَر ہے، نمازی کے لیے مفید بھی ہے اور گرنے سے بچنے کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ اٹھنے کی کوئی بھی صورت میرے نزدیک مکروہ ہے۔“

(كتاب الأمّ: 101/1)

❀ اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ (256ھ) نے یہ باب قائم فرمایا ہے:

بَابٌ ؛ كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْأَرْضِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ .

”اس بات کا بیان کہ نمازی (پہلی اور تیسری) رکعت سے اٹھتے ہوئے زمین کا سہارا کیسے لے گا۔“

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) اس باب کی وضاحت کرتے ہیں:

اَلْغَرَضُ مِنْهُ هُنَا ذِكْرُ الِاعْتِمَادِ عَلَى الْأَرْضِ عِنْدَ الْقِيَامِ مِنَ السُّجُودِ أَوِ الْجُلُوسِ .

”امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہے کہ سجدے اور تشہد سے اٹھتے ہوئے ہاتھوں کو زمین پر ٹیکنا چاہیے۔“

(فتح الباري: 303/2)

❀ ازرق بن قیس بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ وَيَعْتَمِدُ عَلٰى يَدَيْهِ .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، جب نماز میں کھڑے ہوتے، تو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 3996، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 194/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ خالد حذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا قِلَابَةَ، إِذَا سَجَدَ بدأَ فَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ، وَإِذَا قَامَ اعْتَمَدَ عَلٰى يَدَيْهِ .

’’میں نے ابو قلابہ رحمہ اللہ کو دیکھا، جب سجدہ میں جاتے، تو پہلے گھٹنے لگاتے، جب سجدہ سے (دوسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے، تو دونوں ہاتھ سے ٹیک لگاتے۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2708، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ خالد حذاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ الْحَسَنَ يَخِرُّ فَيَبْدَأُ بِيَدَيْهِ، وَيَعْتَمِدُ إِذَا قَامَ .

’’میں نے حسن بصری رحمہ اللہ کو دیکھا، وہ سجدہ میں پہلے ہاتھ لگاتے تھے اور جب (دوسرے رکعت کے لیے) اٹھتے، تو (ہاتھوں سے) ٹیک لگاتے۔‘‘

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2708، وسندهٗ صحيحٌ)

بہتر یہ ہے کہ نماز میں اٹھتے وقت ہتھیلیوں پر ٹیک لگانی چاہیے، البتہ مٹھی بند کر کے ٹیک لگائی جاسکتی ہے، مگر اس بارے میں خاص روایت ضعیف ہے۔

❁ ازرق بن قیس بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ يَعْتَمِدُ عَلٰى يَدَيْهِ إِذَا قَامَ، فَقُلْتُ : مَا هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ : رَأَيْتُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ .

”میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ نماز میں مٹھی بند کر کے ٹیک لگا کر اٹھتے تھے، میں نے پوچھا: ابوعبدالرحمٰن (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت)! یہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (اٹھتے وقت) مٹھی بند کر کے ٹیک لگاتے تھے۔“

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 4007، غريب الحديث لإبراهيم الحَربي : 525/2)

سند ضعیف ہے۔

① ہیثم بن عمران ”مجہول الحال“ ہے، صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات (۵۷۷/۷)“ میں ذکر کیا ہے۔

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غَيْرُ مَعْرُوفٍ .

”یہ غیر معروف راوی ہے۔“

(فتح الباري : 293/7)

② ہیثم بن عمران کا عطیہ بن قیس سے سماع نہیں۔

گھٹنوں کے بل اٹھنا:

جن روایات میں گھٹنوں کے بل اٹھنے کا ذکر ہے، وہ ساری کی ساری ضعیف ہیں۔

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي النُّهُوضِ عَلٰى صُدُورِ الْقَدَمَيْنِ أَحَادِيثُ مَرْفُوعَةٌ، أَسَانِيدُهَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَتْ قَوِيَّةً، أَجْوَدُهَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَقَدْ خَرَّجَهُ أَبُو دَاوُدَ بِالشَّكِّ فِي وَصْلِهِ وَإِرْسَالِهِ، وَالصَّحِيحُ إِرْسَالُهُ جَزْمًا، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ.

''(نماز میں جلسہ استراحت کیے بغیر اور ہاتھوں کا سہارا لیے بغیر) قدموں کے بل کھڑے ہونے کے متعلق مرفوع احادیث ہیں، جن کی سندیں ضعیف ہیں، ان میں بہتر سند والی حدیث کلیب بن شہاب کی مرسل ہے۔ امام ابوداود رحمہ اللہ نے اس کے موصول یا مرسل ہونے میں شک کیا ہے، درست یہی ہے کہ یہ روایت یقینی طور پر مرسل ہے، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم!۔''

(فتح الباري: 7/293-294)

ان روایات کی تحقیق پیش خدمت ہے:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰى يَدَيْهِ إِذَا نَهَضَ فِي الصَّلَاةِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ نماز میں اٹھتے وقت ہاتھوں کا سہارا لیا جائے۔''

(مسند الإمام أحمد: 2/147، سنن أبي داوٗد: 992)

تبصرہ:

یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ''شاذ'' ہے۔ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ سے بیان کرنے میں محمد بن عبدالملک غزال (ثقہ) کو غلطی لگی ہے۔ اس نے کئی ثقات واوثق راویوں کی مخالفت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف'' اور ''شاذ'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام :423/1)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا خَطَأٌ لِّمُخَالَفَتِهٖ سَائِرَ الرُّوَاةِ، وَكَيْفَ يَكُونُ صَحِيحًا؟

''یہ غلطی ہے، کیونکہ اس بیان میں محمد بن عبدالملک نے باقی تمام راویوں کی مخالفت کی ہے۔ یہ صحیح کیسے ہوسکتی ہے؟''

(مَعرِفة السّنن والآثار : 43/3)

اس پر کئی قوی شواہد موجود ہیں کہ اس میں محمد بن عبدالملک غزال کو وہم ہوا ہے:

① عبدالرزاق سے احمد بن حنبل، احمد بن محمد بن شبویہ، محمد بن رافع، محمد بن سہل عسکر، حسن بن مہدی اور احمد بن یوسف سلمی نے یہ روایت ان الفاظ میں بیان کی ہے:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَّعْتَمِدَ عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى .

''نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی نماز میں بیٹھے ہوئے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائے۔''

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک حدیث یوں بیان کی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى رَجُلًا، وَهُوَ جَالِسٌ، مُعْتَمِدًا عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلَاةِ، وَقَالَ : إِنَّهَا صَلَاةُ الْيَهُودِ .

''نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر بیٹھنے سے منع کیا اور فرمایا: یہ تو یہود کی نماز ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(المستدرك للحاكم :272/1، السنن الكبرٰى للبيهقي : 136/2، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''قوی'' کہا ہے۔

(المهذّب : 582/2)

③ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَاٰى عَبْدُ اللّٰهِ رَجُلًا يُّصَلِّي، سَاقِطًا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، مُتَّكِئًا عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى، فَقَالَ : لَا تُصَلِّ هٰكَذَا، إِنَّمَا يَجْلِسُ هٰكَذَا الَّذِينَ يُعَذَّبُونَ.

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے گھٹنوں کے بل گرا ہوا تھا اور اس نے اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ انہوں نے اسے فرمایا: ایسے نماز مت پڑھیے۔ اس طرح تو وہ قومیں بیٹھتی تھیں، جنہیں عذاب دیا گیا۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 136/2، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ان بیانات سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ محمد بن عبدالملک نے مذکورہ روایت بیان کرتے ہوئے غلطی کی ہے، لہٰذا ثقات واوثق راویوں کی بیان کردہ صحیح حدیث ہی قابل عمل ہے، نہ کہ ایک راوی کا وہم۔

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا۔آپ جب سجدہ کرتے،تو اپنے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اٹھتے،تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے تھے۔“

(سنن أبي داوٗد : 838، سنن النسائي : 1090، سنن الترمذي : 268، وصحّحهٗ، سنن ابن ماجه : 883، وصحّحه ابن خزيمة : 629، وابن حبّان : 1909)

تبصرہ:

سند ”ضعیف“ ہے،شریک بن عبداللہ قاضی ”مدلس“ ہے،سماع کی صراحت نہیں کی۔

❀ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(السّنن الکبریٰ : 100/2)

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے:

إِذَا نَهَضَ؛ نَهَضَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَاعْتَمَدَ عَلٰى فَخِذَيْهِ .

”نبی اکرم ﷺ جب اٹھتے،تو گھٹنوں کے بل اٹھتے اور اپنی رانوں کا سہارا لیتے تھے۔“

(سنن أبي داوٗد : 736، 839)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔عبدالجبار بن وائل نے اپنے والد سے سماع نہیں کیا۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، لِأَنَّ عَبْدَ الْجَبَّارِ بْنَ وَائِلٍ؛ اتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ شَيئًا، وَلَمْ يُدْرِكْهُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ حدیث ضعیف ہے، کیونکہ محدثین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عبد الجبار بن وائل نے اپنے والد سے کوئی بھی حدیث نہیں سنی، نہ ہی اس کی اپنے والد سے (سن شعور میں) ملاقات ہے۔“

(المَجموع: 446/3)

❁ سنن ابی داود (۸۳۹) اور مراسیل ابی داود (۴۲) والی روایت بھی ضعیف ہے۔

① کلیب بن شہاب تابعی ہیں اور براہ راست نبی اکرم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ مرسل ہے۔

② شقیق ابولیث ”مجہول“ ہے۔

اسے امام طحاوی حنفی (شرح معانی الآثار: 255/1)، حافظ ذہبی (میزان الاعتدال: 279/2) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقریب التہذیب: 2819) نے ”مجہول“ قرار دیا ہے۔

لہٰذا یہ متابعت مفید نہیں۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ؛ إِذَا نَهَضَ الرَّجُلُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ، أَنْ لَّا يَعْتَمِدَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ، إِلَّا أَنْ يَّكُونَ شَيْخًا كَبِيرًا لَّا يَسْتَطِيعُ.

”یہ سنت طریقہ ہے کہ فرض نماز میں جب آدمی پہلی دو رکعتوں کے بعد اٹھے، تو زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ بوڑھا ہو اور اس طرح اٹھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة: 394/1، 395)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی ”ضعیف و منکر الحدیث“ ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ .

”اس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔“

(شرح صحيح مسلم :173/1)

❀ ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ إِلَّا أَنْ يَّكُونَ شَيْخًا كَبِيرًا أَوْ مَرِيضًا .

”وہ بوڑھے یا مریض کے علاوہ ہاتھوں کو زمین پر ٹیک کر اٹھنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة :395/1)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ ہشیم بن بشیر واسطی ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

الحاصل:

رسول اللہ ﷺ نماز میں جلسہ استراحت یا تشہد کے بعد اگلی رکعت کے لیے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھتے تھے۔ صحابیٔ رسول سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کی پیروی میں یہی طریقہ اختیار کرتے تھے۔ پھر سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بھی اسے نبوی طریقہ قرار دیا ہے۔ تابعین کرام نے ان سے یہ سنت سیکھ کر آگے منتقل کی۔ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کے شاگرد ابوقلابہ رحمہ اللہ بھی اسی سنت کے قائل و فاعل تھے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ائمہ حدیث نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہی سمجھا، سمجھایا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے۔

سوال: علم نجوم سیکھنا کیسا ہے؟

جواب: علم نجوم حاصل کرنا حرام ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْاِسْتِدْلَالُ عَلَى الْحَوَادِثِ الْأَرْضِيَّةِ بِالْأَحْوَالِ الْفَلَكِيَّةِ وَالتَّمْزِيجِ بَيْنَ الْقُوَى الْفَلَكِيِّ وَالْقَوَابِلِ الْأَرْضِيَّةِ كَمَا يَزْعُمُوْنَ.

''نجومیوں کے ہاں علم نجوم زمین پر ہونے والے حادثات کا اندازہ آسمانی حالات سے لگانے اور اجرام فلکی و وقوعات زمینی میں مناسبت کا نام ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی: ۱۹۲/۳۵)

علم نجوم ایک بے بنیاد اور باطل چیز ہے، اس بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُومِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ.

''جس نے علم نجوم سیکھا، اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا، جیسے جیسے یہ علم بڑھتا جائے گا، جادو بڑھتا جائے گا۔''

(سنن أبي داود: 3905، سنن ابن ماجه: 3726، وسندهٗ حسنٌ)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ صَرَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّ عِلْمَ النُّجُومِ مِنَ السِّحْرِ؛ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَتٰی﴾(طٰه : ٦٩) وَهٰكَذَا الْوَاقِعُ؛ فَإِنَّ الِاسْتِقْرَاءَ يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَهْلَ النُّجُومِ لَا يُفْلِحُونَ؛ لَا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ .

''رسول اکرم ﷺ نے علم نجوم کو واضح طور پر جادو قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰی﴾(طٰه : ٦٩) ''جادوگر جہاں بھی آئے، کامیاب نہیں ہوگا۔'' اور ہے بھی ایسے ہی، استقراء وتحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ نجومی نہ دنیا میں کامیاب ہوگا اور نہ آخرت میں۔''

(مَجموع الفتاوٰی : ١٩٣/٣٥)

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَتٰی عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً .

''جو کسی عراف کے پاس آیا، اس سے کسی چیز کے بارے میں معلوم کیا، تو چالیس دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

(صحیح مسلم : 2230)

جو شخص کسی نجومی یا کاہن کو سچا خیال کرتا ہے، پھر اس سے مستقبل کے کسی واقعہ کی خبر لینے کے لیے گیا، تو چالیس دن تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اگر کاہن ونجومی کی بات پر یقین بھی کر لیا، تو کافر ہو جائے گا۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَتٰی كَاهِنًا، أَوْ عَرَّافًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ .

''جو کاہن یا عراف کے پاس گیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔"

(مسند الإمام أحمد : ٤٢٩/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۸/۱) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ .

"جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔"

(مسند الطّيالسي :381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندهٗ صحيحٌ)

ایسی بات صحابی اپنے اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا، لہٰذا یہ مرفوع حکمی ہے۔

❀ شیخ سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"متاخرین کا نجومی کی تکفیر میں اختلاف ہے، حالانکہ اس پر کفر کا قطعی حکم لگنا چاہیے، کیونکہ یہ علم غیب کا دعوی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر رکھا ہے، اس کا علم کسی کو نہیں دیا۔"

(تيسير العزيز الحميد، ص ٤٤٢)

نوٹ:

جہت وسمت اور زوال و غروب آفتاب وغیرہ کا علم بھی علم نجوم کا ایک شعبہ ہے، اسے سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

”ایسا علم نجوم جو مشاہدہ وخبر پر مبنی ہو اور اس کے ذریعے زوال اور قبلہ کی سمت وغیرہ معلوم ہو، وہ ممنوعہ علم نجوم میں داخل نہیں۔“

(مَعالم السُّنن : ۳۷۲/۵)

میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْبَعٌ لَا تَتَكَلَّمْ فِيهِنَّ؛ عَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ، وَالنُّجُومُ، وَالْقَدَرُ.

”چار چیزوں میں گفتگو نہ کریں: ① سیدنا علی رضی اللہ عنہ ② سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ③ علم نجوم ④ تقدیر۔“

(مَساوي الأخلاق للخرائطي : ۷۹۵، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز فرمایا:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ؛ سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ.

”تین کاموں کو چھوڑ دیں: ① محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا کہنا ② نجوم میں غور وفکر ③ تقدیر میں غور وخوض۔“

(فضائل الصّحابة لأحمد بن حنبل : ۱۸، وسندهٗ حسنٌ)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ أَنْ يَتَعَلَّمَ مِنَ النُّجُومِ وَالْقَمَرِ مَا يَهْتَدِي بِهِ.

”ستاروں اور چاند سے راستے کی راہنمائی کا علم سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۴۱۴/۸، وسندهٗ صحيحٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعض علما نے نجومی کو کاہن قرار دیا ہے۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

''نجومی وہ ہے جو علم غیب کا دعوی کرتا ہے اور لوگوں کو مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی خبر دیتا ہے...بعض اسے کاہن بھی کہتے تھے۔''

(مَعالم السّنن: ۵/۳۷۰۔۳۷۱)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعَرَّافُ اسْمٌ لِلْكَاهِنِ وَالْمُنَجِّمِ وَالرَّمَّالِ وَنَحْوِهِمْ مِمَّنْ يَتَكَلَّمُ فِي تَقَدُّمِ الْمَعْرِفَةِ بِهٰذِهِ الطُّرُقِ .

''عراف: کاہن، نجومی اور رمال (ریت پر لکیریں کھینچ کر قسمت کا حال معلوم کرنے والے) وغیرہ کا نام ہے، جو ان طریقوں سے پیش آمدہ واقعات کے بارے میں بتاتے ہیں۔'' (مَجموع الفتاوٰی: ۳۵/۱۷۳)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اَلْمُنَجِّمُ يَدْخُلُ فِي الْعَرَّافِ، وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ هُوَ فِي مَعْنَاهُ .

''نجومی بھی عراف میں داخل ہے، بعض کے نزدیک اسی کا ہم معنی ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی: ۳۵/۱۹۳)

الحاصل:

علم غیب کا دعویٰ کسی طرح بھی ہو، خواہ کہانت، علم نجوم یا علم رمل کے ذریعے ہو، دین اسلام میں حرام ہے اور توحید کے منافی ہے، کیونکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، وہ صرف اپنے کسی رسول کو اس سے مطلع و باخبر کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ أَحَدًا ۞ إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَسُولٍ......﴾ (الجِنّ : ٢٦_٢٧)

”وہ (اللہ) عالم غیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو اطلاع نہیں دیتا، ہاں (بصورت وحی) رسولوں میں سے جسے چاہے...۔“

سوال: کاہن اور عراف میں کیا فرق ہے؟

جواب: اہل علم نے کاہن اور عراف میں فرق بیان کیا ہے۔

❁ علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (٩٧٠ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنَّ الْمُرَادَ بِالْكَاهِنِ وَالْعَرَّافِ فِي الْحَدِيثِ مَنْ يُخْبِرُ بِالْغَيْبِ أَوْ يَدَّعِي مَعْرِفَتَهٗ فَمَا كَانَ هٰذَا سَبِيلَهٗ لَا يَجُوزُ، وَيَكُونُ تَصْدِيقُهٗ كُفْرًا .

”حدیث میں کاہن اور عراف سے مراد وہ ہیں، جو غیب کی خبریں دیں یا غیب جاننے کا دعویٰ کریں، تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور ان کی تصدیق کفر ہے۔“

(البحر الرّائق : 284/2، فتاویٰ شامی : 45/1، البِناية شرح الهداية للعيني : 297/7، حاشية الطّحطاوي، ص 654، النّهر الفائق : 254/3)

❁ علامہ منبجی حنفی رحمہ اللہ (٦٨٦ھ) لکھتے ہیں:

اَلْفَرْقُ بَيْنَ الْكَاهِنِ وَالْعَرَّافِ أَنَّ الْكَاهِنَ يَتَعَاطَى الْخَبَرَ عَنِ الْكَوَائِنِ فِي مُسْتَقْبِلِ الزَّمَانِ وَمَعْرِفَةِ الْأَسْرَارِ، وَالْعَرَّافُ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

يَتَعَاطَى مَعْرِفَةَ الشَّيْءِ الْمَسْرُوقِ وَمَكَانِ الضَّالَّةِ وَنَحْوِهِ.

''کاہن اور عراف میں فرق یہ ہے کہ کاہن آئندہ ہونے والے کاموں اور خفیہ امور کی خبر دیتا ہے اور عراف دعوی کرتا ہے کہ وہ مسروقہ چیزوں کو اوران جگہوں کو جانتا ہے، جہاں چیزیں گم ہوئی ہیں۔''

(اللُّباب في الجمع بين السّنة والكتاب : 508/2)

❀ علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ الْكَاهِنَ مَنْ يَدَّعِي مَعْرِفَةَ الْغَيْبِ بِأَسْبَابٍ وَهِيَ مُخْتَلِفَةٌ فَلِذَا انْقَسَمَ إِلٰى أَنْوَاعٍ مُتَعَدِّدَةٍ كَالْعَرَّافِ، وَالرَّمَّالِ وَالْمُنَجِّمِ، وَهُوَ الَّذِي يُخْبِرُ عَنِ الْمُسْتَقْبَلِ بِطُلُوعِ النَّجْمِ وَغُرُوبِهِ، وَالَّذِي يَضْرِبُ بِالْحَصٰى، وَالَّذِي يَدَّعِي أَنَّ لَهٗ صَاحِبًا مِّنَ الْجِنِّ يُخْبِرُهٗ عَمَّا سَيَكُونُ، وَالْكُلُّ مَذْمُومٌ شَرْعًا، مَحْكُومٌ عَلَيْهِمْ وَعَلٰى مُصَدِّقِهِمْ بِالْكُفْرِ، وَفِي الْبَزَّازِيَّةِ : يَكْفُرُ بِادِّعَاءِ عِلْمِ الْغَيْبِ وَبِإِتْيَانِ الْكَاهِنِ وَتَصْدِيقِهِ، وَفِي التَّتَارْخَانِيَّةِ : يَكْفُرُ بِقَوْلِهِ : أَنَا أَعْلَمُ الْمَسْرُوقَاتِ أَوْ أَنَا أُخْبِرُ عَنْ إِخْبَارِ الْجِنِّ إِيَّايَ، قُلْتُ : فَعَلٰى هٰذَا أَرْبَابُ التَّقَاوِيمِ مِنْ أَنْوَاعِ الْكَاهِنِ لِادِّعَائِهِمُ الْعِلْمَ بِالْحَوَادِثِ الْكَائِنَةِ.

''حاصل کلام یہ ہے کہ کاہن اس کو کہتے ہیں، جو مختلف اسباب سے غیب جاننے کا دعویٰ کرے۔ کاہن کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں، ایک عراف ہوتا ہے۔ اسی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

طرح رمّال ہوتا اور ایک نجومی ہوتا ہے۔ یہ ستاروں کے طلوع وغروب کے ذریعے مستقبل کی خبر دیتا ہے۔ ایک وہ ہوتا ہے، جو کنکری مارتا ہے اور ایک وہ ہوتا ہے، جو کہتا ہے: میرے پاس جن ہے، جو مجھے مستقبل کی خبریں دیتا ہے۔ یہ سب شرعا مذموم ہیں۔ ان پر اور ان کی تصدیق کرنے والے پر کفر کا حکم لاگو ہوتا ہے۔ بزازیہ میں لکھا ہے: جو علم غیب کا دعوی کرے، یا کاہن کے پاس آئے اور اس کی تصدیق کرے، وہ کافر ہو جائے گا۔ تتارخانیہ میں لکھا ہے: اس شخص کی تکفیر کی جائے گی، جو کہتا ہے کہ میں چوری شدہ چیزوں کو جانتا ہوں یا میں خبر دیتا ہوں، کیونکہ مجھے یہ باتیں جن بتاتے ہیں۔ میں (شامی) کہتا ہوں: جنتری کے ذریعہ قسمت کا حال دریافت کرنے والوں کو بھی کاہن کی اقسام میں شمار کیا جائے گا، کیونکہ وہ بھی آئندہ پیش آمدہ حوادث جاننے کا دعوی کرتے ہیں۔“

(فتاویٰ شامی: 242/4)

سوال: کیا رب تعالیٰ سے مایوسی اور نا اُمیدی گناہ ہے؟

جواب: نا امیدی جائز نہیں، یہ گناہ ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دو طرح سے سوئے ظن ہے۔

① نا امید آدمی سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کام نہیں کر سکتا، حالانکہ وہ ہر چیز پر ہر وقت قادر ہے۔

② وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں عیب لگاتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے، کسی بندے پر کسی بھی وقت رحم کر سکتا ہے، اس کی رحمت سے نا امید وہی ہوتا ہے، جو اپنے رب کی معرفت نہیں رکھتا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾(الحجر: ٥٦)

"اپنی رب کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں، جو اپنے رب کی معرفت نہیں رکھتے۔"

❁ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا:

﴿وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ إِنَّهٗ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾(يوسف: ٨٧)

"اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا، کیونکہ اللہ کی رحمت سے مایوس صرف کافر لوگ ہوتے ہیں۔"

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ﴾(الروم: ٣٦)

"جب ہم لوگوں کو رحمت سے بہرہ مند کرتے ہیں، تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور جب انہیں اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے، تو وہ (رحمت الٰہی سے) مایوس ہو جاتے ہیں۔"

لہٰذا ضروری ہے کہ اللہ کے ڈر کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت کی امید بھی رکھی جائے۔

ناامیدی کے دو اسباب ہیں:

① ایک تو یہ کہ آدمی اپنی جان پر ظلم اور گناہوں پر جسارت کرتا رہے، ان پر مصر رہے اور گناہوں پر قائم رہنے کا عزم کر لے، پھر اللہ کی رحمت سے امید ختم کر لے، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے رحمت کے اسباب ختم کر دیئے ہیں، آخر کار یہ اس کی عادت بن جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، شیطان انسان سے زیادہ سے زیادہ یہی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے۔

② آدمی اپنے کیے ہوئے جرائم کی وجہ سے خود پر اتنا ڈر طاری کر لے کہ لاعلمی کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے کہ اب اللہ اسے معاف نہیں کرے گا، اگرچہ وہ توبہ بھی کر لے، اس طرح وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جاتا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾

(الزُّمر : ٥٣)

”(اے نبی!) کہہ دیجیے: اے میرے گناہ گار بندو! اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر سکتا ہے، کیونکہ وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

انسان کو چاہیے کہ وہ گناہوں پر مصر نہ رہے، بلکہ ان کو چھوڑ کر سچی توبہ کر لے، پھر یہ عقیدہ رکھے کہ توبہ سے بڑے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، یہی ناامیدی کا خاتمہ ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ہاتھ سے بنائی گئی تصویر کا کیا حکم ہے؟

جواب: ہاتھ سے بنائی گئی تصویر حرام اور ناجائز ہے، یہ شرک تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کر دیا، اسے مٹانے کا حکم دیا اور مصور پر لعنت کی گئی ہے، نیز اسے سخت وعیدیں سنائی ہیں۔

❀ سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ نے گودنے والی، گدوانے والی، سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت بھیجی ہے، آپ ﷺ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔“

(صحیح البخاري: 5347)

❀ حیان بن حصین ابو ہیاج اسدی رحمہ اللہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهٗ.

”میں آپ کو اس کام کے لیے نہ بھیجوں، جس کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا؟ کہ کوئی مورتی دیکھیں، تو اسے مٹا دیں اور کوئی بلند قبر دیکھیں، تو اسے برابر کر دیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(صحیح مسلم : 969)

ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وَلَا صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا .

”اور کوئی تصویر دیکھیں، تو اسے ختم کر دیں۔“

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً .

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے، جو میری خلقت کی طرح تخلیق کی کوشش کرنے لگے، ان کو چاہیے کہ وہ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کریں۔“

(صحیح البخاري : ٥٩٥٣، صحیح مسلم : ٢١١١)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ .

”روز قیامت سب سے سخت عذاب میں وہ لوگ ہوں گے، جو اللہ کی تخلیق کی نقل کرتے ہیں۔“

(صحیح البخاري : ٥٩٥٤، صحیح مسلم : ١٦٦٨)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَلَيْسَ بِنَافِخٍ .

’’جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، روز قیامت اسے اس میں روح پھونکنے پر مجبور کیا جائے گا، لیکن وہ پھونک نہ سکے گا۔‘‘

(صحیح البخاري : ٥٩٦٣، صحیح مسلم : ٢١١٠)

❁ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ، فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ، كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ .

’’اگر آپ ضروری تصویر بنانا ہی چاہتے ہیں، تو درخت یا ہر اس چیز کی تصویر بنا لیں، جو ذی روح نہیں ہے۔‘‘

(صحیح البخاري : ٢٢٢٥)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ .

’’روز قیامت اللہ کے ہاں سب سے سخت عذاب مصوروں کو ہوگا۔‘‘

(صحیح البخاري : ٥٩٥٠، صحیح مسلم : ٢١٠٩)

❁ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ، أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا، وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ، وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِينَ .

’’قیامت کے دن سب سے سخت عذاب میں وہ آدمی ہوگا، جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے اسے قتل کیا ہوگا اور گمراہ امام اور تصویر ساز۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد :407/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس بارے میں بہت سی واضح روایات موجود ہیں، جن سے ذی روح چیزوں کی تصویر کی حرمت معلوم ہوتی ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں؛

① یہ اللہ کی تخلیق کی مشابہت ہے، جیسا کہ مذکورہ احادیث سے عیاں ہے۔

② یہ شرک کا سبب ہے۔

✿ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

اَلَّذِي أُوجِبَ النَّهْيَ عَنْهُ فِي شَرْعِنَا وَاللّٰهُ أَعْلَمُ مَا كَانَتْ الْعَرَبُ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَالْأَصْنَامِ، فَكَانُوا يُصَوِّرُونَ وَيَعْبُدُونَ، فَقَطَعَ اللّٰهُ الذَّرِيعَةَ وَحَمَى الْبَابَ .

”ہماری شریعت میں تصویر سے ممانعت اس لیے ہوئی کہ عرب لوگ بتوں اور قبروں کی عبادت اس طرح کرتے تھے کہ ان کی تصویریں بناتے، پھر پوجا شروع کر دیتے، اللہ نے اس ذریعے کو ختم کر دیا اور توحید کی حفاظت کی۔“

(أحكام القرآن : ٩/٤)

✿ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا عُظِّمَتْ عُقُوبَةُ الْمُصَوِّرِ لِأَنَّ الصُّوَرَ كَانَتْ تُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِأَنَّ النَّظَرَ إِلَيْهَا يَفْتِنُ وَبَعْضُ النُّفُوسِ إِلَيْهَا تَمِيلُ .

”تصویر بنانے والوں کی سزا اتنی زیادہ اس لیے رکھی گئی کہ تصویروں کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی تھی، نیز اس کی طرف دیکھنا فتنے کا سبب ہے، بعض لوگ اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(إعلام الحديث : ٢١٦٠/٣، فتح الباري لابن حَجَر : ٣٨٤/١٠)

③ تصویر سے یہود ونصاریٰ اور بت پرستوں کی مشابہت ہوتی ہے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ سیدہ اُم حبیبہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ کے ایک گرجے کا ذکر کیا، جس میں تصویریں تھیں، تو آپ نے فرمایا:

إِنَّ أُولٰئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ، بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، فَأُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

”جب ان لوگوں میں سے کوئی نیک آدمی فوت ہوتا، تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں سجاتے، روز قیامت یہی لوگ اللہ کے ہاں سب سے برے ہوں گے۔“

(صحيح البخاري : ٤٢٧، صحيح مسلم : ٥٢٨)

❀ عکرمہ رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ﴾ (الأحزاب : ٥٧) ”یقیناً جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَصْحَابُ التَّصَاوِيرِ .

”ان سے مراد تصویریں بنانے والے لوگ ہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٩٧/٨، وسندهٗ صحيح)

❀ محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَتْرُكُ لِأَهْلِ فَارِسَ صَنَمًا إِلَّا كُسِرَ وَلَا نَارًا إِلَّا أُطْفِئَتْ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”(غلبہ اسلام کے بعد) اہل فارس کے تمام بت توڑ دیئے گئے اور (عبادت کی غرض سے جلائی گئی) ہر آگ بجھا دی گئی۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٤٤/١٢، وسندهٗ صحيحٌ)

یاد رہے، یہ ممانعت صرف ان تصاویر کے بارے میں جو ذی روح کی تصاویر ہوں اور ان کی تعظیم کی جا رہی ہو، مثلاً سجا کر یا لٹکا کر یا مجسمہ بنا کر۔

البتہ وہ تصاویر، جو پاؤں تلے روندی جاتی ہوں، مثلاً تکیے، بستر، بچھونی وغیرہ میں ہوں یا ان کا سر کاٹ دیا جائے، تو ایسی تصویروں میں حرج نہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس ہوئے، میں نے اپنے ایک روشن دان پر تصویروں والا پردہ لٹکایا ہوا تھا، جب آپ نے اسے دیکھا، تو اتار پھینکا اور فرمایا:

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ .

”روز قیامت سب سے سخت عذاب میں وہ لوگ ہوں گے جو تخلیق الٰہی کی نقل کرتے ہیں۔“

پھر ہم نے اس کپڑے کا ایک یا دو تکیے بنا لیے۔

(صحيح البخاري : ٥٩٥٤، صحيح مسلم : ١٦٦٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تصویروں والا پردہ لٹکایا، جس سے تکریم لازم آتی تھی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سخت سے نکیر فرمائی اور اسے ہٹا دیا، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پھاڑ کر تکیے بنا لیے، اب ان تصاویر کی حالت تکریم سے اہانت میں بدل گئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر نہیں فرمائی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ:

❀ سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تصویر کی ممانعت میں ایک روایت نقل کرتے ہیں، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

إِلَّا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ .

''البتہ اگر تصویر کپڑے پر منقش ہو، تو ممنوع نہیں۔''

(صحيح البخاري : ٥٩٥٨)

یہ استثنا ان منقش کپڑوں کے بارے میں ہے، جنہیں بطور تکریم و تعظیم نہ لٹکایا جائے۔

اسی طرح بعض سلف سے ثابت ہے کہ وہ انگوٹھیوں پر شیر وغیرہ کی تصاویر نقش کر لیتے تھے۔ ان کا مقصود تصویر کی تکریم و تعظیم نہیں تھا، محض زینت پیش نظر تھی، نیز بسا اوقات انگوٹھی کی اہانت اور تحقیر بھی ہوتی ہے۔

اسی طرح تصویروں والے کھلونے بھی ممنوع نہیں۔ ان کی استثنا ہے، کیونکہ ان کی تکریم و تعظیم نہیں ہوتی، بچے انہیں ادھر اُدھر پھینکتے رہتے ہیں، کبھی کبھار ان پر پیشاب بھی کر دیتے ہیں، الغرض یہ ممنوع نہیں۔

اسی طرح کسی ذی روح کی شکل میں کھانے پینے کی چیزیں تیار کرنا یا کھانوں پر تصاویر نقش کر کے انہیں مزین کرنا بھی ممنوع نہیں، جیسے کیک وغیرہ پر کیا جاتا ہے، یہ جائز ہے، کیونکہ انہیں توڑ کر کھا لیا جاتا ہے، نہ کہ ان کی تکریم و تعظیم کی جاتی ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ لِي : أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقْطَعُ، فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ، فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ، وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ .

''میرے پاس جبریل آئے اور کہا: میں گذشتہ رات صرف اس لیے آپ کے گھر میں داخل نہ ہوا کہ گھر کے دروازے پر مردوں کی مورتیاں تھیں، گھر میں تصویروں والا پردہ تھا اور کتا بھی تھا، آپ دروازے پر موجود مورتیوں کا سر کاٹنے کا حکم دیں، وہ درخت کی مانند ہو جائیں گی، پردے کو کاٹ کر اس سے روندے جانے والے تکیے بنانے کا حکم دیں اور کتے کو گھر سے نکالنے کا حکم دیں۔''

(مسند أحمد : ٣٠٥/٢، سنن أبي داوٗد : ٤١٥٨، سنن الترمذي : ٢٨٠٦، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۸۵۴) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَلصُّورَةُ الرَّأْسُ فَإِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَيْسَ بِصُورَةٍ .

''تصویر سر سے ہوتی ہے، جب سر کاٹ دیا جائے، تو اسے تصویر نہیں کہتے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٢٧٩/٧، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانُوا لَا يَرَوْنَ بِمَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيرِ بَأْسًا .

''سلف روندی جانے والی تصویروں میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٢١/٨، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا كَانَ مَبْسُوطًا يُوطَأُ وَيُبْسَطُ فَلَا بَأْسَ بِهٖ، وَمَا كَانَ يُنْصَبُ فَإِنِّي أَكْرَهُهٗ .

''جو تصویر نیچے بچھی ہو اور روندی جاتی ہو، اس میں کوئی حرج نہیں اور جو لٹکائی جائے، اسے میں پسند نہیں کرتا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٢٠/٨، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ عکرمہ بن خالد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالصُّورَةِ، إِذَا كَانَتْ تُوطَأُ .

''جب تصویر روندی جاتی ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣١٩/٨، وسندہٗ حسنٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَكْرَهُونَ مَا نُصِبَ مِنَ التَّمَاثِيلِ نَصْبًا، وَلَا يَرَوْنَ بَأْسًا بِمَا وَطِئَتِ الْأَقْدَامُ .

''سلف نصب کی ہوئی تصاویر کو مکروہ سمجھتے تھے، جو تصاویر روندی جاتی تھیں، ان میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٥٢٩١، وسندہٗ صحیحٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّمَا الصُّورَةُ الرَّأْسُ، فَإِذَا قُطِعَ فَلَا بَأْسَ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”تصویر سر سے ہوتی ہے، جب اسے کاٹ دیا جائے، تو کوئی حرج نہیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٢٠/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا بَأْسَ بِالتِّمْثَالِ فِي حِلْيَةِ السَّيْفِ، وَلَا بَأْسَ بِهَا فِي سَمَاءِ الْبَيْتِ، إِنَّمَا يُكْرَهُ مِنْهَا مَا يُنْصَبُ نَصْبًا، يَعْنِي؛ الصُّورَةَ.

”تلوار کو تصاویر سے مزین کیا گیا ہو، تو کوئی حرج نہیں، اسی طرح مکان کی چھت پر تصاویر بنی ہوں، تو بھی حرج نہیں، تصاویر وہ مکروہ ہیں، جو نصب کی گئی ہوں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٥٢٠٧، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلَى الْقَاسِمِ وَهُوَ بِأَعْلٰى مَكَّةَ فِي بَيْتِهٖ فَرَأَيْتُ فِي بَيْتِهٖ حَجَلَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ الْقُنْدُسِ وَالْعَنْقَاءِ.

”میں قاسم بن محمد رحمہ اللہ کے پاس گیا، آپ بالائی مکہ میں اپنے گھر موجود تھے، میں نے ان کے گھر میں ایک پردہ دیکھا، جس میں قندس اور عنقاء (دو پرندوں کے نام) کی تصاویر بنی ہوئی تھیں۔“

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٥٣٠١، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❀ زہری رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ يَكْرَهُ التَّصَاوِيرَ مَا نُصِبَ مِنْهَا وَمَا بُسِطَ.

”آپ رحمہ اللہ لٹکائی ہوئی اور نیچے بچھائی ہوئی تمام تصویروں کو ناپسند کرتے تھے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۳۲۰/۸، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الزُّهْرِيُّ : النَّهْيُ فِي الصُّورَةِ عَلَى الْعُمُومِ وَكَذٰلِكَ اسْتِعْمَالُ مَا هِيَ فِيهِ وَدُخُولُ الْبَيْتِ الَّذِي هِيَ فِيهِ سَوَاءٌ كَانَتْ رَقْمًا فِي ثَوْبٍ أَوْ غَيْرَ رَقْمٍ وَسَوَاءٌ كَانَتْ فِي حَائِطٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ بِسَاطٍ مُمْتَهَنٍ أَوْ غَيْرِ مُمْتَهَنٍ عَمَلًا بِظَاهِرِ الْأَحَادِيثِ ...... وَهٰذَا مَذْهَبٌ قَوِيٌّ .

”زہری رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ تصویر کی ممانعت عام ہے، اسی طرح تصویر میں چیز کے استعمال اور تصویر والے گھر میں داخلہ کا معاملہ ہے، تصویر خواہ کپڑے میں منقش ہو یا نہ ہو، خواہ دیوار میں ہو، خواہ کپڑے میں ہو یا چٹائی میں حقیر سمجھی جاتی ہو یا نہ، ظاہری طور پر احادیث پر عمل کا یہی تقاضا ہے، یہی قوی مذہب ہے۔“

(شرح مسلم : ۸۲/۱٤)

ہمارے مطابق یہ مؤقف مرجوح ہے، راجح مؤقف وہی ہے، جو جمہور سلف اور اہل علم نے اختیار کیا ہے، جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے، واللہ اعلم!

الحاصل:

جس تصویر کی تکریم و تعظیم ہو، جیسے لٹکانا یا نصب کرنا، تو وہ حرام ہے اور جس کی اہانت وتحقیر ہو، جیسے بچھانا یا روندنا، وغیرہ، تو وہ مباح ہے۔ مجسمہ ہر صورت حرام ہے۔ اگر تصویر یا مجسمہ کا سر کاٹ لیا جائے، تو مطلق طور پر مباح ہے، کیونکہ وہ تصویر کے حکم میں نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سوال: امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کس طرح نماز پڑھیں؟

جواب: اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کو اختیار ہے، چاہے امام کی طرح بیٹھ کر نماز پڑھ لے، چاہے کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام کی نماز کا ذکر کرتی ہیں:

كَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ.

''سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔''

(صحيح البخاري : 683، صحيح مسلم : 418، واللّفظ لهٗ)

ثابت ہوا کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِئْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا.

''امام کی اقتدا کریں، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے، تو آپ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے، تو آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح مسلم : 413)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ، فَصَلَّى جَالِسًا وَصَلَّى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ، فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ، فَارْفَعُوا، وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا.

''رسول اللہ ﷺ بیمار تھے اور گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ کے پیچھے کچھ صحابہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ ﷺ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا: امام اس لیے بنایا جاتا ہے، تاکہ اس کی اقتدا کی جائے، لہٰذا جب وہ رکوع کرے، تو آپ رکوع کریں، جب وہ رکوع سے سر اُٹھائے، تو آپ سر اٹھائیں اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو آپ بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري: 688، صحيح مسلم: 412)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا صَلَّى جَالِسًا، فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ.

''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو آپ سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں۔''

(صحيح البخاري: 722، صحيح مسلم: 414)

❀ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

صَلَّى بِهِمْ جَالِسًا، وَصَلَّوْا مَعَهُ جُلُوسًا.

''آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی، اُن کے ساتھ لوگوں نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

(مصنّف ابن أبي شيبة : 326/2، وسندهٗ صحيحٌ)

ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے، تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں اور اُن اہل علم کا رد ہے، جو ان احادیث کو منسوخ سمجھتے ہیں، جن میں مقتدیوں کے لیے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے، کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ راوی حدیث ہیں۔

سوال: درج ذیل آیت میں قرآن کو ترک کرنے سے کیا مراد ہے؟

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا﴾

(الفرقان : ۳۰)

”(روز قیامت) رسول کہے گا، اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو ترک کر دیا تھا۔“

جواب: قرآن کو ترک کرنے کا مفہوم بہت وسیع ہے، اس میں کئی چیزیں شامل ہیں:

① قرآن کریم کی تلاوت نہ کرنا ② قرآنی احکام پر عمل نہ کرنا

③ قرآن کے مطابق فیصلہ نہ کرنا ④ قرآن میں تدبر نہ کرنا

⑤ قرآن کا احترام نہ کرنا ⑥ قرآن سے شفا کو جائز نہ سمجھنا

⑦ تلاوت کے وقت شور و غل کرنا ⑧ تلاوت سننے سے اعراض کرنا

⑨ قرآن سے محبت نہ کرنا ⑩ قرآن کی مخالفت اور بے حرمتی کے وقت کوئی حرج محسوس نہ کرنا، وغیرہ۔ تلک عشرۃ کاملۃ

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهٗ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(الأعراف : ٢٠٤)

”جب قرآن کی تلاوت کی جائے، تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو، تاکہ تم پر رحمت ہو۔“

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ﴾(فُصّلت : ٢٦)

”کافروں نے کہا کہ اس قرآن پر دھیان مت دو اور اس (کی تلاوت) میں شوروغل کرو، تاکہ تمہارا غلبہ قائم رہے۔“

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا﴾(بني إسرائيل : ٨٢)

”ہم نے قرآن کو نازل کیا، یہ مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے، البتہ یہ (قرآن) ظالموں کے لیے نقصان میں اضافہ کا باعث ہے۔“

سوال: ماتم کی مجالس میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: ماتم کے لیے مجالس قائم کرنا بدعت ہے، جبکہ قرآن بدعات کو مٹاتا ہے، لہٰذا کسی بدعت کو شرعی جواز دینے کے لیے اس میں قرآن کریم کی تلاوت کو سہارا بنانا جائز نہیں۔ یہ اچھی نیت سے برا کام ہے۔ یہ گناہ کی مجالس ہیں، ان میں شرکت کرنا ممنوع ہے۔

سوال: جمعہ کے دن درود کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَّعْرُوضَةٌ عَلَيَّ .

''جمعہ کا دن افضل ہے۔ اس دن سیدنا آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور سخت آواز ظاہر ہوگی۔ لہٰذا جمعہ کے دن مجھ پہ بکثرت درود پڑھیں آپ کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔''

ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وفات کے بعد آپ پر درود کیسے پیش کیا جائے گا؟ کیا آپ کا جسدِ مبارک خاک میں نہیں مل چکا ہوگا؟ فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ .

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے اجسادِ مقدسہ حرام قرار دیئے ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 8/4، سنن أبي داوٗد : 1047، 1531، سنن النّسائي : 1375، سنن ابن ماجه : 1085، 1636، فضل الصّلاة على النبيّ للقاضي إسماعيل : 22)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1733)، امام ابن حبان (910) اور حافظ ابن قطان فاسی (بيان الوهم والإيهام : 574/5) رحمہم اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ (1/278) نے ''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے اور ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(رياض الصّالحين : 1399، خلاصة الأحكام : 441/1، 814/2)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَنْ تَأَمَّلَ هٰذَا الْإِسْنَادَ؛ لَمْ يَشُكَّ فِي صِحَّتِهِ، لِثِقَةِ رُوَاتِهِ، وَشُهْرَتِهِمْ، وَقُبُولِ الْأَئِمَّةِ أَحَادِيثَهُمْ .

”سند کی تحقیق کریں گے، تو آپ اس کی صحت پر شک نہیں کر سکیں گے، کیوں کہ اس کے راوی مشہور ثقات ہیں اور ائمہ نے ان کی روایات قبول کی ہیں۔“

(جلاء الأفهام :81)

تبصرہ:

یہ روایت منکر (ضعیف) ہے۔ اس سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ہے، یہ ضعیف و منکر الحدیث ہے۔ امام بخاری، امام ابو حاتم، امام ابو زرعہ اور امام ابن حبان رحمہم اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث نے یہی کہا ہے۔ اس کو عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر (ثقہ) قرار دینا خطا ہے۔

❀ اس حدیث کو امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ”منکر“ کہا ہے۔

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 529/2)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً؛ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوبَ ثَمَانِينَ عَامًا، فَقِيلَ لَهٗ : كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : تَقُولُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَتَعْقِدُ وَاحِدَةً .

”جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اسی (80) مرتبہ درود پڑھا، اللہ اسی سال کے گناہ معاف کر دے گا، سوال ہوا، اللہ کے رسول! درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ .

(تاريخ بغداد للخطيب : 463/13، العِلَل المتناهية في الأحاديث الواهية لابن الجوزي :468/1، ح : 796، ميزان الاعتدال للذّهبي : 351/3)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے، وہب بن داؤد بن سلیمان ابوالقاسم کے متعلق خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ ضَرِيرًا، وَلَمْ يَكُنْ ثِقَةً .

"نابینا تھا اور قابل اعتبار نہیں تھا۔" (تاريخ بغداد : 463/13)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے "متہم" قرار دیا ہے۔

(تلخيص العلل المتناهية : 530/2)

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ لَّا يَصِحُّ .

"یہ حدیث ثابت نہیں۔"

(العِلَل المتناهية :468/1)

❀ حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَسَّنَهُ الْعِرَاقِيُّ، وَمِنْ قَبْلِهٖ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ النُّعْمَانِ، وَيَحْتَاجُ إِلٰى نَظَرٍ .

"حافظ عراقی رحمہ اللہ اور ان سے پہلے ابوعبداللہ (محمد بن موسیٰ) بن نعمان رحمہ اللہ (۶۸۳ھ) نے اسے حسن قرار دیا ہے، لیکن یہ بات محل نظر ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(القول البدیع، ص 199)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلَاةُ عَلَيَّ نُورٌ عَلَى الصِّرَاطِ فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَمَانِينَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُ ثَمَانِينَ عَامًا .

''مجھ پر درود پڑھنا پل صراط پر نور بن جائے گا۔جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اَسی مرتبہ درود پڑھا، اس کے اَسی سال کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

(أطراف الغرائب لابن الطّاهر : 186/5، ح : 5095، التّرغيب لابن شاهين : 22، الغرائب الملتقطة لابن حجر : 5/466-467)

تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے۔

① علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔

② حجاج بن سنان متروک ہے۔

(لسان المیزان : 481/2، تسدید القَوس لابن حَجَر : 568/2)

③ عون بن عمارہ ضعیف ہے۔

④ سکن بن ابی سکن (یا زکریا بن عبد الرحمن) برجمی کی توثیق نہیں۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَرْبَعَةُ ضُعَفَاءُ .

''چاروں راوی ضعیف ہیں۔''

(نتائج الأفكار، ص 56)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(لسان المیزان: 2/178، 2/481)

سوال: کیا نوافل بھی ایمان میں داخل ہیں؟

جواب: اہل سنت والجماعت کے نزدیک تمام اعمال صالحہ ایمان میں داخل ہیں، خواہ وہ فرائض ہو یا نوافل۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ، الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾(الأنفال: ۲-۳)

''بلاشبہ مومن وہ ہیں کہ جب ان کے پاس اللہ کا ذکر کیا جائے، تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جائیں، تو ان کے ایمان بڑھا دیتی ہیں، نیز وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، وہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

یہ آیت نص ہے کہ نوافل سے بھی ایمان بڑھتا ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: بدفالی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: کسی چیز سے بدشگونی لینا توحید کے منافی ہے، اسی لیے اسلام میں اس کی سخت سے ممانعت ہے۔

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ .

''نہ چھوت ہے، نہ بدفالی، نہ مردہ کی کھوپڑی سے پرندہ نکلتا ہے اور نہ ماہِ صفر منحوس ہے۔''

(صحيح البخاري : ٥٧٥٧، صحيح مسلم : ٢٢٢٠)

❀ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ .

''بدشگونی شرک ہے، بدشگونی شرک ہے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٣٩١٠، سنن التّرمذي : ١٦١٤، سنن ابن ماجه : ٣٥٣٨، وسنده حسنٌ)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (٦١٢٢) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ (٤٤) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

اس شرک سے مراد شرک اصغر ہے، لیکن اگر کسی چیز کو نفع ونقصان کا ماٴخذ قرار دے دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے ،تو یہ شرک اکبر بن جائے گا۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''بدفالی اسے ہی نقصان دیتی ہے، جو اس سے ڈرتا ہے اور جو اس کی پرواہ نہیں کرتا، اسے کچھ بھی نقصان نہیں دیتی، خصوصا اگر آدمی ایسی چیز کو دیکھے یا سنے جس سے لوگ بدفالی لیتے ہیں، تو اسے کہنا چاہیے : اے اللہ! نفع ونقصان تیرے ہی اختیار میں ہے، تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں، بھلائی لانے اور برائی لے جانے والا تو ہی ہے، برائی سے بچنے اور بھلائی حاصل کرنے کی طاقت تیرے ہی پاس ہے۔

بدفالی شرک کی ایک قسم ہے اور شیطان کا وسوسہ وڈراوا ہے، جو اس کی طرف دھیان دیتا اور غور کرتا ہے، اس کے لیے خطرناک ہو جاتی ہے اور جو شخص اس کی طرف توجہ نہیں کرتا اور سوچتا بھی نہیں، اس سے دور اور ختم ہو جاتی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ جو اس پر دھیان دیتا ہے، اس کی طرف سیلاب کے ریلے سے بھی تیز آتی ہے اور اس کو نظر آنے اور سننے والی ہر چیز میں وسوسے ڈالتی ہے، پھر شیطان اس کے لیے قریب و بعید کی اور لفظی ومعنوی تاویلیں کرتا ہے، جس سے اس کی زندگی تنگ اور دین فاسد ہو جاتا ہے، بدفالی والا شخص درماندہ دل، پراگندہ باطن، بدحال اور بداخلاق ہوتا ہے، ہر نظر آنے اور سننے والی چیز اسے ڈرا کر رکھ دیتی ہے، سب سے ڈرپوک، تنگ عیش اور بددل ہوتا ہے، لایعنی چیزوں پر بہت توجہ دیتا ہے، یہ کتنی ہی خوش نصیبیاں اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے، کتنی ہی نعمتوں سے رُک جاتا ہے اور کتنے فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مِفتاح دار السَّعادة : ۲/۲۳۰۔۲۳۱)

انہی خرابیوں کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس سے روک دیا، تاکہ ان کے دل مطمئن اور ان کی روحیں پرسکون رہیں، وہ اکیلے اللہ کی توحید پر کاربند ہیں، جس کی خاطر اس نے رسول بھیجے، کتابیں نازل کیں اور زمین و آسمان کا نظام قائم کیا۔

سوال: کیا روز قیامت نامہ اعمال پر مبنی صحائف پیش کیے جائیں گے؟

جواب: روز قیامت انسانوں اور جنات کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا، ہر ایک کا نامہ اعمال، جو صحیفوں میں لکھا ہوا ہوگا، پیش کیا جائے گا۔ کسی کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور کسی کو بائیں ہاتھ میں۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا، اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾

(بني إسرائيل : ۱۳۔۱۴)

”ہم نے ہر انسان کا (تقدیر میں لکھا ہوا) نصیب اس کے ساتھ لازم کر دیا ہے اور ہم روز قیامت اس کی کتاب نکالیں گے اور اسے اس کے سامنے کھول کر رکھ دیں گے۔ (اور کہا جائے گا) اپنی کتاب کو پڑھو، آج تمہارے حساب کتاب کے لیے تم خود ہی کافی ہو۔“

روز قیامت پہلے نامہ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا، پھر حساب و کتاب کا مرحلہ آئے گا۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ، فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيرًا، وَيَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِهِ مَسْرُورًا، وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ، فَسَوْفَ يَدْعُو ثُبُورًا، وَيَصْلٰى سَعِيرًا، إِنَّهُ كَانَ فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا، إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَّنْ يَّحُورَ، بَلٰى إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا﴾(الإنشقاق : ٧-١٥)

”جسے اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا گیا، تو بہت جلد اس کا آسان سا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر (جنت) کی طرف خوشی خوشی لوٹ جائے گا۔ جسے اس کا نامہ اعمال (بائیں ہاتھ میں) پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا، وہ بہت جلد موت کی تمنا کرے گا اور جہنم میں داخل ہوگا، یہ (دنیا میں) اپنے گھر میں بہت خوش تھا اور سمجھتا تھا کہ وہ ہرگز (ہمارے پاس) لوٹ کر نہیں آئے گا، کیوں نہیں! بلاشبہ اس کا رب اسے ہمیشہ سے دیکھ رہا ہے۔“

سوال: کیا قبر میں روح لوٹائی جاتی ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ سوال وجواب کے وقت روح قبر میں لوٹ آتی ہے۔ اس کے بعد اپنے مقام پر چلی جاتی ہے۔

❁ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ سَائِرَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الْمُتَوَاتِرَةِ تَدُلُّ عَلٰى عَوْدِ الرُّوحِ إِلَى الْبَدَنِ.

”(قبر میں) روح بدن میں لوٹ آتی ہے، اس پر کئی متواتر صحیح احادیث دلالت کناں ہیں۔“

(مجموع الفتاویٰ: 446/5)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ .

”پھر اس بدن میں روح لوٹا دی جاتی ہے۔“

(مسند الإمام أحمد : 287/4، سنن أبي داود : 4753، 4754، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

”حاصل کلام یہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے، جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا ہے، لیکن خوارج، اکثر معتزلہ اور بعض مرجیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اہل سنت کے نزدیک اسی جسم میں یا جسم کے کسی حصے میں روح لوٹائی جاتی ہے، پھر اسے عذاب دیا جاتا ہے۔...... اس بارے میں ایک گروہ نے مخالفت کی ہے، ان کا کہنا ہے: عذاب کے لیے روح نہیں لوٹائی جاتی۔ ہمارے اصحاب نے جواب دیا کہ یہ بات فاسد ہے، کیونکہ تکلیف اور احساس زندہ کو ہوتا ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں: میت کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا یا درندے کا کھا جانا یا مچھلیوں کا لقمہ بن جانا، عذاب قبر کے لیے مانع نہیں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ اسے محشر کے لیے جمع کر لے گا، اللہ اس پر قادر بھی ہے، اس طرح اللہ تعالیٰ اس کے ایک جز یا زیادہ اجزا میں زندگی ڈال سکتا ہے، اگرچہ اسے درندے یا مچھلی نے نگل لیا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ ہم میت کو قبر میں اسی حالت پر دیکھتے ہیں، تو اس سے سوال و جواب، اسے بٹھایا جانا اور لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جانا، یہ سب کیسے ہوتا ہے؟ نیز اس کے جسم پر کوئی نشان بھی ظاہر نہیں ہوتا۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ سب ناممکن نہیں ہے، بلکہ اس کی مثال

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہماری دنیاوی زندگی میں بھی ہے کہ سویا ہوا شخص لذت، تکالیف محسوس کرتا ہے، لیکن (پاس بیٹھے) ہمیں اس کا کچھ احساس نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک بیدار آدمی کچھ سن کر یا کچھ سوچ کر لذت یا تکلیف محسوس کرتا ہے، لیکن پاس بیٹھے شخص کو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اسی طرح جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے، وحی کی خبر دیتے تھے، لیکن پاس حاضر صحابہ کو اس کا علم تک نہ ہوتا تھا، یہ تمام باتیں بالکل واضح ہیں۔''

(شرح النّووي : 201/17)

❁ حافظ سہیلی رحمہ اللہ (۵۸۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الرُّوحَ يُعَادُ إِلَى الْجَسَدِ أَوْ إِلَى بَعْضِ الْجَسَدِ عِنْدَ الْمُسَاءَلَةِ، وَهُوَ قَوْلُ الْأَكْثَرِينَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ .

''سوال وجواب کے وقت روح جسم میں یا جسم کے کسی حصہ میں لوٹا دی جاتی ہے، اکثر اہل سنت اسی کے قائل ہیں۔''

(الرّوض الأنف : 175/5)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

تُرَدُّ الرُّوحُ إِلَى الْمَيِّتِ عِنْدَ سُؤَالِ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ .

''منکر ونکیر کے سوال کے وقت میت میں روح لوٹا دی جاتی ہے۔''

(كشف المُشكل :148/1)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا رَدُّ الرُّوحِ إِلَيْهِ فِي الْبَرْزَخِ لِلسُّؤَالِ فَرَدٌّ عَارِضٌ لَا يَتَّصِلُ بِهِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَيَاةً بَعْدَ حَيَاةٍ ثَالِثَةٌ فَلَا مُعَارَضَةَ بَيْنَ الْحَدِيثِ وَالْقُرْآنِ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ .

''رہا قبر میں سوال وجواب کے وقت روح کا جسم میں لوٹنا، تو یہ عارضی لوٹنا ہے، اس سے دو زندگیوں کے بعد تیسری زندگی ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا (اس مسئلہ میں) قرآن اور حدیث کے مابین کسی بھی اعتبار سے کوئی تعارض نہیں، وباللہ التوفیق۔''

(تہذیب السّنن : 430/2)

❁ علامہ شاطبی رحمہ اللہ (۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:

لَا بُعْدَ وَلَا نَكِيرَ فِي كَوْنِ الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِرَدِّ الرُّوحِ إِلَيْهِ عَارِيَةً .

''یہ کوئی بعید اور قابل اعتراض بات نہیں کہ میت میں وقتی طور پر روح لوٹائی جاتی ہے اور اسے عذاب دیا جاتا ہے۔''

(الاعتصام : 842/2)

❁ علامہ ابن ابی العز رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثُبُوتِ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعِيمِهٖ لِمَنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا، وَسُؤَالِ الْمَلَكَيْنِ، فَيَجِبُ اعْتِقَادُ ثُبُوتِ ذٰلِكَ وَالْإِيمَانُ بِهٖ، وَلَا يَتَكَلَّمُ فِي كَيْفِيَّتِهٖ، إِذْ لَيْسَ لِلْعَقْلِ وُقُوفٌ عَلٰى كَيْفِيَّتِهٖ، لِكَوْنِهٖ لَا عَهْدَ لَهٗ بِهٖ فِي هٰذِهِ الدَّارِ، وَالشَّرْعُ لَا يَأْتِي بِمَا تُحِيلُهُ الْعُقُولُ، وَلٰكِنَّهٗ قَدْ يَأْتِي بِمَا تَحَارُ فِيهِ الْعُقُولُ : فَإِنَّ عَوْدَ الرُّوحِ إِلَى الْجَسَدِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ عَلَى الْوَجْهِ الْمَعْهُودِ فِي الدُّنْيَا، بَلْ تُعَادُ الرُّوحُ إِلَيْهِ إِعَادَةً غَيْرَ الْإِعَادَةِ الْمَأْلُوفَةِ فِي الدُّنْيَا .

''قبر میں عذاب وثواب اور فرشتوں کے سوال و جواب کے ثبوت پر متواتر احادیث موجود ہیں۔ انہیں ثابت سمجھنا اور ایمان لانا واجب ہے۔ اس کی کیفیت نہیں پوچھی جائے گی۔ عقل اس کے ادراک سے قاصر ہے، کیوں کہ یہ عقل کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ شریعت کا کوئی حکم خلاف عقل نہیں، لیکن شریعت بعض ایسی چیزیں ضرور بیان کرتی ہے، جن سے عقل حیران ہو جاتی ہے۔ قبر میں روح لوٹائے جانے کی کیفیت دنیا جیسی نہیں، بلکہ اس کی اپنی ایک خاص ہیئت ہے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 399)

✿ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ طَوَائِفُ مِنَ السَّلَفِ كَثِيرَةٌ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ فِي قَبْرِهٖ إِلَّا بَعْدَ إِعَادَةِ الرُّوحِ إِلٰى جَسَدِهٖ، كَمَا جَاءَ ذٰلِكَ مُصَرَّحًا بِهٖ فِي حَدِيثِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سلف کی بڑی جماعتوں نے کہا ہے کہ میت کے جسم میں روح لوٹنے کے بعد ہی اسے قبر میں سوال و جواب ہوتے ہیں، جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صراحت ہے۔''

(تفسير ابن رجب : 99/2)

✿ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

”ابن جریر اور کرامیہ کے ایک گروہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ قبر میں سوال صرف بدن سے ہوگا۔ اللہ اس میں ادراک پیدا کردے گا، جس سے وہ سنے گا، جانے گا، محسوس کرے گا، تکلیف محسوس کرے گا، پریشان ہوگا۔ ابن حزم اور ابن ہبیرہ کہتے ہیں کہ عذاب صرف روح کو ہوگا، وہ بدن کی طرف نہیں لوٹے گی، جمہور ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ جمہور کہتے ہیں کہ روح بدن کی طرف لوٹائی جائے گی، یا بدن کے بعض حصے کی طرف لوٹائی جائے گی۔ اگر صرف روح سے معاملات ہوتے تو بدن کی اختصاصی حیثیت کوئی نہ تھی۔ پھر یہ کہنے کی بھی ضرورت نہیں تھی کہ اس کے اجزاء ملائے جائیں گے اور اللہ اس پر قدرت رکھتا ہے۔“

(فتح الباري: 3/235)

❀ نیز فرماتے ہیں:

يُرَادُ بِالْحَيَاةِ فِي الْقَبْرِ لِلْمَسْأَلَةِ لَيْسَتِ الْحَيَاةَ الْمُسْتَقِرَّةَ الْمَعْهُودَةَ فِي الدُّنْيَا الَّتِي تَقُومُ فِيهَا الرُّوحُ بِالْبَدَنِ وَتَدْبِيرِهٖ وَتَصَرُّفِهٖ وَتَحْتَاجُ إِلٰى مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ الْأَحْيَاءُ بَلْ هِيَ مُجَرَّدُ إِعَادَةٍ لِفَائِدَةِ الْامْتِحَانِ الَّذِي وَرَدَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ فَهِيَ إِعَادَةٌ عَارِضَةٌ كَمَا حَيِيَ خَلْقٌ لِكَثِيرٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لِمَسْأَلَتِهِمْ لَهُمْ عَنْ أَشْيَاءَ ثُمَّ عَادُوا مَوْتٰى .

”(میت کا) قبر میں سوال وجواب کے لیے زندہ ہونے سے مستقل دنیوی زندگی مراد نہیں کہ جس میں روح بذات خود بدن کے ساتھ ملی ہوتی ہے اور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

تدبیر وتصرف ہوتا ہے، جن چیزوں کی زندہ کو حاجت ہوتی ہے، اسے بھی ہوتی ہے۔ بلکہ (قبر کی زندگی میں) روح کا لوٹنا صرف امتحان (سوال وجواب) کے لیے ہوتا ہے، جیسا کہ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ یہ روح کا لوٹنا عارضی ہوتا ہے، جیسا کہ کئی (فوت شدہ) افراد انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے زندہ کیے گئے، انبیا نے ان سے مختلف چیزوں کی بابت سوال کیا، پھر وہ دوبارہ مردہ ہو گئے۔''

(فتح الباري : 3/241)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْمَيِّتَ تَعُودُ إِلَيْهِ رُوحُهُ لِأَجْلِ السُّؤَالِ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ صَوْتَ نِعَالِ الْأَحْيَاءِ، وَهُوَ فِي السُّؤَالِ .

''اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کی روح اس سے (منکر ونکیر کے) سوال کے لیے لوٹائی جاتی ہے اور میت سوال کے وقت زندہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔''

(شرح أبي داوٗد : 6/188)

❁ علامہ عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۴۱۴ھ) فرماتے ہیں:

رَدُّ الرُّوحِ إِلَى الْبَدَنِ فِي الْبَرْزَخِ لَا يَسْتَلْزِمُ الْحَيَاةَ الْمَعْهُودَةَ .

''قبر میں روح کا بدن میں لوٹنے سے دنیوی زندگی لازم نہیں آتی۔''

(مِرعاۃ المَفاتیح : 3/271)

سوال: کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے مؤمل بن اسماعیل کو ''منکر الحدیث'' کہا ہے؟

جواب: امام بخاری رحمہ اللہ سے مؤمل بن اسماعیل کو ''منکر الحدیث'' کہنا ثابت نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (میزان الاعتدال: ۴/ ۲۲۸) نے سب سے پہلے یہ قول امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ بعد والے ان سے نقل در نقل کرتے رہے، کسی نے استدراک نہیں کیا، واللہ اعلم!

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ عبداللہ بن قاسم مولیٰ ابی بکر سے مروی ہے:

بَيْنَمَا النَّاسُ يُصَلُّونَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ خَرَجَ عَلَيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَقْبِلُوا عَلَيَّ بِوُجُوهِكُمْ، أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كَانَ يُصَلِّي وَيَأْمُرُ بِهَا، فَقَامَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذٰى بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ، وَكَبَّرَ، ثُمَّ غَضَّ بَصَرَهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذٰى بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَكَبَّرَ ثُمَّ رَكَعَ، وَكَذٰلِكَ حِينَ رَفَعَ، وَقَالَ لِلْقَوْمِ: هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا.

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لوگ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے اور فرمایا: میری طرف متوجہ ہوں، میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں، وہ نماز کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور اس طرح پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو بہ قبلہ کھڑے ہوئے، کندھوں کے برابر رفع الیدین کیا، اللہ اکبر کہا، پھر نظر جھکا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لی، پھر کندھوں تک رفع الیدین کیا، اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا، پھر رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی ایسا ہی کیا۔ (نماز کے بعد) لوگوں سے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھایا کرتے تھے۔''

(الخَلافيات للبَيهقي : 345/2)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① عبد اللہ بن قاسم مولیٰ ابی بکر مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۴۶/۵'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(حجّة الوَداع، ص 551)

❀ حافظ ابن القطان رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(تهذيب التّهذيب لابن حَجَر : 359/5)

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُعْرَفْ مِنْ حَالِهِ أَيْضًا بِشَيْءٍ .

''یہ بالکل غیر معروف ہے۔''

(نصب الرّاية :416/1)

② سلیمان بن کیسان ابو عیسیٰ خراسانی بھی مجہول الحال ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۳۹۲/۶'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(حجّة الوَداع، ص 551)

❀ حافظ ابن القطان فاسی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(بيان الوهم والإيهام : 451/3)

❁ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُعْرَفْ مِنْ حَالِهٖ بِشَيْءٍ .

''یہ بالکل غیر معروف ہے۔''

(نصب الرّاية :416/1)

③ عبداللہ بن قاسم کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں۔

سوال: توحید حاکمیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: یہ بدعی اصطلاح ہے۔اہل سنت والجماعت توحید کی تین اقسام بیان کرتے ہیں؛① توحید ربوبیت ② توحید الوہیت ③ توحید الاسماء والصفات

❁ کبار سعودی علما کا فتوی ہے:

جَعْلُ الْحَاكِمِيَّةِ نَوْعًا مُسْتَقِلًّا مِنْ أَنْوَاعِ التَّوْحِيدِ عَمَلٌ مُحْدَثٌ، لَمْ يَقُلْ بِهٖ أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ فِيمَا نَعْلَمُ .

''حاکمیت کو توحید کی اقسام میں مستقل قسم بنانا بدعی عمل ہے، ہمارے علم کے مطابق ائمہ میں کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔''

(فتاوى اللجنة الدّائمة :376/1)

❁ علامہ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ (۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ ضَالٌّ وَجَاهِلٌ؛ لِأَنَّ تَوْحِيدَ الْحَاكِمِيَّةِ هُوَ تَوْحِيدُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَالْحَاكِمُ هُوَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا قُلْتَ : اَلتَّوْحِيدُ ثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ كَمَا قَالَهُ الْعُلَمَاءُ، تَوْحِيدُ الرُّبُوبِيَّةِ فَإِنَّ تَوْحِيدَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْحَاكِمِيَّةِ دَاخِلٌ فِي تَوْحِيدِ الرُّبُوبِيَّةِ؛ لِأَنَّ تَوْحِيدَ الرُّبُوبِيَّةِ هُوَ تَوْحِيدُ الْحُكْمِ وَالْخَلْقِ وَالتَّدْبِيرِ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَهٰذَا قَوْلٌ مُحْدَثٌ مُنْكَرٌ.

''یہ شخص (جو توحید حاکمیت کی بات کرتا ہے،) گمراہ اور جاہل ہے، کیونکہ توحید حاکمیت اللہ کی توحید ہی کو کہتے ہیں، کیونکہ حاکم اللہ عزوجل ہے، لہٰذا جب آپ کہیں کہ توحید کی تین اقسام ہیں، جیسا کہ علماء نے ذکر کیا ہے، تو توحید حاکمیت بھی توحید ربوبیت میں داخل ہوگی، کیونکہ توحید ربوبیت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو حکم، خلق اور تدبیر میں یکتا ماننا۔ لہٰذا (توحید حاکمیت کے قائل کی) یہ بات بدعی اور منکر ہے۔''

(لقاء الباب المفتوح : 150)

پاکستان میں توحید حاکمیت کا نعرہ بلند کرنے والے توحید الاسماء والصفات میں گمراہ ہیں، یہ نعرہ اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے، بلکہ اس فکر کے حاملین کے نزدیک عقائد واعمال اساس اور بنیاد ہی نہیں۔ جو ان کے اس نظریہ سے متفق ہو، اس کے عقائد واعمال جیسے بھی ہوں، وہ اس کی تحسین کرتے ہیں۔

معاشرے میں اسلام کو غالب اور نافذ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہر شخص اپنے وجود پر اسلام نافذ کرے، پھر اپنے زیر کفالت افراد کو تربیت کے ساتھ اسلامی تعلیمات سے روشناس کرے، پھر معاشرے میں دعوت دے، نتیجتاً ایک اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا، پھر حاکم وقت اپنی ذمہ داریاں ادا کرے، فلاح عامہ اور غلبہ اسلام کے لیے اقدامات کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو صوت وحروف سے تکلم کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو صوت وحروف سے کلام کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام سنا گیا۔اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع واتفاق ہے۔

❀ سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ .

”عنقریب ہر ایک سے اس کا رب کلام کرے گا، اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔“

(صحيح البخاري : 7512، صحيح مسلم : 1016)

❀ امام ابوالولید طیالسی رحمہ اللہ (۲۲۷ھ) فرماتے ہیں:

الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ، لَيْسَ بِبَائِنٍ مِنَ اللّٰهِ .

”قرآن اللہ کا کلام ہے، اس سے جدا نہیں۔“

(مسائل أبي داود : 1717)

اس قول کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جو اس سے جدا ہو اور مخلوق کے ساتھ قائم ہو، بلکہ یہ کلام صوت وحروف پر مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

مَسْأَلَةُ الْكَلَامِ حَيَّرَتْ عُقُولَ الْأَنَامِ .

”کلام الٰہی کے مسئلہ نے گمراہوں کی عقلوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔“

(مَجموع الفتاوىٰ : 12/113)

معتزلہ، اشاعرہ اور ان کے ہم نوا کلام الٰہی کے مسئلہ میں گمراہ ہو گئے اور عقیدہ اہل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سنت سے منحرف ہو گئے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ کلام نفسی ہے، کبھی کلام کا اثبات کرتے ہیں اور صوت وحروف کا انکار کرتے ہیں۔

ان کے مقابلہ میں اہل سنت والجماعت اس مسئلہ میں اتفاق اور اجماع پر قائم ہیں، ان میں کوئی اختلاف یا حیران و پریشانی نہیں۔ وہ قرآن کو اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام مانتے ہیں، جسے اس نے صوت وحروف سے کلام کیا ہے، جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سن کر نبی کریم ﷺ تک پہنچایا اور نبی کریم ﷺ نے اُمت تک۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَئِمَّةَ وَالسَّلَفَ اتَّفَقُوا عَلٰى أَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، بَلْ هُوَ الَّذِي تَكَلَّمَ بِهٖ بِقُدْرَتِهٖ وَمَشِيئَتِهٖ، لَمْ يَقُلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ: إِنَّهٗ مَخْلُوقٌ، وَلَا إِنَّهٗ قَدِيمٌ.

”ائمہ اور سلف اُمت کا اتفاق ہے کہ قرآن کلام اللہ ہے، مخلوق نہیں، یہ وہی کلام ہے، جس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور مشیئت سے کلام کیا، کسی امام نے اسے مخلوق یا قدیم نہیں کہا۔“

(مِنهاج السّنة : 416/5)

❀ نیز فرماتے ہیں:

اِسْتَفَاضَتِ الْآثَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنْ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ أَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ يُنَادِي بِصَوْتٍ، نَادٰى مُوسٰى وَيُنَادِي عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَوْتٍ وَيَتَكَلَّمُ بِالْوَحْيِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِصَوْتٍ وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ أَنَّهُ قَالَ : إِنَّ اللّٰهَ يَتَكَلَّمُ بِلَا صَوْتٍ أَوْ بِلَا حَرْفٍ وَلَا أَنَّهُ أَنْكَرَ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ بِصَوْتٍ أَوْ بِحَرْفٍ .

''نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور بعد والے ائمہ اہل سنت سے روایات مشہور ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آواز کے ساتھ صدا لگاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ندا لگائی، نیز اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے بندوں کو آواز کے ساتھ ندا لگائے گا۔ اللہ تعالیٰ وحی کو آواز کے ساتھ کلام کرتا ہے، سلف میں سے کسی سے منقول نہیں کہ اس نے کہا ہو: اللہ تعالیٰ بغیر صوت یا حروف کے کلام کرتا ہے، یہ بھی سلف میں سے کسی سے منقول نہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے صوت وحروف سے تکلم کرنے کا انکار کیا ہو۔''

(مجموع الفتاوی: 304/12)

❀ نیز فرماتے ہیں:

مِنَ الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَكُتُبِهِ؛ الْإِيمَانُ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللّٰهِ مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ مِنْهُ بَدَأَ وَإِلَيْهِ يَعُودُ؛ وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَكَلَّمَ بِهِ حَقِيقَةً وَأَنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ الَّذِي أَنْزَلَهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامُ اللّٰهِ حَقِيقَةً لَا كَلَامُ غَيْرِهِ؛ وَلَا يَجُوزُ إِطْلَاقُ الْقَوْلِ بِأَنَّهُ حِكَايَةٌ عَنْ كَلَامِ اللّٰهِ أَوْ عِبَارَةٌ عَنْهُ بَلْ إِذَا قَرَأَهُ النَّاسُ أَوْ كَتَبُوهُ بِذٰلِكَ فِي الْمَصَاحِفِ، لَمْ يَخْرُجْ بِذٰلِكَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَنْ يَكُونَ كَلَامَ اللّٰهِ تَعَالٰى حَقِيقَةً فَإِنَّ الْكَلَامَ إِنَّمَا يُضَافُ حَقِيقَةً إِلٰى مَنْ قَالَهُ مُبْتَدِئًا لَا إِلٰى مَنْ قَالَهُ مُبَلِّغًا مُؤَدِّيًا، وَهُوَ كَلَامُ اللّٰهِ؛ حُرُوفُهُ وَمَعَانِيهِ؛ لَيْسَ كَلَامُ اللّٰهِ الْحُرُوفَ دُونَ الْمَعَانِي وَلَا الْمَعَانِيَ دُونَ الْحُرُوفِ .

”اللہ اور اس کی کتب پر ایمان لانے میں سے ہے کہ اس بات پر ایمان لایا جائے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ کلام ہے، مخلوق نہیں ہے، اس کی ابتدا اللہ سے ہوئی اور اسی کی طرف لوٹ جائے گا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو حقیقت میں کلام کیا، یہ قرآن، جسے اللہ تعالیٰ نے محمد کریم ﷺ نازل کیا، یہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، نہ کہ کسی دوسرے کا۔ یہ کہنا جائز نہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کے کلام کی حکایت ہے یا اس کے کلام کی تعبیر ہے۔ بلکہ جب اسے لوگ پڑھتے ہیں یا مصحف میں لکھتے ہیں، تب بھی یہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی کلام ہونے سے خارج نہیں ہوتا، کیونکہ کلام کو حقیقت میں اسی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، جس نے اسے سب سے پہلے تکلم کیا ہو، نہ کہ اس شخص کی طرف، جس نے اسے حکایت کے طور پر تکلم کیا ہو۔ کلام اللہ حروف و معانی دونوں کا نام ہے، کلام اللہ صرف حروف یا صرف معانی کا نام نہیں۔“

(مجموع الفتاویٰ : 144/3)

✿ علامہ زرقانی رحمہ اللہ (۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أُسِفَ بَعْضُ النَّاسِ فَزَعَمَ أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعَانِي الْقُرْآنِ وَالرَّسُولُ يُعَبِّرُ عَنْهَا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِلُغَةِ الْعَرَبِ، وَزَعَمَ آخَرُونَ أَنَّ اللَّفْظَ لِجِبْرِيلَ وَأَنَّ اللّٰهَ كَانَ يُوحِي إِلَيْهِ الْمَعْنٰى فَقَطْ وَكِلَاهُمَا قَوْلٌ بَاطِلٌ أَثِيمٌ مُصَادِمٌ لِصَرِيحِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ وَلَا يُسَاوِي قِيمَةَ الْمِدَادِ الَّذِي يُكْتَبُ بِهٖ، وَعَقِيدَتِي أَنَّهٗ مَدْسُوسٌ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي كُتُبِهِمْ، وَإِلَّا فَكَيْفَ يَكُونُ الْقُرْآنُ حِينَئِذٍ مُعْجِزًا وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ أَوْ لِجِبْرِيلَ؟ ثُمَّ كَيْفَ تَصِحُّ نِسْبَتُهٗ إِلَى اللّٰهِ وَاللَّفْظُ لَيْسَ لِلّٰهِ؟ مَعَ أَنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: ﴿حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ﴾ إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا يَطُولُ بِنَا تَفْصِيلُهٗ، وَالْحَقُّ أَنَّهٗ لَيْسَ لِجِبْرِيلَ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ سِوٰى حِكَايَتِهٖ لِلرَّسُولِ وَإِيحَائِهٖ إِلَيْهِ وَلَيْسَ لِلرَّسُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْقُرْآنِ سِوٰى وَعْيِهٖ وَحِفْظِهٖ ثُمَّ حِكَايَتِهٖ وَتَبْلِيغِهٖ ثُمَّ بَيَانِهٖ وَتَفْسِيرِهٖ ثُمَّ تَطْبِيقِهٖ وَتَنْفِيذِهٖ.

''ایک شخص پر افسوس ہوا، اس کا کہنا تھا کہ جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ پر قرآن کے معانی لے کر نازل ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ اس کی تعبیر لغت عرب سے کر دیتے تھے۔ کچھ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ لفظ جبریل علیہ السلام کے ہیں اور اللہ تعالیٰ جبریل کی طرف صرف معنی کو وحی کرتا تھا۔ یہ دونوں قول باطل، گناہ اور کتاب وسنت اور اجماع کے مخالف ہیں، جس سیاہی سے یہ کچھ لکھا گیا ہے، اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کتابوں میں مسلمانوں کے (عقائد کے) بارے میں سازش کی گئی ہے۔ ورنہ اگر قرآن کے الفاظ محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ یا جبریل علیہ السلام کے ہیں، تو قرآن معجزہ کیسے ہوسکتا ہے؟ نیز اگر الفاظ اللہ تعالیٰ کے نہیں ہیں، تو ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے کی جا سکتی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا کلام کہا ہے۔اس پر تفصیلی بحث ذکر کی جا سکتی ہے۔ حق بات یہ ہے کہ قرآن کے حوالہ سے جبریل علیہ السلام کی ذمہ داری صرف یہ تھی کہ اسے رسول اللہ ﷺ کو حکایت کرتے تھے اور وحی کرتے تھے اور ہمارے نبی اور رسول علیہ السلام کی ذمہ داری یہ تھی کہ وہ اس قرآن کو محفوظ کرتے، اسے یاد کرتے، پھر اسے دوسرے تک پہنچاتے، پھر اس کی وضاحت اور تفسیر کرتے، پھر اس پر عمل کرتے اور اسے نافذ کرتے تھے۔"

(مَناهل العرفان: 49/1)

❁❁❁❁❁❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۷)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا دین اسلام سے منحرف ہونے والے کو ''بیوقوف'' یا اس جیسے الفاظ کہے جا سکتے ہیں؟

جواب: اسلام یا اس کی مبادیات پر اعتراض کرنے والوں یا انکار کرنے والوں کے لیے عمومی طور پر ''بیوقوف'' جیسے الفاظ استعمال کیے جا سکتے ہیں، کتاب وسنت کے عمومی دلائل اس پر شاہد ہیں۔

❁ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ﴾ (البقرة : ۱۳۰)

''ابراہیم کے دین سے بے رغبتی وہی اختیار کرسکتا ہے، جس نے خود کو بیوقوف بنالیا ہو۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُونَ﴾ (البقرة : ۱۳)

''جب انہیں (منافقین کو) کہا جاتا ہے کہ لوگوں (صحابہ) کی طرح تم بھی ایمان لے آؤ، تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم ان بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خبر دار بلاشبہ یہی لوگ بیوقوف ہیں، مگر نہیں جانتے۔“

اس کے علاوہ قرآن کریم میں اسلام کے منحرفین کو ”گدھے“ اور ”کتے“ کے ساتھ بھی تشبیہ دی گئی ہے۔

مگر داعی کو چاہیے کہ وہ حکمت کے تحت ان الفاظ کا استعمال کرے، یہ نہ ہو کہ اپنے سخت الفاظ سے دعوت کو نقصان پہنچادے۔

سوال: جو شخص دین اسلام یا مسلمانوں کو رجعت پسند اور قدامت پسند کہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ واضح الحاد ہے، دین سے انحراف ہے، نیز دین کی اہانت اور تحقیر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خالق ہے اور ان کی قیامت تک کی ضرورتوں کو جانتا ہے، اس نے کامل حکمت کے تحت دین اسلام کی تعلیمات کو مکمل کر دیا ہے، دین کے ہر معاملہ میں تنصیصاً و تعلیلاً راہنمائی فرما دی ہے۔ اسلام کے احکامات دائمی اور عالمگیر ہیں، اسلام کسی زمانے یا علاقے کے ساتھ خاص نہیں ہے، یہ آخری دین ہے، خود اللہ تعالیٰ نے اس کی تکمیل فرمائی ہے۔ دین کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے، خواہ وہ حکمت بندوں کو سمجھ آئے یا نہ آئے۔

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النّور : ٦٣)

”حکم رسول کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈر جانا چاہیے کہ ان پر کوئی بڑا فتنہ یا دردناک عذاب آجائے۔“

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قَوْلُهٗ : ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ﴾ أَيْ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ سَبِيْلُهٗ وَمِنْهَاجُهٗ وَطَرِيقَتُهٗ وَسُنَّتُهٗ وَشَرِيعَتُهٗ، فَتُوزَنُ الْأَقْوَالُ وَالْأَعْمَالُ بِأَقْوَالِهٖ وَأَعْمَالِهٖ، فَمَا وَافَقَ ذٰلِكَ قُبِلَ، وَمَا خَالَفَهٗ فَهُوَ مَرْدُودٌ عَلٰى قَائِلِهٖ وَفَاعِلِهٖ، كَائِنًا مَّا كَانَ .

”فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ﴾(النّور : ٦٣) ”حکم رسول کی مخالفت کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔“ یہاں مراد رسول ﷺ ہیں اور آپ کے امر سے مراد آپ کا راستہ، منہج، طریقہ اور شریعت ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال ہی میزان ہیں، جو قول وفعل آپ کے موافق ہو، قبول کیا جائے گا اور جو خلاف ہو، وہ اس کے قائل وفاعل پر لوٹا دیا جائے گا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔“(تفسير ابن كثير : ٦/٩٠)

❁ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ؛ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ .

”یقیناً میں آپ کو جادۂ مستقیم پر چھوڑ کر جا رہا ہوں، جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، میرے بعد اس سے روگردانی صرف وہی کرے گا، جس کے مقدر میں ہلاکت لکھی ہوگی۔“

(مسند الإمام أحمد : ٤/١٢٦، سنن ابن ماجه : ٤٣، السّنّة لابن أبي عاصم : ٤٨، المستدرك على الصّحيحين للحاكم : ١/٩٦، وسندهٗ حسنٌ)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

(التّرغیب والتّرھیب : ٤٦/١)

❁ علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَاجِبُ الْإِتِّبَاعِ فَهِمْنَا مَعْنَاهُ أَوْ لَمْ نَفْهَمْ .

''رسول اللہ ﷺ کی احادیث واجب الاتباع ہیں، خواہ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔''

(التّنبیه علی مشکلات الهدایة : 43/4)

❁ نیز فرماتے ہیں:

مِنَ الْمُحَالِ أَنْ لَّا يَحْصُلَ الشِّفَاءُ وَالْهُدٰى وَالْعِلْمُ وَالْيَقِينُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَلَامِ رَسُولِهٖ، وَيَحْصُلَ مِنْ كَلَامِ هٰؤُلَاءِ الْمُتَحَيِّرِينَ، بَلِ الْوَاجِبُ أَنْ يَّجْعَلَ مَا قَالَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ هُوَ الْأَصْلَ، وَيَتَدَبَّرَ مَعْنَاهُ وَيَعْقِلَهٗ، وَيَعْرِفَ بُرْهَانَهٗ وَدَلِيلَهٗ؛ إِمَّا الْعَقْلِيُّ وَإِمَّا الْخَبَرِيُّ السَّمْعِيُّ، وَيَعْرِفَ دَلَالَتَهٗ عَلٰى هٰذَا وَهٰذَا، وَيَجْعَلَ أَقْوَالَ النَّاسِ الَّتِي تُوَافِقُهٗ وَتُخَالِفُهٗ مُتَشَابِهَةً مُّجْمَلَةً، فَيُقَالُ لِأَصْحَابِهَا : هٰذِهِ الْأَلْفَاظُ تَحْتَمِلُ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ أَرَادُوا بِهَا مَا يُوَافِقُ خَبَرَ الرَّسُولِ قُبِلَ، وَإِنْ أَرَادُوا بِهَا مَا يُخَالِفُهٗ رُدَّ .

''ایسا ممکن نہیں کہ کتاب اللہ اور کلامِ رسول ﷺ سے شفا، ہدایت اور علم و یقین

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حاصل نہ ہو اور حیران و سرگرداں لوگوں کی کلام سے ہو جائے، مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ و رسول کے فرمان کو اصل بنائے، اس کے معنی میں غور و فکر کرے، اسے سمجھے، اس کی عقلی، خبری یا سمعی برہان پہچانے، اِس کی دلالت ہر زاویے سے سمجھے اور انسانوں کی بعض آراء وحی کے موافق ہوتی ہیں، بعض مخالف ہوتی ہیں، بعض متشابہ اور مجمل۔ ان کی آراء میں ان احتمالات کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرے، ان کے قائلین کو بتائے کہ آپ کی فلاں بات میں فلاں فلاں احتمال ہیں، اگر ان کی مراد رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے موافق ہے تو قبول وگرنہ رد کر دے۔

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص ١٦٧)

سوال: کیا حق اور باطل کے مابین کوئی درمیانہ راستہ بھی ہے، جسے لوگ اختیار کر سکتے ہوں؟

جواب: صرف دو ہی رستے ہیں، حق یا باطل۔ حق کے بعد باطل اور گمراہی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾(يونس: ٣٢)

”حق کے بعد ضلالت کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے؟“

حق ایک ہے، دو نہیں۔ شرک و کفر اور بدعت و ضلالت کئی ہیں۔ حق کی پیروی کی جائے گی اور باطل سے اجتناب کیا جائے گا۔

جو لوگ خود کو وحی الٰہی سے بے نیاز کر لیتے ہیں اور اسلاف اُمت کے فہم کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کو اپنی عقل اور خواہش کے تابع کر دیتے ہیں، وہ حق سے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

منحرف ہوجاتے ہیں۔

سوال: قبروں پر تعمیر کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبروں پر صرف مسجد بنانا ہی ناجائز نہیں، بلکہ کسی طرح کی بھی کوئی عمارت یا قبہ بنانا بھی منع ہے۔

❁ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ .

''رسول کریم ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمادیا۔''

(صحیح مسلم : ۹۷۰)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو ہیاج اسدی رحمہ اللہ سے فرمایا:

أَلَا أَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهٗ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهٗ .

''کیا میں آپ کو اس کام پر نہ بھیجوں، جس پر نبی کریم ﷺ نے مجھے بھیجا تھا، (وہ کام یہ تھا) کہ ہر مورتی کو مٹادیں اور ہر بلند قبر کو برابر کردیں۔''

(صحیح مسلم : ۹۶۹)

❁ اس حدیث کے تحت علامہ شوکانی رحمہ اللہ (1250ھ) فرماتے ہیں:

''اس حدیث میں بیان ہے کہ فاضل وغیر فاضل کا فرق کیے بغیر قبر زیادہ اونچی نہ کرنا مسنون ہے۔ ظاہر ہے قبروں کو مقررہ مقدار سے اونچا کرنا حرام ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

......قبریں اونچی کرنے کی ممانعت میں سب سے پہلے قبے اور پر رونق مزارات داخل ہیں ۔ یہ قبروں پر مساجد بنانے کے زمرے میں بھی آتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ قبریں پختہ بنانے اور ان کی آرائش وزیبائش میں کتنے ہی ایسے مفاسد مضمر ہیں، جن پر اسلام روتا ہے۔ ایک مفسدہ جہلا کا وہ اعتقاد ہے، جو کفار کے بتوں بارے اعتقاد سے ملتا جلتا بلکہ اس سے گھمبیر ہے۔ انہوں نے قبروں کو نفع پہنچانے اور نقصان ہٹانے پر قادر سمجھ لیا ہے۔ انہوں نے قبروں کو حاجت روائی کا مرکز اور مقاصد کے حصول کے لیے پناہ گاہ بنالیا ہے۔ جو کچھ بندے اپنے ربّ سے مانگتے ہیں، انہوں نے وہ کچھ قبروں سے مانگنا شروع کر دیا ہے۔ ان کی طرف رختِ سفر باندھنے لگے ہیں، انہیں متبرک سمجھ لیا ہے اور ان سے فریادیں کرنے لگے ہیں۔ الغرض انہوں نے کوئی ایسا کام نہیں چھوڑا جو اہل جاہلیت نے بتوں کے ساتھ کیا تھا، إنّا للّٰه وإنّا إليه راجعون پھر اس قبیح بُرائی اور گندے کفر کے مقابلے میں کوئی عالم و متعلم، امیر و وزیر اور بادشاہ نظر نہیں آتا جو اللہ کے لیے غصے کا اظہار کرے اور دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرے۔ ہمارے پاس ایسی بہت سی یقینی خبریں ہیں کہ ان قبر پرستوں کی اکثریت ایسی ہے کہ اگر اسے اپنے مخالف کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم اُٹھانے کا مطالبہ آئے تو وہ ایسا کر گزرتا ہے، لیکن اگر کہا جائے کہ تُو اپنے شیخ یا اپنے فلاں پیر کی قسم اُٹھا تو ہچکچاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے اور انکار کر کے سچ کا اعتراف کر لیتا ہے۔ یہ واضح دلائل ہیں کہ ان لوگوں کا شرک دو الٰہوں یا تین

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الٰہوں کے قائلین سے بڑھ گیا ہے۔اے علمائے دین اور اے مسلمان حکمرانو! کفر سے بڑھ کر اسلام کو نقصان کس چیز سے ہوگا؟ غیر اللہ کی عبادت سے بڑھ کر کون سی چیز اس دین کے لیے ضرر رساں ہے؟ اس سے بڑھ کر مصیبت مسلمانوں کے لئے کیا ہوگی؟ اس واضح شرک سے بڑھ کر کونسی بُرائی کو روکنا واجب ہوگا؟ اگر یہ رونا میں زندوں کے سامنے روتا،تو وہ میری بات سن لیتے، لیکن میں جنہیں پکار رہا ہوں، انمیں زندگی کی رمق باقی نہیں، اگر میں آگ میں پھونکتا،تو وہ بھڑک اٹھتی،لیکن میں تو خاک میں پھونکیں مار رہا ہوں۔''

(نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار : 95/4)

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت کچھ وصیتیں فرمائی تھیں۔ ایک وصیت یہ تھی:

لَا تَجْعَلُوا عَلٰی قَبْرِي بِنَاءً .

''میری قبر پر عمارت نہ بنانا۔''

حاضرین نے ان سے پوچھا:

أَوَسَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا؟ قَالَ : نَعَمْ، مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''کیا آپ نے اس بارے کوئی بات سنی؟ فرمایا: جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔''

(مسند الإمام أحمد : 397/4، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ (204ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ رَأَيْتُ مِنَ الْوُلَاةِ مَنْ يَّهْدِمَ بِمَكَّةَ مَا يُبْنٰى فِيهَا فَلَمْ أَرَ الْفُقَهَاءَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَعِيبُونَ ذٰلِكَ .

”میں نے حکمرانوں کو مکہ میں قبروں سے عمارتیں گراتے دیکھا ہے، کوئی فقیہ ان پر اعتراض کرتا نظر نہیں آیا۔“

(کتاب الأمّ: 316/1)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) فرماتے ہیں:

لَا يَحِلُّ أَنْ يُبْنَى الْقَبْرُ، وَلَا أَنْ يُجَصَّصَ، وَلَا أَنْ يُزَادَ عَلٰى تُرَابِهٖ شَيْءٌ، وَيُهْدَمُ كُلُّ ذٰلِكَ .

”قبر پر کوئی عمارت بنانا، اسے پختہ کرنا، اس کی (کھودی ہوئی) مٹی سے زائد مٹی ڈالنا جائز نہیں۔ ان سب چیزوں کو گرا دیا جائے گا۔“

(المحلّٰی بالآثار: 33/5)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (656ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَصْحَابُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَلَا فَرْقَ فِي الْبِنَاءِ بَيْنَ أَنْ يَبْنِيَ قُبَّةً أَوْ بَيْتًا أَوْ غَيْرَهُمَا وَيُهْدَمُ هٰذَا الْبِنَاءُ بِلَا خِلَافٍ .

”شوافع کہتے ہیں کہ قبر پر کسی قسم کی عمارت، قبہ یا گھر وغیرہ بنانا برابر ہے، اس کے گرانے پر اجماع ہے۔“

(المجموع شرح المهذّب: 298/5)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (671ھ) فرماتے ہیں:

اِتِّخَاذُ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ وَالصَّلَاةُ فِيهَا وَالْبِنَاءُ عَلَيْهَا، إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا تَضَمَّنَتْهُ السُّنَّةُ مِنَ النَّهْيِ عَنْهُ مَمْنُوعٌ لَّا يَجُوزُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”قبروں پر مساجد کی تعمیر، ان میں نماز کا اہتمام، ان پر عمارتیں بنانا اور دیگر جن امور کی ممانعت حدیث میں وارد ہوئی ہے، سب ممنوع اور ناجائز ہیں۔“

(تفسیر القرطبي : 379/10)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

”اسی طرح قبروں پر بنے ہوئے قبوں کو گرا دینا ضروری ہے، کیونکہ ان کی بنیاد مخالفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے، نیز بلند قبروں کو گرانے کا حکم دیا ہے، لہٰذا قبروں پر بنے ہوئے قبوں، عمارتوں اور مسجدوں کو گرانا زیادہ ضروری ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر لعنت کی ہے اور ان پر تعمیر سے منع کیا ہے، لہٰذا جس کام کے کرنے والے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور اس سے منع فرمایا، اس کو فوری اور جلد ختم کرنا ضروری ہے۔“

(إغاثة اللّهفان : ۳۲۷/۱)

❀ نیز علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے قبروں پر تعمیر کے نقصانات بھی شمار کیے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

① اس سے قبر کے پاس نماز پڑھنے کی راہ ہموار ہوتی ہے، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

② لوگ وہاں دعا کرتے ہیں، یہ بہت بڑی بدعت ہے۔

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت پڑتی ہے۔

④ اس سے مقبرے آباد اور مساجد ویران ہو جاتی ہیں، حالانکہ دین اس کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الٹ سبق دیتا ہے۔

⑤ بعض زائرین کے سجدہ کرنے کا سبب بنتا ہے اور یہ بت پرستی ہے۔

⑥ مردے کی نذر و نیاز کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔

⑦ مردے کی عظمت و ہیبت لوگوں کے دلوں میں اللہ سے زیادہ ہوتی ہے۔

⑧ لوگ مردے سے اپنی ضروریات کا سوال اور مصائب سے نجات طلب کرنے لگتے ہیں۔

یہ تمام مفاسد قبروں پر تعمیر کے ہی مرہون منت ہیں۔

(إغاثة اللّهفان : ١/٣٠٩ـ٣١٠)

❀ علامہ عینی رحمہ اللہ (855ھ) فرماتے ہیں:

أَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ أَيْ عَلَى الْقَبْرِ لِمَا ذَكَرْنَا، وَلَفْظُ الْبِنَاءِ عَامٌّ يَشْمَلُ سَائِرَ أَنْوَاعِ الْبِنَاءِ، فَالْكَرَاهَةُ تَعُمُّ فِي الْجَمِيْعِ .

”جیسے ہم نے ذکر کیا کہ قبر پر عمارت بنانا بھی ممنوع ہے۔ بناء (عمارت) کا لفظ عام ہے اور ہر قسم کی عمارت کو شامل ہے، لہٰذا ہر قسم کی عمارت میں کراہت عام ہے۔“ (شرح أبي داوٗد : 182/6)

❀ علامہ برکوی حنفی رحمہ اللہ (٩٨١ھ) فرماتے ہیں:

”جو شخص زیارتِ قبور سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اوامر و نواہی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے عمل کا موازنہ آج کے لوگوں سے کرے گا، تو اس قدر بعد پائے گا کہ یہ دونوں کبھی اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے منع کیا ہے اور یہ ان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے پاس نماز پڑھتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع کیا ہے، یہ قبروں پر مسجدیں اور مزار بناتے ہیں۔ آپ ﷺ نے قبروں پر چراغ جلانے سے منع کیا ہے، یہ چراغ اور موم بتیاں جلاتے ہیں اور اس پر رقم خرچ کرتے ہیں، آپ ﷺ نے قبریں برابر کرنے کا حکم دیا ہے، یہ انہیں گھروں کی طرح بلند کرتے ہیں، آپ ﷺ نے پکی قبریں اور ان پر عمارت بنانے سے روکا ہے، یہ انہیں پکا کرتے اور ان پر قبے بنانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے قبروں پر لکھنے سے منع کیا ہے، یہ ان پر قرآن وغیرہ کی لکھی ہوئی تختیاں لگاتے ہیں، آپ ﷺ نے قبروں پر اضافی مٹی ڈالنے سے منع کیا ہے، یہ اضافی مٹی کے ساتھ ساتھ پکی اینٹیں، پتھر اور سیمنٹ بھی لگاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے انہیں میلہ گاہ اور مزار بنانے سے روکا ہے، یہ مخالفت کرتے ہیں۔ حاصل یہ کہ ہر اس بات کی مخالفت کرتے ہیں، جس کا نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ہے یا جس سے روکا ہے، الغرض وہ نبی کریم ﷺ کی لائی شریعت سے دشمنی رکھتے ہیں۔“

(زیارۃ القبور، ص 15)

تنبیہ:

قبروں کو سنت کے مطابق ایک بالشت کے برابر کرنا، پختہ قبروں کو توڑنا اور قبوں کو گرانا اسلامی ریاست کا کام ہے، یہ کام قبر والے کے قریبی رشتہ دار جیسے بیٹا، بیٹی، بھائی وغیرہ بھی کر سکتے ہیں، مگر کسی دوسرے کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں، کیونکہ اس سے بہت بڑا فساد کھڑا ہو سکتا ہے، جس کی اسلام قطعاً حوصلہ افزائی نہیں کرتا، البتہ لوگوں کو دعوت دینا ضروری

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے، انہیں پختہ قبروں کے مفاسد بیان کرتے رہنا چاہیے، باقی ہدایت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

سوال: کہانت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: کہانت علم غیب کے دعویٰ کا دوسرا نام ہے، مثلاً پیش آنے والے واقعات کی پہلے ہی خبر دینے کا دعویٰ کرنا کہانت ہے۔

کہانت جھوٹ ہے:

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بسا اوقات کاہن ہمیں کوئی بات بتاتے ہیں، تو وہ سچ ہو جاتی ہے، فرمایا:

تِلْكَ الْكَلِمَةُ الْحَقُّ، يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقْذِفُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، وَيَزِيدُ فِيهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ .

''یہ سچی بات ہوتی ہے، جسے جن چرا لیتا ہے، پھر اپنے دوست کے کان میں پھونکتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملاتا ہے (اور آگے بتاتا ہے)۔''

(صحيح مسلم : ٢٢٢٨)

کہانت کا حکم:

کہانت کفر و شرک ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَتَى كَاهِنًا، أَوْ عَرَّافًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''جو کاہن یا عراف کے پاس گیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔‘‘

(مسند الإمام أحمد : ٤٢٩/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۸/۱) نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے، حافظ ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ (۱۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

’’حدیث کا ظاہر بتا رہا ہے کہ جب وہ جادوگرد کے سچے ہونے کا اعتقاد رکھے گا، تو کافر قرار پائے گا، خواہ وہ شیطانوں کی طرف سے یا الہام سمجھ کر اس کی سچائی کا قائل ہو، خصوصاً نبی کریم ﷺ کے دور میں اکثر کاہن شیطانوں سے ہی مدد لے کر کہانت کرتے تھے۔‘‘

(تيسير العزيز الحميد، ص ٤٠٩)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَنْ أَتٰى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ .

’’جو شخص عراف، جادوگر یا کاہن کے پاس آیا، پھر اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کر دیا۔‘‘

(مسند الطّيالسي :381، المعجم الأوسط للطّبراني : 1453، وسندهٗ صحيحٌ)

ایسی بات صحابی اپنے اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا، لہٰذا یہ مرفوع حکمی ہے۔

❀ علامہ عبدالرحمن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

’’اکثر کاہن، جن کا شیطانوں سے رابطہ ہوتا ہے، شرک سے اور علم غیب کے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ کے لیے غیر اللہ کے تقرب سے بچ نہیں سکتے، لہٰذا یہ اس طرح بھی شرک ہے کہ اس علم میں اللہ کے شریک ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، جو اسی کے ساتھ خاص ہے اور اس طرح بھی کہ غیر اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔‘‘

(القول السّدید، ص ۹۶۔۹۷)

سوال: طاغوت سے کیا مراد ہے؟

جواب: بعض اہل علم نے طاغوت کو شیطان قرار دیا ہے، جبکہ بعض جادوگر اور بعض کاہن کو قرار دیتے ہیں، دراصل یہ تمام معانی اس کی کسی نہ کسی قسم کی تفسیر ہیں۔

❀ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلطَّاغُوتُ : كُلُّ مَا تَجَاوَزَ بِهِ الْعَبْدُ حَدَّهٗ مِنْ مَعْبُودٍ أَوْ مَتْبُوعٍ أَوْ مُطَاعٍ؛ فَطَاغُوتُ كُلِّ قَوْمٍ مَنْ يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهِ غَيْرَ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، أَوْ يَعْبُدُونَهٗ مِنْ دُونِ اللّٰهِ، أَوْ يَتْبَعُونَهٗ عَلٰى غَيْرِ بَصِيرَةٍ مِنَ اللّٰهِ، أَوْ يُطِيعُونَهٗ فِيمَا لَا يَعْلَمُونَ أَنَّهٗ طَاعَةٌ لِلّٰهِ؛ فَهٰذِهٖ طَوَاغِيتُ الْعَالَمِ إِذَا تَأَمَّلْتَهَا وَتَأَمَّلْتَ أَحْوَالَ النَّاسِ مَعَهَا رَأَيْتَ أَكْثَرَهُمْ عَدَلُوا مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ إِلٰى عِبَادَةِ الطَّاغُوتِ، وَعَنِ التَّحَاكُمِ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى الرَّسُولِ إِلَى التَّحَاكُمِ إِلَى الطَّاغُوتِ، وَعَنْ طَاعَتِهٖ وَمُتَابَعَةِ رَسُولِهٖ إِلٰى طَاعَةِ الطَّاغُوتِ وَمُتَابَعَتِهٖ.

’’طاغوت وہ معبود، متبوع یا مطاع ہے کہ انسان اس کی وجہ سے حد سے تجاوز کر جائے، چنانچہ ہر قوم کا طاغوت وہ ہے، جس کی طرف وہ اللہ و رسول کو چھوڑ کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اپنا فیصلہ لے جائیں، اللہ کے سوا اس کی عبادت کریں، بغیر دلیل کے اس کی پیروی کریں، بغیر علم کے اس کی اطاعت کریں، یہ دنیا کے طاغوت ہیں، جب آپ ان کے اور لوگوں کے حالات پر غور کریں گے، تو دیکھیں گے کہ اکثر لوگ اللہ کی عبادت سے اعراض کر کے طاغوتوں کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ ورسول کی اطاعت و فرمانبرداری سے اعراض کر کے طاغوتوں کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں۔''

(إعلام المؤقعين : ۵۰/۱)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کی تعظیم واجب ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی تعظیم ایمان کی بنیاد ہے، اس کے بغیر ایمان کا کوئی اعتبار نہیں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ تعظیم میں غلو جائز نہیں، یہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی تعلیمات کی مخالفت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ سے محبت اور تعظیم کرتے تھے، مگر وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں غلو نہیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے جو عظمت اور مقام رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا ہے یا خود رسول اللہ ﷺ نے جو مقام اپنا بیان کیا ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے، مگر کمی یا اضافہ جائز نہیں، مثلاً نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں شریک کر دینا یا آپ ﷺ کی کوئی ایسی صفت بیان کرنا، جو اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمائی۔ تو یہ نبی کریم ﷺ سے محبت نہیں، بلکہ آپ ﷺ کی شریعت اور تعلیمات سے انحراف ہے۔

اہل حدیث نہ نبی کریم ﷺ کی شان میں اضافہ کرتے ہیں اور نہ کمی کرتے ہیں، اضافہ کرنے والے کو بھی گمراہ سمجھتے ہیں اور کمی کرنے والے کو بھی۔ یہی میانہ راستہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَمْسٌ مَنْ جَاءَ بِهِنَّ مَعَ إِيمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ؛ مَنْ حَافَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ عَلَى وُضُوئِهِنَّ وَرُكُوعِهِنَّ وَسُجُودِهِنَّ وَمَوَاقِيتِهِنَّ، وَصَامَ رَمَضَانَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، وَأَعْطَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، وَأَدَّى الْأَمَانَةَ قَالُوا: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ، وَمَا أَدَاءُ الْأَمَانَةِ قَالَ: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ.

”جو شخص (روز قیامت) ایمان کے ساتھ ساتھ پانچ چیزیں لے کر آیا، وہ جنت میں داخل ہوگا؛ ① پانچوں نمازوں پر محافظت کی اور ان میں وضو، رکوع وسجود اور وقت کی پابندی کا خیال رکھا ② رمضان کے روزے رکھے ③ استطاعت ہو، تو بیت اللہ کا حج کیا ④ خوش دلی سے زکوۃ ادا کی ⑤ امانت ادا کی۔ لوگوں نے پوچھا: ابودراء! یہ امانت ادا کرنا کیا ہے؟ فرمایا: جنابت کی صورت میں غسل کرنا۔“

(سنن أبي داود: 429)

(جواب): روایت مرفوع اور موقوف دونوں طرح ضعیف ہے۔

① قتادہ کا عنعنہ ہے۔ قتادہ کی متابعت ابان بن ابی عیاش ”ضعیف ومتروک“ نے کی ہے۔

② خلید بن عبداللہ کا سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سماع بھی معلوم نہیں۔

❁ شعب الایمان للبیہقی (۲۴۹۷) والی سند بھی ضعیف ہے۔ اس میں حسن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بن علی بن زیاد سری ''مجہول'' ہے۔

✿ امام عقیلی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ.

''اس حدیث پر متابعت نہیں کی گئی۔''

(الضّعفاء الکبیر : 123/3)

سوال: آثار نبویہ کی شبیہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: آثار نبویہ سے تبرک حاصل کرنا حق ہے، مگر تبرک اس طریقہ سے حاصل کیا جائے، جیسے صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین حاصل کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے تبرکات کی شبیہات بنا رکھی ہیں۔ اسی طرح نعلین کریمین کی فرضی اور مصنوعی تصاویر جھنڈیوں کی زینت بنتی ہیں۔

اولاً تو جن نعلین کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے، وہ نسبت ثابت ہی نہیں۔ ثانیاً آثار نبویہ کی فرضی تصاویر اور تشبیہ سے تبرک حاصل کرنا بری بدعت ہے۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین اس سے ناواقف تھے۔ خیر القرون میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ ایجاد دین اور غلو ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا ہرگز یہ تقاضا نہیں کہ آپ ﷺ کے آثار کی شبیہ بنا لی جائے، اس فرضی تصویر اور شبیہ کی وہی تعظیم و تکریم بجالائی جائے، جو اصلی تبرکات کی بھی جائز نہیں۔ تبرکات کی تصویر بدعت اور منکر ہے۔ یہ شرک تک پہنچنے کا راستہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔ اگر کوئی دلیل کا طلب گار ہو، تو اسے گستاخ کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ان تصاویر اور شبیہات کو مصنوعی اور فرضی کہہ دے، تو اسے طرح طرح کے فتووں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اگر کوئی فرضی تصاویر کو ختم کردے تو اسے گستاخِ رسول قرار دیا جاتا ہے، بلکہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف شور برپا کیا جاتا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ.

''مہدی سوائے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے کوئی نہیں۔''

(سنن ابن ماجه: 4039، المستدرك للحاكم: 8363)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① محمد بن خالد جندی مجہول ہے۔

(تقريب التّهذيب لابن حجر: 5849)

الطیوریات لابی الطاہر السّلفی (291)، تہذیب الکمال للمزی (149/25) میں ہے کہ امام یحییٰ بن معین نے اسے ''ثقہ'' کہا ہے، یہ قول ثابت نہیں، اس کے راوی احمد بن محمد بن مومل ابوبکر صوری کی توثیق نہیں مل سکی۔

② حسن بصری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

اسی طرح ائمہ حدیث وسنت نے اس روایت کو قبول نہیں کیا۔

❁ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُّنْكَرٌ.

''یہ حدیث منکر ہے۔''

(العِلَل المتناهية لابن الجَوزي: 862/2)

❁ حافظ بیہقی (بیان الخطأ: 299) اور ذہبی رحمہما اللہ (میزان الاعتدال: 535/3)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نے اسے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

❁ علامہ صنعانی رحمہ اللہ نے ''موضوع'' (من گھڑت) کہا ہے۔

(الفوائد المجموعة للشّوكاني، ص 510)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(مِنهاج السّنّة النّبوية : 167/2، 168)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِينَ .

''یہ حدیث باتفاق محدثین ضعیف ہے۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3448/8)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (671ھ) فرماتے ہیں:

قِيلَ : اَلْمَهْدِيُّ هُوَ عِيسٰى فَقَطْ وَهُوَ غَيْرُ صَحِيحٍ لِأَنَّ الْأَخْبَارَ الصِّحَاحَ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَلٰى أَنَّ الْمَهْدِيَّ مِنْ عِتْرَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا يَجُوزُ حَمْلُهٗ عَلٰى عِيسٰى، وَالْحَدِيثُ الَّذِي وَرَدَ فِي أَنَّهٗ (لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسٰى) غَيْرُ صَحِيحٍ .

''یہ جو کہا جاتا ہے کہ مہدی صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں، تو یہ بات درست نہیں، کیونکہ صحیح احادیث تواتر کے ساتھ دلالت کرتی ہیں کہ مہدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت سے ہوں گے، ان کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر محمول کرنا جائز نہیں اور جس حدیث میں آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی مہدی نہیں، وہ ثابت نہیں ہے۔''

(تفسير القُرطبي : 122/8)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: وجود باری تعالیٰ کے بارے میں دلائل ذکر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کے وجود کا اقرار انسان کی فطرت میں شامل ہے، دوسری موجودات کے مقابلہ میں وجود حق تعالیٰ کا اقرار دل کی بڑی مجبوری ہے، بنی آدم کا ہر فرد خالق کائنات کے وجود کا معترف ہے، بعض ملحدین نے جو اس کا انکار کیا ہے، وہ فطرت کو دبانے کی ایک ناکام کوشش ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَ الْإِقْرَارُ بِالصَّانِعِ فِطْرِيًّا، فَإِنَّ الْفِطْرَةَ تَتَضَمَّنُ الْإِقْرَارَ بِاللّٰهِ وَالْإِنَابَةَ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعْنٰى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنَّ الْإِلٰهَ هُوَ الَّذِي يُعْرَفُ وَيُعْبَدُ، لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهُ جُحُودَ الصَّانِعِ إِلَّا عَنْ فِرْعَوْنَ مُوسٰى، فَإِنَّ جُحُودَ الصَّانِعِ لَمْ يَكُنْ دِينًا غَالِبًا عَلٰى أُمَّةٍ مِنَ الْأُمَمِ قَطُّ وَإِنَّمَا كَانَ دِينُ الْكُفَّارِ الْخَارِجِينَ عَنِ الرِّسَالَةِ هُوَ الْإِشْرَاكُ.

”صانع (خالق و مالک) کا اقرار فطری امر ہے، اس فطری اقرار میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا اعتراف اور اسی کی طرف رجوع شامل ہیں، لا الہ الا اللہ کا یہی معنی ہے، کیونکہ الہ اسی ذات کو کہا جاتا ہے، جسے پہچان کر اس کی عبادت کی جائے،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے صرف فرعونِ موسیٰ سے صانع کا انکار نقل کیا ہے، کسی امت میں بھی وجود باری تعالیٰ کا انکار غالب دین نہیں رہا ہے، کفار جو رسالت کے منکر تھے، ان کا دین شرک پر مبنی تھا (انکار وجود باری تعالیٰ پر نہیں)۔''

(مَجموع الفتاوٰی : ٦٣٠/٧۔٦٣١)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ شَيْخَ الْإِسْلَامِ تَقِيَّ الدِّينِ ابْنَ تَيْمِيَّةَ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوحَهٗ يَقُولُ : كَيْفَ يُطْلَبُ الدَّلِيلُ عَلٰى مَنْ هُوَ دَلِيلٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ؟ وَكَانَ كَثِيرًا مَّا يَتَمَثَّلُ بِهٰذَا الْبَيْتِ :

وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي الْأَذْهَانِ شَيْءٌ

إِذَا احْتَاجَ النَّهَارُ إِلٰى دَلِيلٍ

وَمَعْلُومٌ أَنَّ وُجُودَ الرَّبِّ تَعَالٰى أَظْهَرُ لِلْعُقُولِ وَالْفِطَرِ مِنْ وُجُودِ النَّهَارِ، وَمَنْ لَمْ يَرَ ذٰلِكَ فِي عَقْلِهٖ وَفِطْرَتِهٖ فَلْيَتَّهِمْهُمَا .

''میں نے شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس ذات پر دلیل کیسے طلب کی جا سکتی ہے، جو خود ہر چیز پر دلیل ہے؟ آپ اکثر سمجھانے کے لیے یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي الْأَذْهَانِ شَيْءٌ   إِذَا احْتَاجَ النَّهَارُ إِلٰى دَلِيلٍ

''جب دن بھی دلیل کا محتاج ہو جائے، تو عقل وفہم درست نہیں رہتے۔''

یہ بات عیاں ہے کہ دن سے زیادہ وجود باری تعالیٰ عقل وفطرت کی رو سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح ہے، جو اس سے اختلاف کرتا ہے اس کی عقل وفطرت کا قصور ہے۔‘‘

(مَدارج السّالکین : ۷۱/۱)

دلائل وجود باری تعالیٰ:

وجود باری تعالیٰ پر کئی دلائل ہیں، جس کا انکار ممکن نہیں۔

① فطرت:

فطرت وجود باری تعالیٰ کی سب سے بڑی دلیل ہے، کیونکہ یہ بات نفوس بشر میں راسخ ہو چکی ہے۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرمان باری تعالیٰ: ﴿أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ﴾ (إبراهيم : ۱۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هٰذَا يَحْتَمِلُ شَيْئَيْنِ، أَحَدُهِمَا : أَفِي وُجُودِهٖ شَكٌّ؟ فَإِنَّ الْفِطَرَ شَاهِدَةٌ بِوُجُودِهٖ، وَمَجْبُولَةٌ عَلَى الْإِقْرَارِ بِهٖ، فَإِنَّ الْاِعْتِرَافَ بِهٖ ضَرُورِيٌّ فِي الْفِطَرِ السَّلِيمَةِ، وَلٰكِنْ قَدْ يَعْرِضُ لِبَعْضِهَا شَكٌّ وَاضْطِرَابٌ، فَتَحْتَاجُ إِلَى النَّظَرِ فِي الدَّلِيلِ الْمُوَصِّلِ إِلٰى وُجُودِهٖ؛ وَلِهٰذَا قَالَتْ لَهُمُ الرُّسُلُ تُرْشِدُهُمْ إِلٰى طَرِيقِ مَعْرِفَتِهٖ بِأَنَّهٗ ﴿فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ الَّذِي خَلَقَهَا وَابْتَدَعَهَا عَلٰى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ، فَإِنَّ شَوَاهِدَ الْحُدُوثِ وَالْخَلْقِ وَالتَّسْخِيرِ ظَاهِرٌ عَلَيْهَا، فَلَا بُدَّ لَهَا مِنْ صَانِعٍ، وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ،

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَهُهُ وَمَلِيكُهُ، وَالْمَعْنَى الثَّانِي فِي قَوْلِهِمْ: ﴿أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ﴾ أَيْ أَفِي إِلٰهِيَّتِهِ وَتَفَرُّدِهِ بِوُجُوبِ الْعِبَادَةِ لَهُ شَكٌّ، وَهُوَ الْخَالِقُ لِجَمِيعِ الْمَوْجُودَاتِ، وَلَا يَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ إِلَّا هُوَ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ؛ فَإِنَّ غَالِبَ الْأُمَمِ كَانَتْ مُقِرَّةً بِالصَّانِعِ، وَلٰكِنْ تَعْبُدُ مَعَهُ غَيْرَهُ مِنَ الْوَسَائِطِ الَّتِي يَظُنُّونَهَا تَنْفَعُهُمْ أَوْ تُقَرِّبُهُمْ مِنَ اللّٰهِ زُلْفٰى.

''اس میں دو احتمال ہیں: ایک تو یہ کہ (رسولوں سے پوچھا) کیا اس کے وجود میں شک ہے؟ فطرت اس کے وجود کی گواہ ہے اور اس کے وجود کا اقرار جبلت میں داخل ہے، کیونکہ فطرت سلیمہ کے لیے اس کا اعتراف ضروری ہے، البتہ بسا اوقات کسی فطرت کو شک و اضطراب لاحق ہو جاتا ہے، پھر وہ اس کے وجود پر دلیل کی محتاج ہو جاتی ہے، اسی لیے معرفت الٰہی کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے ان رسولوں نے فرمایا: ﴿فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ''وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔'' اس نے ان کو بغیر کسی سابقہ نمونہ کے پیدا فرمایا ہے، اس کی تخلیق و تسخیر کی علامات ان آسمانوں اور زمین پر واضح موجود ہیں، جن سے پتا چلتا ہے کہ ان کا ضرور کوئی خالق ہے اور وہ اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ رسولوں کا یہ کہنا: ﴿أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ﴾ ''کیا اللہ کے بارے میں شک ہے۔'' سے مراد ہے کہ کیا اس کی الوہیت وحدانیت اور استحقاق عبادت میں شک

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے، حالانکہ وہی تمام موجودات کا خالق ہے، عبادت کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں، اکثر امتیں صانع کا اقرار کرتی تھیں، لیکن اپنے زعم میں حصول نفع یا تقرب الٰہی کے لیے دوسرے وسائل کو اس کا شریک ٹھہراتی تھیں۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : ٤/٤٠١۔٤٠٢)

❀ اسی فطرت کی طرف اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ فرمایا ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الروم : ٣٠)

’’یکسو ہو کر اپنی توجہ دین کی طرف قائم کر لیجیے، اس فطرت کو لازم پکڑو، جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اس کی تخلیق میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں، یہ مضبوط دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

❀ نیز فرمایا:

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عَابِدُونَ﴾

(البقرة : ١٣٨)

’’اللہ کے رنگ (دین) کو لازم پکڑو اور اللہ سے بڑھ کر کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے؟ اور ہم خالص اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔‘‘

❀ ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى﴾ (الأعراف : ١٧٢)

’’محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ‘‘

www.KitaboSunnat.com

”(وہ وقت یاد کرو) جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں میں موجود اولادوں سے عہد لیا اور انہیں اپنی جانوں پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، سب نے کہا: کیوں نہیں۔“

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”معلوم ہوا کہ انسان کی فطرت میں ایسی قوت ہے، جو حق کے اعتقاد اور نافع کے ارادے کی متقاضی ہوتی ہے، اب وجود صانع کا اقرار، اس کی معرفت اور اس پر ایمان یا حق ہوگا یا باطل، دوسری بات تو واضح طور پر فاسد ہے، لہٰذا اس کا حق ہونا متعین ہو گیا، لہٰذا ضروری طور پر فطرت میں ایسی چیز ہوتی ہے، جو صانع کی معرفت اور اس پر ایمان کا تقاضا کرتی ہے۔“

(دَرء تَعارُض العَقل والنَّقل : ٤٥٨/٨)

❁ زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُصَلّٰى عَلٰى كُلِّ مَوْلُودٍ مُتَوَفًّى، وَإِنْ كَانَ لِغَيَّةٍ، مِنْ أَجْلِ أَنَّهٗ وُلِدَ عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ.

”ہر فوت شدہ بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اگرچہ وہ ولد الزنا ہو، کیونکہ وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہے۔“

(صحيح البخاري : ١٣٥٨)

❁ اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے زہری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایک آدمی، جس پر مومن گردن آزاد کرنا لازم ہے، کیا شیر خوار بچہ کفایت کرے گا؟ فرمایا:

نَعَمْ، وُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ يَعْنِي الْإِسْلَامَ.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”جی ہاں، وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہے۔“

(التمهيد لابن عبد البرّ : ٧٦/١٨، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عطیہ رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”اس سے مراد اللہ کا دین ہے۔“

(تفسير الطّبري : ٢١٢٦، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سدی رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ : ﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهٖ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا﴾(المائدة : ٧) ”اپنے اوپر اللہ کی نعمت اور اس پختہ عہد کو یاد کرو، جو اس نے تم سے لیا تھا، جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے سن لیا اور اطاعت گزار ہوئے۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ أَخَذَ مِيثَاقَنَا، فَقُلْنَا : سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا عَلَى الْإِيمَانِ، وَالْإِقْرَارِ بِهٖ وَبِرَسُولِهٖ .

”اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا تھا، تو ہم نے کہا تھا: ہم نے ایمان کی بات کو سنا اور اطاعت کی، نیز اللہ کا اور اس کے رسول کا اقرار کیا۔“

(تفسير الطّبري : ١١٥٥٦، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نیز فرمان الٰہی : ﴿فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا بِمَا كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ﴾ (الأعراف : ١٠١) ”وہ اس چیز پر ایمان لانے والے نہیں، جس کو وہ پہلے سے جھٹلا چکے ہیں۔“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ يَوْمُ أُخِذَ الْمِيثَاقُ مِنْهُمْ فَآمَنُوا كُرْهًا .

”یہ اس دن کی بات ہے، جب اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا، تو انہوں نے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

بادلِ نخواستہ ایمان کا اقرار کیا۔“

(تفسير الطّبري : ١٤٩٠٩، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نیز فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا تھا، لیکن ابھی آسمان سے زمین پر نہیں اتارا تھا، پھر اس کی کمر کی دائیں طرف ہاتھ پھیرا اور موتیوں کی طرح سفید چیونٹیوں جیسی اولاد نکالی اور ان کو فرمایا: میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ، پھر بائیں طرف ہاتھ پھیرا اور سیاہ چیونٹیوں جیسی اولاد نکالی اور انہیں فرمایا: آگ میں داخل ہو جاؤ، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ یہ وہ موقع ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورت واقعہ میں اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال کا لفظ استعمال کیا، ان سے عہد لیا اور فرمایا: ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى﴾ ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔“ ایک گروہ نے تو بخوشی اللہ کی اطاعت قبول کی اور دوسرے نے ناخوشی تقیہ کرتے ہوئے یہ بات کہی۔ پھر اللہ اور فرشتوں نے کہا: ﴿شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِينَ، أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ﴾ (الأعراف : ١٧٢) ”ہم گواہ ہو گئے ہیں، تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس بات سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ ہمارے آباء واجداد نے ہم سے پہلے شرک کیا اور ہم ان کی اولاد تھے۔“ یہی وجہ ہے کہ زمین میں کوئی ایسا شخص نہیں، جو اللہ کو اپنا رب نہ سمجھتا ہو اور تمام مشرکین اپنے نبیوں کو یہی کہتے تھے: ﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى أُمَّةٍ وَإِنَّا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ﴾(الزُّخرُف : ٢٣) ''ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک دین پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔'' اس بات کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا:﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰى﴾ (الأعراف : ١٧٢) ''(وہ وقت یاد کرو) جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں میں موجود اولادوں سے عہد لیا اور انہیں اپنی جانوں پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں۔'' انہی کے بارے میں فرمایا:﴿وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا﴾ (آل عمران : ٨٣) ''اسی کے لیے زمین وآسمانوں کی تمام چیزیں طوعا وکرہا مطیع ہو گئیں۔'' اسی موقع کے متعلق فرمایا:﴿قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾(الأنعام : ١٤٩) ''اللہ کے پاس مضبوط دلیل ہے، اگر وہ چاہتا، تو تم سب کو ہدایت دے دیتا، یہ وعدے والے دن کی بات ہے۔''

(تفسير الطّبري : ١٥٣٨٤، وسندهٗ حسنٌ)

② آیات:

اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کردہ چیزوں میں غور وفکر کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس کی معرفت کا ایک طریقہ زمین وآسمان میں اس کی مخلوقات میں غور وفکر بھی ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلِ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ﴾(یونُس : ۱۰۱)

”(اے نبی!) کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اسے غور سے دیکھو، ہماری نشانیاں اور (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے (رسول) بے ایمان قوم کو کچھ فائدہ نہیں دیتے۔“

❀ نیز فرمایا:

﴿أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ﴾(الأعراف : ۱۸۵)

”کیا انہوں نے آسمانوں وزمین کی بادشاہی اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوقات میں غور وفکر نہیں کیا۔“

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل بننے والی آیات میں قولی آیات بھی شامل ہیں، یعنی وہ آیات، جن کے ساتھ اس نے کلام کیا ہے، جیسے قرآن۔ نیز اس کی وہ فعلی آیات، جن کو اس نے نفس وآفاق میں پیدا کیا ہے، وہ بھی اس پر دلیل ہیں اوران سے نصیحت وبصیرت حاصل ہوتی ہے۔“

(درء تعارُض العقل والنّقل : ۵۳۳/۸)

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

”جب آپ ان چیزوں کی طرف غور کریں گے، جن میں غور وفکر کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قرآن کریم میں دعوت دی ہے، تو وہ چیزیں آپ کو اللہ کی ذات، اس کی وحدانیت، اس کی صفاتِ کمال وجلال، اس کے وسیع علم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وقدرت، اس کی کمال حکمت ورحمت، فضل واحسان، لطف وکرم، عدل، رضا اورثواب وعقاب کے بارے میں روشناس کروائیں گی، اسی سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں متعارف ہوا ہے، نیز اس کی آیات میں غور وفکر کی طرف اُن کا میلان ہوا ہے۔''

(مِفتاح دار السّعادة : ١/١٨٧)

③ نفسی آیات:

نفسی آیات سے مراد وہ نشانیاں ہیں، جو انسان کے اپنے اندر موجود ہیں، مثلاً اس کی تخلیق واعضا کی بناوٹ اور اس کی زندگی کے حالات وواقعات۔ جب انسان غور کرے، تو ان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائب ملاحظہ کرتا ہے اور اس کے وجود پر ایمان لانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ﴾

(فُصِّلت : ٥٣)

''عنقریب ہم انہیں آفاق اور ان کی اپنی جانوں میں نشانیاں دکھائیں گے، یہاں تک کہ وہ جان لیں کہ یہ (قرآن) حق ہے۔''

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (٧٥١ھ) فرماتے ہیں:

''چونکہ انسان کے قریب ترین اس کا اپنا وجود ہے، تو اس کے خالق ومصور نے اسے خود میں غور وفکر کی دعوت دی، جب انسان اپنے آپ میں غور وفکر کرتا ہے، تو ربوبیت کی آیات اس کے لیے روشن، یقین کے انوار اس کے لیے بلند ہو

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں، نیز اس سے شک وشبہ کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔‘‘

(التِّبيان في أقسام القرآن، ص ١٩٠)

④ آفاقی آیات:

کائنات میں اللہ تعالیٰ کی بے شمار نشانیاں ہیں، اللہ نے اپنے وجود کے دلائل کائنات کی ہر چیز میں بکھیر رکھے ہیں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَّهٗ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهٗ وَاحِدٌ

’’ہر چیز میں نشانی ہے، جو بتاتی ہے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔‘‘

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَّتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ﴾(البقرة : ١٦٤)

’’بلاشبہ آسمان وزمین کی تخلیق، دن رات کے آنے جانے، سمندر میں لوگوں کے نفع کے لیے چلنے والی کشتیوں، آسمانوں سے اللہ کے نازل کردہ پانی، جس نے اس کے ذریعہ زمین کو مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیا اور اس میں ہر طرح کا چوپائے پھیلا دیے، نیز ہواؤں کے پھیرے اور آسمان وزمین کے درمیان

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مسخر بادلوں میں عقل کرنے والی قوموں کے لیے نشانیاں ہیں۔“

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ، فَأُحْرِقَتْ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ أَحْرَقْتَ أُمَّةً مِّنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ .

”ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹ لیا، تو انہوں نے ان کے بِل کو جلانے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ آپ کو ایک چیونٹی نے کاٹا، تو آپ نے ایسی مخلوق کو جلا دیا، جو اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔“

(صحيح البخاري : ٣٠١٩، صحيح مسلم : ٢٢٤١)

❀ ابو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا فِي السَّمَاءِ نَجْمٌ وَّلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ إِلَّا يَقَعُ لِلّٰهِ سَاجِدًا حِينَ يَغِيبُ، ثُمَّ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يُؤْذَنَ لَهٗ فَيَأْخُذَ ذَاتَ الْيَمِينِ، وَزَادَ مُحَمَّدٌ : حَتّٰى يَرْجِعَ إِلٰى مَطْلَعِهٖ .

”آسمان کا ہر ستارہ، سورج اور چاند غروب کے وقت اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے۔ پھر اس وقت تک واپس نہیں ہوتا، جب تک اسے اجازت نہیں ملتی، پھر وہ دائیں جانب ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اپنے طلوع کی جگہ پر واپس لوٹ آتا ہے۔“

(تفسير الطّبري : ٢٤٩٧٥، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعِيبَنَّ أَحَدُكُمْ دَابَّتَهٗ وَلَا ثَوْبَهٗ، فَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ .

”کوئی اپنے جانور یا کپڑے کو بُرا مت کہے، کیونکہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(سنن سعيد بن منصور : ١٢٨١، وسندهٗ حسنٌ)

✿ نیز فرماتے ہیں:

إِذَا سَمِعْتَ نَقِيضًا مِّنَ الْبَيْتِ أَوِ الْخَشَبِ أَوِ الْجِدَارِ فَهُوَ تَسْبِيحٌ .

”آپ گھر،لکڑی یا دیوار کے ٹوٹنے کی آواز سنتے ہیں،تو یہ اُس کی تسبیح ہوتی ہے۔“

(العَظَّمة لأبي الشَّيخ : ١١٩٧، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا کسی کو”قاضی القضاۃ“ کہنا جائز ہے؟

جواب: کسی کو قاضی القضاۃ کا لفظ اگر مقید کر کے استعمال کیا جائے،تو جائز ہے، جیسے مصر کے قاضی القضاۃ، پاکستان کے قاضی القضاۃ۔

اگر علی الاطلاق کہا جائے،تو درست نہیں، کیونکہ یہ احکم الحاکمین کے معنی میں ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

جن اہل علم نے ”قاضی القضاۃ“ لقب رکھنے کو مکروہ یا حرام کہا ہے، ان کی مراد مطلق طور پر ”قاضی القضاۃ“ کہنا ہے، البتہ اگر کسی زمانے یا ملک کے ساتھ مقید کر دیا جائے،تو کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا، واللہ اعلم!

سوال: یہ کہنا کہ ”ہمیں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ملی“ کیسا ہے؟

جواب: یہ جملہ تین حال سے خالی نہیں۔

① اگر یہ عقیدہ ہو کہ ستاروں کی منازل ہی بارش اتارنے والی ہیں،تو یہ بالا جماع کفریہ وشرکیہ عقیدہ ہے۔

② یہ عقیدہ ہو کہ بارش در حقیقت اللہ ہی کے امر وارادے سے نازل ہوتی ہے، لیکن یہ منازل سبب ہیں، یہ شرک اصغر ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

③ یہ مراد ہو کہ فلاں وقت بارش ہوئی، یعنی منزل سے مراد اس کا وقت ہو، تو اکثر کے ہاں جائز ہے، البتہ بچنا بہتر ہے۔

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ عِنْدِي عَلٰى وَجْهَيْنِ؛ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَإِنَّ الْمُعْتَقِدَ أَنَّ النَّوْءَ هُوَ الْمُوجِبُ لِنُزُولِ الْمَاءِ وَهُوَ الْمُنْشِءُ لِلسَّحَابِ دُونَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَذٰلِكَ كَافِرٌ كُفْرًا صَرِيحًا يَجِبُ اسْتِتَابَتُهٗ عَلَيْهِ وَقَتْلُهٗ لِنَبْذِهِ الْإِسْلَامَ وَرَدِّهِ الْقُرْآنَ .

وَالْوَجْهُ الْآخَرُ أَنْ يَعْتَقِدَ أَنَّ النَّوْءَ يُنْزِلُ اللّٰهُ بِهِ الْمَاءَ وَأَنَّهٗ سَبَبُ الْمَاءِ عَلٰى مَا قَدَّرَهُ اللّٰهُ وَسَبَقَ فِي عِلْمِهٖ فَهٰذَا وَإِنْ كَانَ وَجْهًا مُبَاحًا فَإِنَّ فِيهِ أَيْضًا كُفْرًا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَجَهْلًا بِلَطِيفِ حِكْمَتِهٖ لِأَنَّهٗ يُنْزِلُ الْمَاءَ مَتٰى شَاءَ مَرَّةً بِنَوْءِ كَذَا وَمَرَّةً دُونَ النَّوْءِ وَكَثِيرًا مَا يَخْوَى النَّوْءُ .

”اس کا مطلب میرے نزدیک دو طرح سے ہے، ایک تو یہ کہ عقیدہ یہ ہو کہ منزل ہی بارش کا موجب ہے، وہی بادل پیدا کرتی ہے، تو یہ صریح کفر ہے، اس کے مرتکب کو توبہ کروانا، ورنہ قتل کرنا واجب ہے، کیونکہ اس نے اسلام کو چھوڑ دیا اور قرآن کو رد کر دیا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس منزل کی وجہ سے اللہ بارش نازل کرتا ہے یعنی وہ سبب ہے اللہ کی تقدیر کے پورے ہونے کا، یہ اگرچہ درست ہے، لیکن اس میں بھی کفران نعمت موجود ہے، اور اللہ کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حکمت سے جہالت کا عنصر نظر آتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جب چاہے بارش نازل کرتا ہے، کبھی اس منزل میں، کبھی دوسری منزل میں۔“

(التّمهيد : ٢٨٧/١٦)

❁ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رات کی بارش کے بعد ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی، جب فارغ ہوئے، تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے رب نے کیا فرمایا ہے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اللہ نے فرمایا ہے:

أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ : مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ: بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِی وَمُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ .

”میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لے آئے اور کچھ کافر ہو گئے، جنھوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کی رحمت و فضل سے بارش ملی ہے، وہ مجھ پر ایمان لے آئے اور ستاروں کے کافر ہوئے اور جنھوں نے کہا کہ ہمیں فلاں فلاں ستارے سے بارش ملی ہے، وہ مجھ سے کافر اور ستاروں پر ایمان لے آئے ہیں۔“

(صحيح بخاري : ١٠٧٨، صحيح مسلم : ٧١)

❁ سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَتْرُكُونَهُنَّ؛ الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَقَالَ : النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا، تُقَامُ يَوْمَ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ .

"میری امت کے (بعض) لوگ جاہلیت کے چار کام نہیں چھوڑیں گے، حسب ونسب میں فخر، نسب میں طعن وعیب، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا، نوحہ کرنے والی عورت توبہ کے بغیر مر جائے، روز قیامت اسے اٹھایا جائے گا، تو اس پر گندھک کی قمیص اور خارش کی چادر ہوگی۔"

(صحيح مسلم : 934)

❁ میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ : سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ .

"تین کام چھوڑ دیجیے، اصحاب محمد ﷺ کو برا بھلا کہنا، ستاروں میں غور وفکر اور تقدیر میں غور وخوض۔"

(فضائل الصّحابة لأحمد بن حنّبل : 19، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: کیا ایمان بڑھتا گھٹتا ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت کا اتفاق واجماع ہے کہ ایمان زبان کے اقرار، دل کی تصدیق اور اعضاء وجوارح کے عمل کا نام ہے، اہل سنت والجماعت اس پر بھی متفق ہیں کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

❁ علامہ سبکی رحمہ اللہ (۷۷۱ھ) فرماتے ہیں:

يُنْقَلُ عَنِ السَّلَفِ مِنْ أَنَّهٗ إِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَاعْتِقَادٌ بِالْجِنَانِ وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ وَهٰذَا مُسْتَفِيضٌ فِيمَا بَيْنَهُمْ لَا يَجْحَدُهٗ إِلَّا الْمُكَابِرُونَ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سلف سے یہ بات منقول ہے کہ ایمان زبان کے اقرار، دل کے اعتقاد اور ارکان واعضا کے عمل کا نام ہے، ان کے ہاں یہ تعریف اتنی مشہور ہے کہ اس کا انکار کوئی متکبر شخص ہی کرسکتا ہے۔''

(طَبقات الشّافعية الكبرىٰ: 98/1)

❁ علی بن عبدالکافی سبکی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) کہتے ہیں:

مَذْهَبُ السَّلَفِ فِي هٰذَا هُوَ الْحَقُّ .

''ایمان (کی کمی پیشی) کے بارے میں سلف کا مذہب ہی حق ہے۔''

(السّيف المسلول على من سب الرسول، ص 412)

❁ امام ابوبکر اسماعیلی رحمہ اللہ (۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

يَقُولُونَ : إِنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَّعَمَلٌ وَمَعْرِفَةٌ، يَزِيدُ بِالطَّاعَةِ وَيَنْقُصُ بِالْمَعْصِيَةِ، مَنْ كَثُرَتْ طَاعَتُهُ أَزْيَدُ إِيمَانًا مِمَّنْ هُوَ دُونَهُ فِي الطَّاعَةِ .

''محدثین کرام فرماتے ہیں: ایمان قول، عمل اور معرفت کا نام ہے، یہ اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے کم ہوتا ہے، جس کی اطاعت زیادہ ہوگی، وہ کم اطاعت والے سے ایمان میں زیادہ ہوگا۔''

(اعتقاد ائمة الحديث، ص 63)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ عَلٰى أَنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَلَا عَمَلَ إِلَّا بِنِيَّةٍ وَالْإِيمَانُ عِنْدَهُمْ يَزِيدُ بِالطَّاعَةِ وَيَنْقُصُ بِالْمَعْصِيَةِ وَالطَّاعَاتُ كُلُّهَا عِنْدَهُمْ إِيمَانٌ إِلَّا مَا ذُكِرَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهٖ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”فقہا اور محدثین کا اجماع ہے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے، کوئی عمل نیت کے بغیر معتبر نہیں۔ فقہا ومحدثین کے نزدیک ایمان طاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام نیکیاں ایمان ہیں، البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب سے اس کے برعکس منقول ہے۔“

(التّمهيد : 238/9)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ السَّلَفُ أَنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَمَعْنَى ذٰلِكَ أَنَّهٗ قَوْلُ الْقَلْبِ وَعَمَلُ الْقَلْبِ ثُمَّ قَوْلُ اللِّسَانِ وَعَمَلُ الْجَوَارِحِ .

”سلف کا اجماع ہے کہ ایمان قول وعمل کا نام ہے، یہ بڑھتا گھٹتا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ایمان دل کے قول، دل کے عمل، زبان کے قول اور اعضاء وجوارح کے عمل کو کہتے ہیں۔“ (مجموع الفتاوىٰ : 672/7)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ الْإِيمَانَ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ قَوْلٌ وَّعَمَلٌ كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَأَجْمَعَ عَلَيْهِ السَّلَفُ ...... فَالْقَوْلُ تَصْدِيقُ الرَّسُولِ وَالْعَمَلُ تَصْدِيقُ الْقَوْلِ فَإِذَا خَلَا الْعَبْدُ عَنِ الْعَمَلِ بِالْكُلِّيَّةِ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا وَالْقَوْلُ الَّذِي يَصِيرُ بِهٖ مُؤْمِنٌ قَوْلٌ مَخْصُوصٌ وَهُوَ الشَّهَادَتَانِ فَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ هُوَ الصَّلَاةُ .

”اہل سنت والجماعت کے ہاں ایمان قول وعمل کا نام ہے، اس پر کتاب وسنت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کے دلائل موجود ہیں، اسی پر سلف کا اجماع ہے۔......قول سے مراد رسول ﷺ کی تصدیق کرنا اور عمل سے مراد اپنے قول (کلمہ) کی تصدیق کرنا ہے۔ جب بندہ کلی طور پر عمل سے خالی ہوگا، تو وہ مؤمن نہیں۔ جس قول سے بندہ مؤمن بندہ ہے، وہ مخصوص قول ہے، یعنی شہادتین، اسی طرح عمل سے مراد نماز (وغیرہ) ہے۔“ (شرح العُمدة، ص 86)

سوال: کیا خبر واحد حجت ہے؟

جواب: ائمہ اہل سنت کے ہاں خبر واحد حجت ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ فِيمَا عَلِمْتُ عَلٰى قَبُولِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الْعَدْلِ وَإِيجَابِ الْعَمَلِ بِهٖ إِذَا ثَبَتَ وَلَمْ يَنْسَخْهُ غَيْرُهٗ مِنْ أَثَرٍ أَوْ إِجْمَاعٍ، عَلٰى هٰذَا جَمِيعُ الْفُقَهَاءِ فِي كُلِّ عَصْرٍ مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا إِلَّا الْخَوَارِجَ وَطَوَائِفَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ شِرْذِمَةٌ لَا تُعَدُّ خِلَافًا .

”ہمارے علم کے مطابق ہر علاقے کے فقہا اور محدثین کا اجماع واتفاق ہے کہ عادل راوی کی خبر واحد مقبول ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے، جب وہ روایت ثابت ہو اور کسی اور حدیث یا اجماع کی وجہ سے منسوخ بھی نہ ہو۔ یہ مؤقف صحابہ سے آج تک کے ہر زمانہ میں ہر علاقے کے تمام فقہا کا ہے، سوائے خوارج اور اہل بدعت کے بعض گروہوں کے۔ یہ چھوٹا سا طبقہ ہے، ان کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں۔“ (التّمهيد : 2/1)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۰۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا یہ ثابت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اکیلے خیبر کا دروازہ اکھیڑ دیا؟

جواب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بسالت کا انکار کوئی کافر ہی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین قوت بھی عطا فرمائی تھی۔

حقیقی ہیرو کو کسی جھوٹی فضیلت و منقبت کی ضرورت نہیں ہوتی، لیکن ہمیشہ سے لوگوں کا یہ چلن رہا ہے کہ وہ اپنی من پسند شخصیت کے بارے میں جھوٹی باتیں مشہور کر دیتے ہیں، جو اکثر اوقات اس شخصیت کی سیرت کو نکھارنے کے بجائے لوگوں کے ذہنوں میں اس کا غلط تصور بٹھاتی ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی ایک ایسی ہی بات مشہور ہے۔ وہ یہ کہ خیبری دروازہ جسے بہت سارے لوگ مل کر بھی نہیں اٹھا سکتے تھے، انہوں نے اکیلے ہی اٹھا کر پھینک دیا تھا۔ یہ واقعہ غیر ثابت اور غیر معتبر ہونے کے ساتھ ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک مافوق الفطرت مخلوق ہونے کا تصور بھی پیدا کرتا ہے۔

اس سلسلے میں کل چار روایات آتی ہیں: تین اہل سنت کی کتب میں اور ایک روافض کی کتب میں۔ آیئے اصولِ محدثین کی روشنی میں ان سب کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

www.KitaboSunnat.com

بِرَأْيَتِهِ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْحِصْنِ؛ خَرَجَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ فَقَاتَلَهُمْ، فَضَرَبَهُ رَجُلٌ مِّنْ يَّهُودَ، فَطَرَحَ تُرْسَهُ مِنْ يَّدِهِ، فَتَنَاوَلَ عَلِيٌّ بَابًا كَانَ عِنْدَ الْحِصْنِ، فَتَرَّسَ بِهِ نَفْسَهُ، فَلَمْ يَزَلْ فِي يَدِهِ وَهُوَ يُقَاتِلُ، حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَلْقَاهُ مِنْ يَّدِهِ حِينَ فَرَغَ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي نَفَرٍ مَّعِي سَبْعَةٌ؛ أَنَا ثَامِنُهُمْ، نَجْهَدُ عَلٰى أَنْ نَّقْلِبَ ذٰلِكَ الْبَابَ، فَمَا نَقْلِبُهُ.

”ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ (خیبر کے قلعہ کی طرف) نکلے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھنڈا دے کر بھیجا تھا۔ جب ہم قلعہ کے پاس پہنچے، تو قلعہ والے لوگ باہر آئے، ان کے ساتھ لڑائی شروع ہوئی، ایک یہودی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ڈھال ہاتھ سے گر گئی۔ انہوں نے قلعہ کا دروازہ اکھیڑ کر اس سے ڈھال کا کام لیا۔ وہ دروازہ دورانِ قتال مستقل طور پر ان کے ہاتھ میں رہا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرما دی۔ جنگ سے فارغ ہو کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ میں نے دیکھا کہ سات آدمیوں نے، جن کے ساتھ آٹھواں میں تھا، اس دروازے کو ہلانے میں ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیا، لیکن ہم اسے ہلا بھی نہیں سکے۔“

(مسند الإمام أحمد :8/6، دلائل النبوّة للبيهقي : 212/4، سيرة ابن هشام : 350، 349/6، تاريخ ابن عساكر : 111/42)

تبصرہ:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سند ''ضعیف'' ہے، اس میں مبہم و نا معلوم راوی ہیں۔

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ رَاوٍ لَّمْ يُسَمَّ .

''اس میں ایک ایسا راوی ہے جس کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔''

(مَجمع الزوائد : 152/6)

دلائل النبوۃ للبیہقی کی سند میں عبداللہ بن حسن کا واسطہ گر گیا ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْخَبَرِ جَهَالَةٌ وَّانْقِطَاعٌ ظَاهِرٌ .

''اس روایت میں جہالت اور واضح انقطاع ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 191/4)

② سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے:

إِنَّ عَلِيًّا حَمَلَ الْبَابَ يَوْمَ خَيْبَرَ، حَتّٰى صَعِدَ الْمُسْلِمُونَ فَفَتَحُوهَا، وَإِنَّهُ جُرِّبَ، فَلَمْ يَحْمِلْهُ؛ إِلَّا أَرْبَعُونَ رَجُلًا .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن قلعے کے دروازے کو اٹھا لیا، حتی کہ مسلمانوں نے چڑھائی کر کے اسے فتح کر لیا۔ تجربہ کیا گیا، تو معلوم ہوا کہ اس دروازے کو چالیس افراد ہی اٹھا سکتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 84/12، تاريخ بغداد للخطيب : 324/1، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 111/42)

تبصرہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سند ضعیف ہے۔ لیث بن ابی سلیم ''ضعیف وسی ء الحفظ'' ہے۔

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجَمَاهِيرُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(شرح صحيح مسلم :52/1)

✿ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(المغني : 187/2، تخريج أحاديث الإحياء : 1817)

✿ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(البدر المُنير : 104/2-227/7)

✿ حافظ بوصیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔''

(مِصباح الزُّجاجة : 542)

✿ علامہ سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي الزَّوَائِدِ لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”زوائد میں ہے کہ اس میں لیث بن ابی سلیم ہے، اور اس کو جمہور محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(حاشية السندي على ابن ماجه :1891)

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ لَيْثَ بْنَ أَبِي سُلَيْمٍ مُّتَّفَقٌ عَلٰى ضَعْفِهٖ .

”لیث بن ابی سلیم کے ضعیف ہونے پر محدثین کرام کا اتفاق ہے۔“

(الحاوي للفتاوي : 3/7-8)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى ضَعْفِهٖ، وَاضْطِرَابِ حَدِيثِهٖ، وَاخْتِلَالِ ضَبْطِهٖ .

”اہل علم کا اس کے ضعیف ہونے، اس کی حدیث کے مضطرب ہونے اور اس کے حافظے کے خراب ہونے پر اتفاق ہے۔“

(تهذيب الأسماء واللّغات :1/597)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا عَلِمْتُ أَحَدًا صَرَّحَ بِأَنَّهٗ ثِقَةٌ .

”میرے علم کے مطابق کسی نے اس کے ثقہ ہونے کی صراحت نہیں کی۔“

(زوائد مسند البزّار : 2/403)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ”منکر“ قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 3/113)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فِيهِ ضَعْفٌ أَيْضًا .

”اس میں بھی ضعف ہے۔“

(البِداية والنّهاية : 4/191)

③ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی سے منسوب ہے:

إِنَّ عَلِيًّا لَمَّا انْتَهٰى إِلَى الْحِصْنِ؛ اجْتَبَذَ أَحَدَ أَبْوَابِهٖ، فَأَلْقَاهُ بِالْأَرْضِ، فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ بَعْدَهٗ مِنَّا سَبْعُونَ رَجُلًا، فَكَانَ جُهْدُهُمْ أَنْ أَعَادُوا الْبَابَ .

”جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ قلعہ کے پاس پہنچے، تو انہوں نے قلعہ کے ایک دروازے کو اکھیڑ کر زمین پر پھینک دیا۔ اس کے بعد ہم میں سے ستر آدمیوں نے بڑی کوشش کر کے اس کو واپس اپنی جگہ پر رکھا۔“

(دلائل النبوّة للبيهقي : 4/212، المَقاصد الحَسَنة للسّخاوي : 313)

تبصرہ:

سند باطل ہے۔ حرام بن عثمان ”ضعیف ومتروک“ ہے۔

❁ اسے امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام یعقوب فسوی، امام دارقطنی، امام ابن حبان، امام ابن سعد، امام یحییٰ بن معین اور علامہ جوزجانی رحمہم اللہ نے ”ضعیف“ کہا ہے۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ بِاتِّفَاقٍ، مُبْتَدِعٌ .

”یہ بالاتفاق متروک اور بدعتی ہے۔“

(ديوان الضُّعفاء : 859)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

نوٹ:

دلائل النبوۃ للبیہقی والی روایت میں چالیس مردوں کا ذکر ہے۔

✿ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف'' کہا ہے۔

(دلائل النّبوۃ : 212/4)

④ جعفر صادق رحمہ اللہ سے منسوب ہے، وہ اپنے آبا سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف کو خط لکھا:

وَاللّٰهِ، مَا قَلَعْتُ بَابَ خَيْبَرَ، وَرَمَيْتُ بِهٖ خَلْفَ ظَهْرِي أَرْبَعِينَ ذِرَاعًا بِقُوَّةٍ جَسَدِيَّةٍ وَّلَا حَرَكَةٍ غَذَائِيَّةٍ، لٰكِنِّي أُبْدِتُّ بِقُوَّةٍ مَّلَكُوتِيَّةٍ نُفِّسَ بِنُورِ رَبِّهَا مُضِيَّةٍ، وَأَنَا مِنْ أَحْمَدَ كَالضَّوْءِ مِنَ الضَّوْءِ .

''اللہ کی قسم! میں نے جو خیبر کے دروازے کو اکھیڑا اور اپنے پیچھے کی طرف چالیس گز کے فاصلے پر پھینک دیا، یہ نہ جسمانی قوت تھی اور نہ خوراک کی طاقت، بلکہ یہ ایک ملکوتی ونورانی قوت تھی، جو میرے رب نے مجھے عطا کی تھی۔ میری احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی نسبت ہے، جو روشنی کو روشنی سے ہوتی ہے۔''

(بَحار الأنوار للمَجلسي الرّافضي :26/21)

تبصرہ:

جھوٹ ہے۔

① امام جعفر کے آبا نامعلوم و''مجہول'' ہیں۔

② محمد بن محصن اسدی عکاشی ''متروک وکذاب'' ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ یونس بن ظبیان کے اہل سنت کی کتب سے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔ کتبِ رجالِ شیعہ میں بھی اس پر جرح ہے۔

④ علی بن احمد بن موسیٰ بن عمران دقاق کی اہل سنت اور شیعہ کتبِ رجال میں توثیق نہیں مل سکی۔

⑤ محمد بن ہارون مدنی بھی ''مجہول'' ہے۔

⑥ ابو بکر عبید اللہ بن موسیٰ خباز حبال طبری کی اہل سنت اور شیعہ کتب رجال میں توثیق مذکور نہیں، لہٰذا یہ ''مجہول'' ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ الْأُمُورُ الْمَذْكُورَةُ كَذِبٌ مُخْتَلَقٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْإِيمَانِ.

''ان مذکورہ امور (جن میں خیبر کے دروازے کو اکھاڑنے کا بھی ذکر ہے۔) کے جھوٹ اور من گھڑت ہونے پر اہل علم اور مؤمنوں کا اتفاق ہے۔''

(مَجموع الفتاویٰ : 491/4)

❁ مؤرخ علامہ مقریزی رحمہ اللہ (۸۴۵ھ) فرماتے ہیں:

زَعَمَ بَعْضُهُمْ أَنَّ حَمْلَ بَابِ خَيْبَرَ لَا أَصْلَ لَهٗ.

''بعض محدثین تو کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھانے کے واقعہ کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔''

(إمتاع الأسماع :310/1)

❁ علامہ سخاوی رحمہ اللہ (۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

بَلْ كُلُّهَا وَاهِيَةٌ، وَلِذَا أَنْكَرَهٗ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”اس کے متعلق تمام روایات ضعیف ہیں اس لئے بعض علما نے اس واقعے کا انکار کیا ہے۔“

(المَقاصد الحَسنة : 313، تذكرة الموضوعات للفتني، ص 96)

الحاصل :

یہ واقعہ ثابت نہیں، فضیلت وہی ہے، جو معتبر سندوں سے ثابت ہو۔

سوال : کیا میت کی طرف سے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب : میت کی طرف سے نماز پڑھنا غیر ثابت ہے، اس کے متعلق ایک روایت منقول ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

مَنْ يَّضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ، أَوْ أَرْبَعًا، وَّيَقُولَ : هٰذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ؟

”کون ضمانت دیتا ہے کہ وہ مسجد عشار میں دو یا چار رکعت پڑھے گا، پھر کہے گا کہ یہ ابو ہریرہ کے لیے ہیں؟“

(سنن أبي داوٗد : 4308)

روایت ضعیف ہے۔ ابراہیم بن صالح بن درہم باہلی کمزور راوی ہے۔

✿ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ.

”اس کی روایات کی متابعت نہیں کی جاتی۔“

(التّاريخ الكبير :293/1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ”الضعفاء والمتروکون“ (26) میں ذکر کیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ لِيْنٌ .

”اس میں کمزوری ہے۔“

(الكاشف: 38/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهِ ضَعْفٌ .

”اس میں ضعف ہے۔“

(تقريب التّهذيب: 186)

اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ”الثقات: ۶/ ۱۵“ میں ذکر کیا ہے۔

❁ اس حدیث کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيْثُ بِأَيِّ إِسْنَادٍ كَانَ، فَهُوَ مَنْكَرٌ .

”یہ حدیث جس سند سے بھی آئی ہے، منکر ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرّجال: 29/3)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(جامع الأحاديث للسّيوطي: 7174)

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِبْرَاهِيْمُ وَأَبُوْهُ لَيْسَا بِمَشْهُوْرِيْنَ بِنَقْلِ الْحَدِيْثِ، وَالْحَدِيْثُ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ .

”ابراہیم اور اس کا باپ دونوں نقل حدیث میں معروف نہیں ہیں، چنانچہ یہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث غیر محفوظ ہے۔''

(الضّعفاء الكبير :551)

ان ائمہ کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ یہ روایت ثابت نہیں، لہٰذا اس کی بنیاد پر میت کی طرف سے نماز پڑھنے کا ثبوت فراہم کرنا درست نہ ہوا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ، وَّلَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلٰكِنْ يُطْعِمُ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُدًّا مِّنْ حِنْطَةٍ .

''کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے، نہ روزہ رکھے، بلکہ (روزے کی جگہ) اس کی طرف سے مستحقین کو ہر روز گندم کا ایک مد کھلائے۔''

(السّنن الكبرٰى للنّسائي : 2918، وسندهٗ صحيحٌ)

اس پر اجماع ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

❁ علامہ ابن بطال رحمہ اللہ (۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ، وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ .

''امت کا اجماع ہے کہ کوئی کسی کی طرح سے ایمان نہیں لا سکتا اور نہ کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے۔''

(شرح صحيح البخاري : 4/101)

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّهٗ لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَرْضًا عَلَيْهِ مِنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الصَّلَاةِ وَلَا سُنَّةً وَّلَا تَطَوُّعًا لَا عَنْ حَيٍّ وَّلَا عَنْ مَيِّتٍ.

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی کسی زندہ یا مردہ کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا، وہ نماز فرض ہو، سنت ہو یا نفل۔''

(الاستذكار: 340/3)

❁ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوْا أَنَّهٗ لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ.

''مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ کوئی کسی کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔''

(عمدة القاري: 125/9)

فائدہ:

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے ہے:

أَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً، جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلَاةً بِقُبَاءٍ فَقَالَ: صَلِّي عَنْهَا.

''ایک خاتون نے نذر مانی تھی کہ قبا میں نماز پڑھیں گی، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیٹی کو حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے نماز پڑھے۔''

(صحيح البخاري، قبل الحديث: 6698)

اس کی سند نہیں مل سکی، نیز اس کا تعلق نذر کی نماز سے ہے، عام نماز سے نہیں۔

سوال: کیا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی؟

جواب: نماز کی فرضیت کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنا ثابت نہیں، کیونکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز کی فرضیت سے پہلے وفات پا چکی تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نماز کی فرضیت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ یہ دعویٰ غلط ہے، کسی قابل اعتبار نے اس بارے میں اجماع نقل نہیں کی۔

❀ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

حِكَايَتُهُ الْإِجْمَاعَ عَلٰى صَلَاةِ خَدِيجَةَ مَعَهُ بَعْدَ فَرْضِ الصَّلَاةِ غَلَطٌ مَحْضٌ، وَلَمْ يَقُلْ هٰذَا أَحَدٌ مِمَّنْ يُعْتَدُّ بِقَوْلِهِ .

''اس پر اجماع نقل کرنا کہ نماز کی فرضیت کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے، غلط محض ہے، کسی قابل اعتماد شخص نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔''

(فتح الباري : 307/2)

سوال: جس نے بھول کر بغیر وضو نماز پڑھ لی، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ نماز دہرائے گا، کیونکہ بغیر وضو نماز نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ .

''اللہ تعالیٰ بے وضو انسان کی نماز قبول نہیں کرتا، تاآنکہ وہ وضو کر لے۔''

(صحيح البخاري : 6954، صحيح مسلم : 225)

❀ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ .

''بغیر وضو نماز قبول نہیں ہوتی۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(صحيح مسلم : 224)

❁ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ صَلَّى بِغَيْرِ طَهَارَةٍ نَاسِيًا فَإِنَّ عَلَيْهِ الْإِعَادَةَ بِالْإِجْمَاعِ .

”جس نے بھول کر بغیر وضو نماز پڑھ لی، وہ نماز دہرائے گا، اس پر اجماع ہے۔“

(فتح الباري : 433/5)

سوال: صحابہ میں سب سے افضل اور سب سے بڑے عالم کون تھے؟

جواب: صحابہ میں افضل ترین اور سب سے بڑے عالم سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اس پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ کئی نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں۔

❁ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي قَالَ : مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ : فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهٗ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ : وَاللّٰهِ، مَا بِي إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ، بِأَوَّلِ مَنْ يَقُومُ فِي مَقَامِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ : فَرَاجَعْتُهٗ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، فَقَالَ : لِيُصَلِّ بِالنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ .

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے تو فرمایا: ابو بکر کو حکم دیں کہ نماز پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ابو بکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں،قرآن پڑھتے ہیں تو آنسوؤں پر کنٹرول نہیں رہتا۔کسی اور کو حکم دے دیں،تو اچھا ہو۔میں نہیں چاہتی تھی کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی جگہ پر سب سے پہلے کھڑے ہونے والے کے بارے میں بدشگونی کریں،میں نے رسول ﷺ سے دو تین بار تکرار کیا،لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں،آپ تو صواحب یوسف علیہ السلام جیسی ہو۔“

(صحيح البخاري : 679، صحيح مسلم : 418، واللفظ لهٗ)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مُتَوَاتِرٌ .

”یہ حدیث متواتر ہے۔“

(تاريخ الخلفاء، ص 52)

علامہ زرکشی رحمہ اللہ (۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُسْتَنَدُ الْإِجْمَاعِ .

”خلافت ابی بکر پر اجماع کی دلیل یہ حدیث ہے۔“

(المُعتبَر في تخريج أحاديث المِنهاج والمُختصَر، ص 93)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَقْصُودُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ إِمَامًا لِّلصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ فِي الصَّلَاةِ الَّتِي هِيَ أَكْبَرُ أَرْكَانِ الْإِسْلَامِ الْعَمَلِيَّةِ .

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيُّ : وَتَقْدِيمُهٗ لَهٗ أَمْرٌ مَعْلُومٌ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بِالضَّرُورَةِ مِنْ دِينِ الْإِسْلَامِ، قَالَ : وَتَقْدِيمُهُ لَهُ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهُ أَعْلَمُ الصَّحَابَةِ وَأَقْرَؤُهُمْ لِمَا ثَبَتَ فِي الْخَبَرِ الْمُتَّفِقِ عَلٰى صِحَّتِهِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَكْبَرُهُمْ سِنًّا، فَإِنْ كَانُوا فِي السِّنِّ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ مُسْلِمًا .

قُلْتُ : وَهٰذَا مِنْ كَلَامِ الْأَشْعَرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ مِمَّا يَنْبَغِي أَنْ يُكْتَبَ بِمَاءِ الذَّهَبِ ثُمَّ قَدِ اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الصِّفَاتُ كُلُّهَا فِي الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ .

”مقصود یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز کے لیے تمام صحابہ کا امام مقرر فرمایا، نماز اسلام کا وہ رکن ہے، جو تمام عملی ارکان سے بڑا ہے۔ شیخ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کرنا دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، اس میں دلیل ہے کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سب صحابہ کرام سے بڑے عالم اور قاری تھے، کیونکہ متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قوم کی امامت وہ کرے، جو کتاب اللہ کا بڑا قاری ہو، اگر سب قرأت میں برابر ہوں، تو سنت کا زیادہ عالم، اگر سنت کے علم میں سب برابر ہوں، تو عمر میں بڑا اور اگر عمر میں برابر ہوں، تو پہلے اسلام لانے والا شخص امامت کرے۔ میں کہتا ہوں کہ ابوالحسن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اشعری رحمہ اللہ کا یہ قول آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے، پھر یہ سب صفات سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ میں جمع تھیں۔‘‘

(البِداية والنّهاية : 265/5)

حافظ بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

حِينَ لَمْ يَكُنْ نَصٌّ، اِسْتَدَلُّوا بِأَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ بِالصَّلَاةِ بِالْمُسْلِمِينَ فِي مَرَضِهٖ عَلٰى إِمَامَتِهٖ، مَعَ مَا عَرَفُوا مِنْ آلَتِهٖ وَكِفَايَتِهٖ وَاسْتِجْمَاعِهٖ شَرَائِطَ الْإِمَامَةِ.

’’جب (خلافت کے لیے صریح) نص نہ تھی، تو صحابہ کرام نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال یوں کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض وفات میں آپ کو ہی مسلمانوں کی امامت کرانے کا حکم دیا تھا۔اس کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام جانتے تھے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سخی ہیں، بے نیاز وقناعت شعار ہیں اور آپ میں خلافت کی تمام شرائط پائی جاتی ہیں۔‘‘

(شعب الإيمان : 463/9)

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

اِسْتَدَلَّ الْبُخَارِيُّ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّ أَهْلَ الْفَضْلِ وَالْعِلْمِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنْ غَيْرِهِمْ؛ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ مِنْ بَيْنِ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ، وَرُوجِعَ فِي ذٰلِكَ مِرَارًا وَهُوَ يَأْبٰى إِلَّا تَقْدِيمَهٗ فِي الصَّلَاةِ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى غَيْرِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَإِنَّمَا قَدَّمَهٗ لِعِلْمِهٖ وَفَضْلِهٖ؛ فَأَمَّا فَضْلُهٗ عَلٰى سَائِرِ الصَّحَابَةِ فَهُوَ مِمَّا اجْتَمَعَ عَلَيهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَأَمَّا عِلْمُهٗ فَكَذٰلِكَ، وَقَدْ حَكٰى أَبُو بَكْرٍ ابْنُ السَّمْعَانِيِّ وَغَيْرُهٗ إِجْمَاعَ أَهْلِ السُّنَّةِ عَلَيهِ أَيْضًا.

''اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ اہل علم اور اہل فضل امامت کے زیادہ حق دار ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت کرانے کا حکم دیا، اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی بار مراجعت بھی کی گئی، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار انکار کرتے ہوئے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امامت میں دیگر صحابہ پر مقدم کرتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کے علم اور فضل کی وجہ سے مقدم کیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ میں افضل ہونا اہل سنت والجماعت کے ہاں اتفاقی واجماعی مسئلہ ہے، اسی طرح اس پر بھی اجماع ہے کہ تمام صحابہ میں زیادہ علم والے بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، ابو بکر ابن سمعانی رحمہ اللہ اور دیگر اہل علم نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔''

(فتح الباري: 112/6)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

تَرْكُ الْإِجْمَاعِ ضَلَالٌ.

''اجماع کو ترک کرنا گمراہی ہے۔''

(کَشف المُشکِل: 64/1)

سوال: کیا مسافر پوری نماز پڑھ سکتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(جواب): سفر میں پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

❁ عبدالرحمٰن بن یزید نخعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّى بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَقِيلَ ذٰلِكَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّي مِنْ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ رَكْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ.

”سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ہمیں منیٰ میں چار رکعت نماز پڑھائی، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے پوچھا گیا، تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے منیٰ میں دو دو رکعت ادا کیں۔ کاش کہ ان چار رکعات میں سے میری دو رکعت ہی قبول ہو جائیں۔“

(صحيح البخاري: 1084، صحيح مسلم: 695)

❁ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ يَجُوزُ لِلْمُسَافِرِ إِتْمَامُ الصَّلَاةِ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ مَا أَقَرُّوا عُثْمَانَ عَلَيْهِ.

”اس حدیث میں دلیل ہے کہ مسافر کے لیے پوری نماز پڑھنا (بھی) جائز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ہے، اگر ایسا نہ ہوتا، تو صحابہ کرام سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اس عمل پر برقرار نہ رہنے دیتے۔“

سوال: کیا سورت بقرہ کو ”سورت بقرہ“ کہا جا سکتا ہے؟

جواب: سورت بقرہ کو ”سورت بقرہ“ کہنا جائز ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ نہیں کہنا چاہیے، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ”وہ سورت، جس میں گائے کا ذکر ہے۔“ یہ محض تکلف ہے، دراصل ”سورت بقرہ“ سے بھی یہی مراد ہوتا ہے۔

❀ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”سورت بقرہ“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(صحيح البخاري : 4008، صحيح مسلم : 807)

اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین ”سورت بقرہ“ کا لفاظ استعمال کرتے رہے ہیں، کسی نے نکیر نہیں کی۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ رَدٌّ عَلٰى أَقْوَامٍ قَالُوا : لَا يُقَالُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ، وَإِنَّمَا يُقَالُ : السُّورَةُ الَّتِي تُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ، لِأَنَّهٗ قَالَ : الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ .

”اس حدیث میں ان لوگوں کا رد ہے، جو کہتے ہیں کہ ”سورت بقرہ“ نہیں کہنا چاہیے، بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ”وہ سورت، جس میں بقرہ (گائے) کا ذکر ہے۔“ کیونکہ صحابی نے فرمایا ہے: جس ہستی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر سورت بقرہ نازل ہوئی ہے۔“

(كشف المشكل :277/1)

❀❀❀❀❀❀❀

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۱۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: غیر محرم عورت سے مصافحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا ممنوع اور حرام ہے۔

① ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

وَاللّٰهِ، مَا أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ، يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ : قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا .

''اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے صرف ان چیزوں کا عہد لیا، جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ بیعت لیتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے: میں نے آپ سے زبانی عہد لے لیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 5288، صحيح مسلم : 1866)

② سیدہ اُمیمہ بنت رُقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ .

''میں (غیر محرم) عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

(الموطّأ للإمام مالك : 982/2، مسند الإمام أحمد : 357/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

لَمْ يُصَافِحْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا امْرَأَةً .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

”رسول اللہ ﷺ نے ہم عورتوں میں سے کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔“

(مسند الإمام أحمد : 357/6، المستدرك للحاكم : 71/4، وسندهٗ حسنٌ)

③ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ .

”رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے وقت مصافحہ نہیں کرتے تھے۔“

(مسند الإمام أحمد : 213/2، وسندهٗ حسنٌ)

④ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأَنْ يُّطْعَنَ فِي رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِّنْ حَدِيدٍ؛ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ أَنْ يَّمَسَّ امْرَأَةً لَّا تَحِلُّ لَهٗ .

”آپ میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی چبھوئی جائے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ نامحرم عورت کو چھوئے۔“

(المُعجم الكبير للطّبراني : 212/20، وسندهٗ حسنٌ)

فائدہ نمبر ①:

❀ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُ النِّسَاءَ، وَعَلٰى يَدِهٖ ثَوْبٌ .

”نبی کریم ﷺ عورتوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے، لیکن آپ ﷺ کے ہاتھ پر کپڑا ہوتا تھا۔“

(التّمهيد لابن عبد البرّ : 243/12)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ:

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابراہیم نخعی کی ''مرسل'' ہے۔ مرسل ''ضعیف'' ہوتی ہے۔

② سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

❁ عطا بن ابی رباح سے بھی ''مرسل'' روایت آتی ہے۔

(التّمهيد لابن عبد البرّ : 243/12)

اس سند میں بھی سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

❁ قیس بن ابی حازم سے بھی ایک مرسل روایت ہے۔

(التمهيد لابن عبد البرّ : 244/12)

سند اسماعیل بن ابی خالد اور سفیان ثوری کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

فائدہ نمبر ②:

❁ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كَانَ يُصَافِحُ النِّسَاءَ مِنْ تَحْتِ الثَّوْبِ .

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین سے کپڑے کے نیچے سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 201/20، المُعجم الأوسط للطّبراني : 179/3)

سند سخت ضعیف ہے۔

① عتاب بن حرب ابو بشر مزنی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

② مضاء خزاز ''مجہول'' ہے۔

③ یونس بن عبید ''مدلس'' ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

④ حسن بصری کا عنعنہ بھی ہے۔

فائدہ نمبر ③:

❁ فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں ایک روایت بیان کی گئی ہے:

مَنْ مَّسَّ كَفَّ امْرَأَةٍ لَّيْسَ مِنْهَا بِسَبِيلٍ؛ وُضِعَ فِي كَفِّهٖ جَمْرَةٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُفْصَلَ بَيْنَ الْخَلَائِقِ .

''جس شخص نے کسی غیر محرم عورت کی ہتھیلی کو چھوا، اس کی ہتھیلی میں روزِ قیامت انگارہ رکھا جائے گا تاوقتیکہ تمام لوگوں کا فیصلہ نہیں کر دیا جاتا۔''

(المَبسوط للسّرخسي الحَنفي : 154/10، الهِداية : 460/2)

❁ ایک اور روایت یوں بیان ہوئی ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَافِحُ الْعَجَائِزَ فِي الْبَيْعَةِ، وَلَا يُصَافِحُ الشَّوَابَّ .

''نبی اکرم ﷺ بیعت کرتے وقت عمر رسیدہ عورتوں سے مصافحہ کرتے تھے، البتہ جوان عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔''

(المَبسوط للسَّرخسي الحَنفي : 154/10، بدائع الصّنائع للكاساني : 130/5)

❁ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں بیان کیا گیا ہے:

كَانَ يُصَافِحُ الْعَجَائِزَ .

''آپ رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ عورتوں سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔''

(المَبسوط للسّرخسي الحَنَفي : 154/10، الهِداية : 461/2)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبصرہ:

یہ تینوں جھوٹی روایتیں ہیں۔ محدثین کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ملتا۔

❀ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ والے اثر کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَجِدْهُ.

''یہ اثر مجھے نہیں ملا۔''

(الدّراية في تخريج أحاديث الهداية : 225/2)

الحاصل:

غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

سوال: قدم بوسی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: تعظیم کی نیت سے کسی کے پاؤں چومنا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔ بعض روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ذکر ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چوما کرتے تھے، لیکن یہ روایات ثابت نہیں ہیں۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے تین بہترین ادوار میں بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

اس سلسلہ میں وارد روایات کا جائزہ پیش خدمت ہے:

❀ سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نو آیات بینات کے متعلق سوال کیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جوابات دے دیے، تو:

قَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ.

''انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مسند الإمام أحمد : 4/239-240، سنن الترمذي : 2733، السّنن الكبرٰى للنّسائي : 3527، سنن ابن ماجه : 3705، مختصرًا)

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ .

”یہ حدیث صحیح ہے۔“

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، لَا نَعْرِفُ لَهٗ عِلَّةً بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ .

”یہ حدیث صحیح ہے۔ہمیں اس میں کسی بھی قسم کی کوئی علت معلوم نہیں ہوئی۔“

(المستدرك على الصّحيحين : 1/15)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

یہ حدیث ”منکر“ ہے۔عبداللہ بن سلمہ کا آخری عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا،ان کے شاگرد عمرو بن مرہ کہتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَمَةَ قَدْ كَبِرَ، وَكَانَ يُحَدِّثُنَا، فَنَعْرِفُ وَنُنْكِرُ .

”عبداللہ بن سلمہ بوڑھے ہو گئے تھے۔وہ ہمیں حدیث بیان کرتے،تو ہمیں ان سے کچھ معروف اور کچھ منکر حدیثیں ملتیں۔“

(مسند عليّ بن الجعد : 66، العِلَل للإمام أحمد برواية عبد اللّٰه : 1824، الجامع لأخلاق الرّاوي وآداب السّامع للخطيب : 1920، واللّفظ لهٗ)

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَعْرِفُ وَتُنْكِرُ .

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”یہ معروف اور منکر روایات بیان کرتے ہیں۔“

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 74/5)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُتَابَعُ فِي حَدِيثِهِ.

”(ثقات کی طرف سے) ان کی روایات کی متابعت نہیں کی گئی۔“

(التّاريخ الكبير : 99/5)

امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”منکر“ کہا ہے۔

(السّنن الكبرٰى : 3527)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

”اس حدیث میں اشکال ہے۔عبد اللہ بن سلمہ کے حافظے میں کچھ خرابی تھی، محدثین نے ان پر جرح بھی کی ہے۔ممکن ہے کہ انہیں نو آیات اور دس کلمات میں اشتباہ ہو گیا ہو، کیونکہ دَس کلمات تو تورات میں وصیت کی صورت میں ہیں، ان کا فرعون کے خلاف دلیل بننے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔“

(تفسير ابن كثير : 124/5)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ، تَغَيَّرَ حِفْظُهُ.

”سچے تھے، لیکن حافظے میں خرابی ہو گئی تھی۔“

(تقريب التّهذيب : 3364)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں نے امام ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ کو سنا، ان سے محمد بن عبید اللہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

سوال کر رہے تھے کہ امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کو بالکل ہی کیوں چھوڑ دیا تھا؟ اس پر انہوں نے فرمایا: کیونکہ اس کی سند خراب تھی۔'' (المستدرك على الصّحيحين: 15/1)

اس کے بارے میں امام حاکم رحمہ اللہ کی توجیہ درست نہیں۔

معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن سلمہ کی جس حدیث کو محدثین ''منکر'' قرار دیں گے، وہ ''ضعیف'' ہوگی اور باقی ''حسن'' ہوں گی۔

۲ زارع بن عامر رضی اللہ عنہ، جو وفدِ عبد قیس میں شامل تھے، سے منسوب ہے:

لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا، فَنَتَقَبَّلُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ.

''ہم مدینہ منورہ پہنچے، تو جلدی میں اپنے کجاووں سے نکلے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگے۔''

(سنن أبي داوٗد: 5225، القبل والمعانقة والمصافحة لابن الأعرابي: 41، الأدب المفرد للبخاري: 975)

سند ''ضعیف'' ہے۔ امِ ابان بنت وازع کی توثیق ثابت نہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''مجہولات'' میں شمار کیا ہے۔

(ميزان الاعتدال: 611/4)

۳ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: اللہ کے رسول! میں مسلمان ہوں۔ مجھے کوئی ایسی چیز دکھائیں، جس سے میرا ایمان بڑھ جائے۔ فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا: آپ اس درخت کو بلائیں، وہ آپ کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو بلایا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کہا، آپ نے اسے واپس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی جگہ جانے کا کہا، تو چلا گیا، تب اس دیہاتی نے کہا:

اِئْذَنْ لِي أَنْ أُقَبِّلَ رَأْسَكَ وَرِجْلَيْكَ.

''مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کا سر اور پاؤں چوموں۔''

آپ ﷺ نے اسے اجازت دی، تو اس نے ایسا کر لیا۔

(مسند الدّارمي: 1472، القبل لابن الأعرابي: 42، تقبيل اليد لابن المقري: 5، المستدرك للحاكم: 172/4، دلائل النبوّة لأبي نعيم الأصبهاني: 291)

ضعیف ہے۔ صالح بن حیان قرشی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا، تو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

بَلْ وَاهٍ، وَفِي إِسْنَادِهٖ صَالِحُ بْنُ حَيَّانَ مَتْرُوكٌ.

''بلکہ یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں صالح بن حیان متروک ہے۔''

صالح بن حیان کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(تقريب التّهذيب: 2851)

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(تاريخ ابن معين برواية الدّارمي، ص 134، ت: 434)

امام نسائی رحمہ اللہ نے ''غیر ثقہ'' کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروكون: 295)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ غَيْرُ مَحْفُوظٍ.

''اس کی بیان کردہ اکثر روایات غیر محفوظ ہیں۔''

(الكامل في ضُعفاء الرّجال: 55/4)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”فیہ نظر“ فرمایا ہے۔

(التّاريخ الكبير : 275/4)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”لیس بالقوی“ کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروكون : 289)

امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 398/4)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنِ الثِّقَاتِ أَشْيَاءَ لَا تُشْبِهُ حَدِيثَ الْأَثْبَاتِ، لَا يُعْجِبُنِي الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ إِذَا انْفَرَدَ .

”ثقہ راویوں سے منسوب ایسی روایات نقل کرتا ہے، جو ثقہ راویوں کی احادیث سے میل نہیں کھاتیں۔ مجھے اس حدیث سے استدلال کرنا پسند نہیں، جس کے بیان میں یہ منفرد ہو۔“

(كتاب المَجروحين :369/1)

امام حربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

لَهٗ أَحَادِيثُ مُنْكَرَةٌ .

”اس نے منکر احادیث بیان کی ہیں۔“

(تهذيب التّهذيب لابن حجر : 387/4)

امام عجلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جَائِزُ الْحَدِيثِ، يُكْتَبُ الْحَدِيثُ، وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ، وَهُوَ فِي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِعْدَادِ الشُّيُوخِ .

”یہ جائز الحدیث ہے، اس کی حدیث لکھ لی جائے گی، مگر قوی نہیں۔ اس کا شمار شیوخ میں ہوتا ہے۔“ (تاريخ العِجلي : 225)

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ ضَعِيفٌ، وَلَمْ يُوَثِّقْهُ أَحَدٌ .

”ضعیف ہے، کسی نے ثقہ نہیں کہا۔“

(مَجمع الزّوائد :105/1)

④ سیدنا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے واقعہ میں بیان کیا گیا ہے:

أَتٰى، فَقَبَّلَ قَدَمَيْهِ .

”وہ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم چومے۔“

(الرّخصة في تقبيل اليد لابن المقرئ : 14، المُعجم لأبي يعلى : 89)

سند سخت ”ضعیف“ ہے۔

① ام ہیثم بنت عبد الرحمٰن بن فضالہ سعدیہ کے حالات زندگی نہیں مل سکے۔

②، ③ ابو عبد الرحمٰن بن فضالہ اور ابو فضالہ بن عبد اللہ کی توثیق نہیں ملی۔

⑤ ابو برہ یسار مولیٰ عبد اللہ بن سائب مخزومی سے مروی ہے:

دَخَلْتُ مَعَ مَوْلَايَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُمْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَّلْتُ رَأْسَهٗ وَيَدَهٗ وَرِجْلَهٗ .

”میں اپنے مولیٰ عبد اللہ بن سائب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا اور آپ کا سر، ہاتھ اور پاؤں چوم لیے۔''

(الرّخصة في تقبيل اليد لابن المقري : 24)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① ابوالحسن احمد بن محمد بن عبداللہ بن قاسم ''ضعیف'' ہے۔

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، وَلَسْتُ أُحَدِّثُ عَنْهُ .

''اس کی حدیث ضعیف ہوتی ہے۔ میں اس سے روایت نہیں لیتا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 71/2)

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، يُوصِلُ الْأَحَادِيثَ .

''یہ منکر الحدیث ہے۔ یہ منقطع احادیث کو موصول بیان کر دیتا تھا۔''

(الضّعفاء الكبير : 71/2)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی ایک حدیث کے بارے میں لکھا ہے:

مَا هٰذَا الْحَدِيثُ بِبَعِيدٍ مِنَ الْوَضْعِ .

''بعید نہیں کہ یہ حدیث گھڑنتل ہی ہو۔''

(تاريخ الإسلام : 1096/5)

② احمد کے باپ محمد بن عبداللہ بن قاسم کے حالات نہیں مل سکے۔

③ احمد کے دادا عبداللہ بن قاسم کی توثیق نہیں ملی۔

④ اسماعیل بن عبدالرحمن بن ابوکریمہ، سدی رحمہ اللہ (127ھ) سورت مائدہ کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آیت (111) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: فلاں۔اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی طرف بڑھے اور پاؤں چوم لیا۔''

(تفسير الطّبري: 17/9)

سدی رحمہ اللہ تابعی ہیں اور بلاواسطہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں، لہٰذا یہ روایت ''مرسل'' ہے، جو کہ ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے۔

⑦ صہیب مولیٰ عباس کا بیان ہے:

رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ، وَيَقُولُ: يَا عَمِّ! ارْضَ عَنِّي.

''میں نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے ہوئے کہہ رہے تھے: چچا جان! مجھ سے راضی ہو جائیے۔''

(الأدب المُفرَد للبخاري: 976، الرّخصة في تقبيل اليد لابن المُقرئ: 15، تاريخ دِمَشق لابن عساكر: 372/26)

سند ضعیف ہے، صہیب مولیٰ عباس کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: 381/4'' میں ذکر کیا ہے، لہٰذا ''مجہول الحال'' ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صُهَيْبٌ لَّا أَعْرِفُهٗ.

''صہیب کو میں نہیں جانتا۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء: 94/2)

⑧ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جَاءَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ، فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ : دَعْنِي حَتّٰى أُقَبِّلَ رِجْلَيْكَ يَا أَسْتَاذَ الْأُسْتَاذِينِ، وَسَيِّدَ الْمُحَدِّثِينَ، وَطَبِيبَ الْحَدِيثِ فِي عِلَلِهِ.

”آپ رحمہ اللہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے پاس آئے، ان کے ماتھے کا بوسہ لیا اور کہا: اجازت دیجئے کہ میں آپ کے پاؤں چوم لوں، اے استاذوں کے استاذ، اے محدثین کے سردار اور اے علل حدیث کے ماہر!“

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص 113، تاريخ بغداد للخطيب : 121/15، تاريخ ابن عساكر : 68/52، التقييد لابن نقطة :331، وسندهٗ حسنٌ)

امام مسلم رحمہ اللہ نے ایسا محض فرط جذبات میں کہہ دیا، نیز اس میں یہ کہیں نہیں کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے قدموں کو چوما ہو، البتہ ماتھے پر بوسہ دیا ہے۔

تعظیم کی نیت سے قدم بوسی بے ثبوت عمل ہے، صحابہ، تابعین اور خیر القرون کے مسلمانوں میں یہ عمل نہیں ملتا۔

شبہات:

قدم بوسی کے متعلق روایات کا محدثین کے اصولوں کے مطابق جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے کچھ ثابت نہیں۔ سلف سے بھی باسندِ صحیح اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ لہٰذا اولیا وصالحین کے پاؤں چومنا جائز نہیں۔

چنانچہ مندرجہ ذیل استدلال درست نہیں:

”اولیاء اللہ کے ہاتھ پاؤں چومنا اور اس طرح ان کے بعد ان کے تبرکات بال ولباس وغیرہ کو بوسہ دینا، ان کی تعظیم کرنا مستحب ہے۔ احادیث اور عمل صحابہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کرام سے ثابت ہے، لیکن بعض لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔''

(جاء الحق از نعیمی بریلوی: 368/1)

اولیاء اللہ کے ہاتھ چومنا جائز ہے، لیکن اسے بھی عبادت نہیں بنانا چاہیے۔ رہا پاؤں چومنا، تو یہ ثابت ہی نہیں، چہ جائیکہ مستحب ہو! جہاں تک تبرکات کی بات ہے، تو وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین جیسے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی چھوڑی ہوئی چیزوں کو کسی صحابی یا تابعی نے تبرک نہیں بنایا۔

اسی طرح یہ عبارت بھی غلو پر مبنی ہے:

''ان احادیث و محدثین و علماء کی عبارات سے ثابت ہوا کہ بزرگان کے ہاتھ پاؤں اور ان کے لباس، نعلین، بال غرضیکہ سارے تبرکات، اسی طرح کعبہ معظّمہ، قرآنِ مجید، کتبِ احادیث کے اوراق کا چومنا جائز اور باعث برکت ہے، بلکہ بزرگانِ دین کے بال ولباس وجمیع تبرکات کی تعظیم کرنا۔''

(جاء الحق از نعیمی بریلوی: 399/1)

نبی اکرم ﷺ کے آثار مبارکہ کے علاوہ کسی بھی ولی وصالح انسان کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں، تو بوسہ دینا کیسے جائز ہوا؟ کعبہ معظّمہ، قرآن مجید اور کتبِ احادیث کے اوراق چومنے پر کوئی دلیل شرعی نہیں، یہ غیر مشروع عمل ہے۔ اگر یہ کوئی نیک کام ہوتا، تو صحابہ و تابعین جیسے اسلاف امت اس پر ضرور عمل کرتے۔

❀ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، تو فرمایا:

لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ، مَا قَبَّلْتُكَ.

''اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا، تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتا۔"(صحیح البخاري : 1597، صحیح مسلم : 1270)

معلوم ہوا کہ جس چیز کا بوسہ شریعت سے ثابت نہ ہو، اسے بوسہ دینا ناجائز اور غیر مشروع ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِرْمِذِيِّ : فِيهِ كَرَاهِيَةُ تَقْبِيلِ مَا لَمْ يَرَهُ الشَّرْعُ بِتَقْبِيلِهِ .

"ہمارے شیخ (حافظ عراقی رحمہ اللہ) جامع ترمذی کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو بوسہ دینے کی تعلیم شریعت نے نہ دی ہو، اسے بوسہ دینا مکروہ ہے۔"(فتح الباري : 463/3)

استدلال کے سقم کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو:

"تبرکات کا چومنا جائز ہے۔قرآنِ کریم فرماتا ہے: ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ یعنی اے بنی اسرائیل! تم بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو: ہمارے گناہ معاف ہوں۔ اس آیت سے پتہ لگا کہ بیت المقدس، جو انبیائے کرام کی آرامگاہ ہے، اس کی تعظیم اس طرح کرائی گئی کہ وہاں بنی اسرائیل کو سجدہ کرتے ہوئے جانے کا حکم دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر توبہ جلد قبول ہوتی ہے۔"

(جاءالحق از نعیمی بریلوی:368/1)

جس جگہ سجدے کا حکم دیا گیا تھا، وہاں انبیا کی قبریں ہیں، بالکل بے دلیل مفروضہ ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ آپ اس شہر میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں۔اولیا کی قبروں والی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بات کسی مسلمان مفسر نے نہیں کی۔ مفسرین نے اس سجدہ کو سجدۂ شکر قرار دیا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

أَيْ شُكْرًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى مَا أَنْعَمَ بِهٖ عَلَيْهِمْ مِّنَ الْفَتْحِ وَالنَّصْرِ، وَرَدَّ بَلَدَهُمْ إِلَيْهِمْ، وَانْقَاذَهُمْ مِّنَ التِّيهِ وَالضَّلَالِ.

”اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے کا حکم دیا گیا کہ اللہ نے انہیں فتح ونصرت عطا فرمائی، انہیں ان کا علاقہ واپس دے دیا اور پستی وگمراہی سے نجات دی۔“ (تفسیر ابن کثیر :247/1)

اہل علم نے نبی ﷺ کی قبر کو بوسہ دینا اور اسے چھونا مکروہ اور بدعت خیال کیا ہے۔

زمین بوسی:

علما و عظما کے سامنے زمین کو بوسہ دینا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

احناف کی معتبر کتب میں لکھا ہے:

كَذَا مَا يَفْعَلُونَهُ مِنْ تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَاءِ وَالْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ، وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهٖ آثِمَانِ، لِأَنَّهُ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ، وَهَلْ يُكَفَّرَانِ؟ عَلٰى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ، وَإِنْ عَلٰى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا، وَصَارَ آثِمًا مُّرْتَكِبًا لِّلْكَبِيرَةِ.

”اسی طرح جو علما و عظما کے سامنے زمین بوسی کا عمل کیا جاتا ہے، یہ بھی حرام ہے۔ اسے کرنے والا اور اس پر راضی ہونے والا، دونوں گناہ گار ہیں، یہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔ کیا ایسا کرنے والے کو کافر کہا جائے گا؟ [اس میں تفصیل

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہے]۔اگروہ عبادت اور تعظیم کی بنا پر ایسا کر رہا ہے،تو یہ عمل کفر ہے اور اگر بطورِ تحیہ ہے،تو حرام نہیں،لیکن ایسا کرنے والا گناہ گار، بلکہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔‘‘

(ردّ المُحتار لابن عابدين : 383/6، تبيين الحقائق للزّيلعي : 25/6، مَجمع الأنهر لشيخي زاده : 542/2، البناية للعيني : 198/12)

الحاصل:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدم بوسی کے بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے دور میں قدم بوسی کا وجود نہیں ملتا۔یوں قدم بوسی اور زمین بوسی ناجائز اعمال وافعال ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “